بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النُّور

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

Al-Nur شہادت تا احسان 1404 ہش — اپریل تا جون 2026ء ریاستہائے متحدہ امریکہ

یَا اَحْمَدُ
بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ

(تذکرہ، صفحہ 39، ایڈیشن 2023)

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے

اسمعوا صوت السماء، جاء المسیح، جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں، آمد امامِ کامگار

جماعتِ احمدیہ
ریاستہائے متّحدہ امریکہ

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ
گرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہو جاؤ
اور پروانے کی مانند فدا ہو جاؤ
حق کے پیاسوں کے لیے آبِ بقا ہو جاؤ
خشک کھیتوں کے لیے کالی گھٹا ہو جاؤ
بحرِ عرفان میں تم غوطے لگاؤ ہر دم
بانئ کعبہ کی تم کاش دعا ہو جاؤ
راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ
موردِ فضل و کرم وارثِ ایمان و ہدیٰ
عاشقِ احمدؐ و محبوبِ خدا ہو جاؤ

(کلامِ محمود)

AHMADIYYA
MUSLIM COMMUNITY
United States of America

*Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad[as] of Qadian*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النور

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ Al-Nur

جلد 48 شہادت، ہجرت، احسان 1405 ہش — اپریل، مئی، جون 2026ء — شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ 1447 محرم ۱۴۴۸ ہجری شمارہ ۴ تا ۶

اس شمارہ میں

خدا تعالیٰ نے جو اتمامِ نعمت کی ہے وہ یہی دینِ اسلام ہے 2
مسلمانوں کا تنزل اور ان کا بگڑ جانا 3
خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے 4
قصیدہ بحضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم 5
پیشگوئی مصلح موعود 6
اے میری الفت کے طالب! 7
اپنے عظیم باپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایمان 8
ذکرِ حبیب 12
کلام الامام در ثمین سے میری دِل بستگی 16
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق میرے بچپن کی چند یادیں 24
’نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے‘ 26
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونا 31
میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا 34
پیارے ماموں حضرت مولانا جلال الدین شمس سیکھوانیؓ 36
یہودی قوم کا کل اور آج، غزہ پر ظلم و ستم کیوں؟ 41
توبہ کیسے کریں 42
اِطاعتِ خلافت 47
رمضان مبارک 48
عید مبارک 48
امریکہ میں تبلیغِ اسلام کی ضرورت 49
اِمام ہی سے وجود و قیامِ ملّت ہے 56
وصیت کی ضرورت و اہمیت 57
سائنس میگزین کے ایڈیٹر جناب قاسم محمود کی نظر کا مبہوت کُن واقعہ 59
حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی عظمت کا واقعہ 62
حمائل شریف۔ میرا قیمتی تحفہ 63
خطِ کُوفی۔ ایک عربی رسم الخط 65
خوبرو 66
روشنی کو پھیلا دیں 67
اے مصلح موعودؓ تری شان ہے عالی 67
کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟ 71
جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء 72
محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک 74

ادارتی بورڈ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر۔ مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق: لطیف احمد

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

خدا تعالیٰ نے جو اتمامِ نعمت کی ہے وہ یہی دینِ اسلام ہے

هُوَالَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ○

(الصف 10:61)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوُا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (الصف 10:61) کی صورت میں ہو گا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہو گا۔ وہ جمعہ اب آ گیاہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اوّل تکمیل ہدایت، دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔ اب تم غور کر کے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت ﷺ بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ کہ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (الصف:10) اس شان میں فرمایا گیاہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیاہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسی وقت ہو سکتاہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیاہے۔ چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے۔ ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کر دیے گئے ہیں۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِيۡ (المائدۃ 4:5) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ 4:62) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ظہور بروزی رنگ میں ہوُا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے۔ اتمامِ نعمت کا وقت آ پہنچاہے لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلّی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

(ملفوظات جلد 2، صفحات 518-519، ایڈیشن 2022ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ یوکے)

مسلمانوں کا تنزل اور ان کا بگڑ جانا

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا۔

(بخاری کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم 100)

حضرت عبد اللہ عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ بندوں سے یونہی چھینا جھپٹی کر کے علم نہیں اٹھایا کرتا بلکہ وہ علماء کو اٹھا کر علم اٹھالیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہتا تو لوگ ایسے جاہلوں کو سردار بنالیتے ہیں کہ جن سے اگر (کوئی مسئلہ) پوچھا جائے تو بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 924، صفحہ 723، اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَنِيْٓ إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلٰى إِحْدَى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن، باب افتراق الامم 3993)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت ضرور بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی وہ سب کے سب آگ میں ہیں سوائے ایک کے اور وہ جماعت ہے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، حدیث 925، صفحہ 725، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن، اشاعت 2019ء، اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے

ارشادات حضرت مرزا غلام احمد، مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت، عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کیے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اُس کاسِرُ الصّلیب کو نازل کرے؟ کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر 10:15) کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔"

(ملفوظات جلد 1، صفحہ 206 ایڈیشن 1984ء)

"ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال، اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمالِ صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمالِ صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن اُن میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مؤمن متقی ہو اور اعمالِ صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دُشمن ہو۔ حالانکہ یہ لوگ ہم کو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں لیکن یہ تب ہوتا کہ انہیں حقیقی اور اعلیٰ ایمان خدا پر ہوتا۔ اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے اور لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل 37:17) پر ان کا عمل ہوتا۔"

(ملفوظات جلد 1، صفحہ 313، ایڈیشن 2022ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

قصیدہ بحضور سَرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت خاتم النبیّین ﷺ

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
يَسعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

اے اللہ کے فیض و عرفان کے چشمے! خلقت تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑ رہی ہے۔

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ
تَهْوِيْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

اے انعام و احسان کرنے والے خدا کے فضل کے سمندر! لوگوں کے گروہ کوزے لیے تیری طرف لپکے آرہے ہیں۔

يَا شَمْسَ مُلْكِ الحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب! تو نے بیابانوں اور آبادیوں کے چہرے کو منوّر کر دیا ہے۔

قَوْمٌ رَاَوْكَ وَ اُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ
مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ اَصْبَانِيْ

ایک قوم نے تجھے دیکھا ہے اور ایک امّت نے خبر سنی ہے اس بدر کی جس نے مجھے (اپنا) عاشق بنا دیا ہے۔

يَبْكُوْنَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً
وَ تَأَلُّماً مِّنْ لَّوْعَةِ الهِجْرَانِ

وہ تیرے حسن کی یاد میں بوجہ عشق کے (بھی) روتے ہیں اور جدائی کی جلن کے دُکھ اُٹھانے سے بھی۔

(القصیدہ فی مدحِ خاتم النبیّین ﷺ صفحہ 1، نشر و اشاعت قادیان، مطبع فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

پیشگوئی مصلح موعود

”... مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیّت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے، اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃُ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا، (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔“

(اشتہار 20/ فروری 1886، مجموعہ اشتہارات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام، جلد اوّل، صفحات 124-125, ایڈیشن 2019ء فضل عمر پریس قادیان)

اے میری الفت کے طالب!

منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

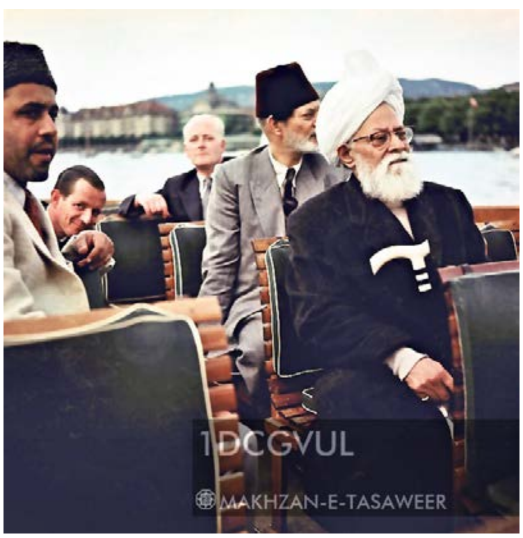

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورۂ یورپ کے دوران، 1955ء

میں اپنے پیاروں کی نسبت
ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں
اور اُن کی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں
تو منہ میں کَف بھر لاتے ہوں
شمشیرِ زباں سے گھر بیٹھے
دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدانِ عمل کا نام بھی لو
تو جھینپتے ہوں گھبراتے ہوں
اے میری الفت کے طالب!
یہ میرے دل کا نقشہ ہے
اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو
وہ اِن باتوں میں کیسا ہے؟

اپنے عظیم باپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایمان

تحریر: حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی آئندہ زندگی کا رُخ معیّن کرنے کے لئے بہت سے اسباب کار فرما تھے۔ جو ظاہری بھی تھے اور باطنی بھی، عمومی بھی تھے اور خصوصی بھی ایسے عوامل میں سے جو عمومی حیثیت رکھتے ہیں اور بچے کی شخصیت کی تعمیر پر لازماً نہایت گہرے رنگ میں اثر انداز ہوتے ہیں ایک نہایت اہم عامل کا اب ہم جائزہ لیں گے جس نے آپ کی شخصیت کی تعمیر میں ایک ناقابلِ فراموش اور نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

سوائے اس کے کہ بچہ نہایت کُند ذہن ہو کوئی ماں باپ اپنے بچے سے اپنی اندرونی شخصیت کو چھپا نہیں سکتے۔ خواہ وہ شخصیتیں لاکھ جعل اور فریب کے پردوں میں لپٹی ہوئی کیوں نہ ہوں اور یہ امر بھی قطعی اور ناقابلِ تردید ہے کہ بچے کے خیالات کا رُخ معیّن کرنے اور اس کی اندرونی شخصیت کے خدوخال بنانے میں سب سے اہم کردار اس کے ماں باپ کی وہ اندرونی تصویر ادا کرتی ہے جو خود اس کے دل ودماغ پر بنتی چلی جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں نفسیاتی الجھنیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں ذہنی بغاوتیں بھی جنم لیتی ہیں اور اسی کے نتیجہ میں اعلیٰ مقاصد کی پیروی میں سر تا پا وقف مخلص اور صادق القول شخصیتیں بھی اُبھرتی ہیں۔ غرضیکہ نیکی اور بدی میں نمایاں کردار ادا کرنے والوں کے نفسیاتی پس منظر کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ اُن کے والدین کے متعلق اُن کی رائے کو ان کے کردار کے بگاڑنے یا بنانے میں گہرا دخل ہوتا ہے، جو رائے غیر شعوری طور پر لمبے تجربات اور محسوسات کے نتیجہ میں از خود ان کے دل و دماغ میں قائم ہوتی چلی جاتی ہے اور اس رائے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی منفی یا مثبت جذباتی تحریکات اس کی اپنی شخصیت کو اس طرح ڈھالتی چلی جاتی ہیں جیسے کمہار کے ہاتھ میں گُندھی ہوئی مٹی ڈھلتی ہے۔

ہمیں تسلیم ہے کہ یقیناً یہ شخصیتوں کی تعمیر و تخریب کا واحد سبب نہیں اور ہم باخبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وسیع کارخانہ مشیّت میں اَن گنت اسباب اور محرکات نامعلوم طور پر اپنا کام کر رہے ہیں جو کچھ انسان کے محدود علم کے احاطہ میں داخل ہے، اُسے دیکھتے ہوئے ہم مذکورہ بالا ایک سبب کو اگر سب دوسرے ظاہری اسباب سے قوی تر قرار دیں تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔

اس زاویۂ نگاہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی شخصیت کا جائزہ لیں تو یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ آپ اپنے والد کو گہرے اندرونی مشاہدہ کے بعد اور لمبے عرصہ پر پھیلے ہوئے ظاہر و باطن آثار کے مطالعہ کے نتیجہ میں مخلص، صادق القول اور حق پرست یقین کرتے تھے اور اس یقین کے نتیجہ میں جس قسم کے مثبت اثرات آپ کی شخصیت پر مترتب ہونے چاہیئے تھے وہ اسی طرح مترتب ہوئے۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ اسی مقصد کے لئے ہمہ تن وقف ہو گئے جس کے حصول کی خاطر آپ کے عظیم باپ کا ایک ایک لمحہ وقف تھا۔ آپ نے اس راہ میں اسی طرح جانی اور مالی اور جذباتی قربانیاں دیں جس طرح جلیل القدر باپ زندگی بھر دیتا رہا اور اسی طرح راہ میں دُکھ پر دُکھ جھیلے اور مشقتوں پر مشقتیں اُٹھائیں۔ غرضیکہ وہ تمام آثار اس کے فکر و عمل میں ظاہر ہوئے جو قوی یقین اور پختہ ایمان کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتے۔

ظاہر ہے کہ بچپن کا زمانہ جو کسی سوانح نگار کے دمِ تحریر سے ستر برس پیچھے رہ چکا ہو۔ اس کے تمام خدوخال تو کیا، اُن کے ایک حصہ کو بھی از سرِ نو اُجاگر کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ مختلف راویوں اور مضمون لکھنے والوں نے جو آپ کے بچپن کے ساتھی تھے، مختلف وقتوں میں مختلف واقعات پر روشنی ڈالی ہے لیکن نہ تو اُن کا حضرت مرزا محمود احمد سے ملاپ کا زمانہ آپ کے تمام بچپن پر حاوی ہو سکتا تھا نہ ہی اُن کی یادداشت از سرِ نو ہر نقش کو اُجاگر کر سکتی تھی۔ اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں بار بار خود حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے اُن بیانات اور فرمودات کا سہارا لینا پڑتا ہے جو آپ نے اپنی بڑی عمر کے زمانہ میں کسی مضمون کے

تعلق میں بیان کئے۔ یہ بیانات چونکہ خود اپنی صداقت کی اندرونی شہادتیں لئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا کسی اہلِ بصیرت اور صاحبِ فراست انسان کے لئے اُن کی صداقت پر شک کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نمونہ کے طور پر دو واقعات پیش ہیں۔ ایک چھوٹا سا سادہ سا واقعہ ہے جو بہت بچپن کا معلوم ہوتا ہے اور دوسرا نسبتاً پختہ عمر یعنی عنفوانِ شباب کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔

پہلے کی اہمیت اس کی سادگی اور تصنّع سے پاک معصومانہ بیان میں ہے اور دوسرے کی اہمیت اِس بناء پر بڑی بھاری ہے کہ ایک خطرناک اور اچانک خُطرہ ان کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب کے فوری اور بے ساختہ ردِّ عمل کا اس میں ذکر ہے اور اس سے بھی بڑھ کر قابلِ غور اور اَنمول وہ تبصرہ ہے جو آپ نے ایک عجیب محوّیت کے عالم میں ڈوب کر خود اس واقعہ پر کیا ہے۔

پہلا واقعہ یوں ہے:

”میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی۔ میَں اور ایک اور طالب علم گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی جس پر نیلا جُزدان تھا اور وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے علوم ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔ میَں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ اس لڑکے نے کہا جبرائیل نہیں آتا، کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے۔“

(الحکم جوبلی نمبر، دسمبر 1939ء، صفحہ 66)

دوسرا واقعہ یوں ہے:

”بیوقوفی کے واقعات میں مجھے بھی اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ کئی دفعہ اس واقعہ کو یاد کرکے ہنسا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے ہیں۔ مگر میَں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور مجھے اپنی زندگی کے جن واقعات پر ناز ہے، اُن میں وہ ایک حماقت کا واقعہ بھی ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک رات ہم سب صحن میں سو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا۔ اور زور سے گرجنے لگا۔ اسی دوران میں قادیان کے قریب ہی کہیں بجلی گر گئی۔ مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر کے لوگوں نے سمجھا کہ یہ بجلی شاید اُن کے گھر میں ہی گری ہے ... اس کڑک اور کچھ بادلوں کی وجہ سے تمام لوگ کمروں میں چلے گئے۔ جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی، اس وقت ہم بھی صحن میں سو رہے تھے، اُٹھ کر اندر چلے گئے۔ مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر رکھ دیے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے، ان پر نہ گرے۔ بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بچنا تھا نہ کہ ہماری وجہ سے محفوظ رہتے۔ میَں سمجھتا ہوں میری وہ حرکت ایک مجنون کی حرکت سے کم نہیں تھی۔ مگر مجھے خوشی ہؤا کرتی ہے کہ اس واقعہ نے مجھ پر بھی اس محبت کو ظاہر کر دیا جو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی۔ بسا اوقات انسان خود بھی نہیں جانتا کہ مجھے دوسرے سے کتنی محبت ہے جب اس قسم کا کوئی واقعہ ہو تو اسے بھی اپنی محبت کی وسعت اور اس کی گہرائی کا اندازہ ہو جاتا ہے تو جس وقت محبت کا انتہائی جوش اُٹھتا ہے عقل اس وقت کام نہیں کرتی، محبت پرے پھینک دیتی ہے عقل کو اور محبت پرے پھینک دیتی ہے فکر کو اور وہ آپ سامنے آجاتی ہے۔“

(الفضل 25 جنوری 1940ء، صفحہ 9)

اس واقعہ اور اس سے متعلق آپ کے تأثرات کو پڑھ کر اس بارہ میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کو اپنے عظیم باپ کی صداقت پر کتنا گہرا اور پختہ ایمان تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں ایسی گہری محبت آپ کی ذات سے اور آپ کی ایسی عظمت آپ کے دل پر قائم تھی کہ اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔ گو محبت بھی بچوں کو اپنے باپ سے ہوتی ہے اور بعض والدین کی عظمت کا احساس بھی اُن کے بعض بچوں کے دل میں ہوتا ہے، لیکن بیک وقت ایسی شدید محبت اور تقدیس اور عظمت کے ایسے قوی احساس کا امتزاج یقیناً انسانی تجربات میں آئے دِن کا مشاہدہ نہیں ہے۔

اس گہرے ایمان اور محبت کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اسی راہ پر دلی وابستگی اور کامل خلوص کے ساتھ چل پڑے جو غلبۂ اسلام کے جلد تر ظہور کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اختیار فرمائی تھی اور اپنی تمام طاقتیں بچپن ہی سے اس راہ میں وقف کر دیں۔ دنیاوی علم کے مقابل پر دینی علم کے حصول میں امتیازی رغبت اسی یقین کامل کا ایک نتیجہ تھا۔ حالانکہ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتی توجہ کا تعلق تھا۔ آپ اپنی شبانہ روز شدید مصروفیات کے باعث اپنے کسی بھی بچے کی تعلیم کی طرف ذاتی توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ دوسرا گہرا اثر اس ایمان کا یہ ظاہر ہؤا کہ بچپن ہی سے آپ کو عبادت الٰہی کا ذوق و شوق پیدا ہؤا اور کم سِنی ہی میں آپ نیم شبی عبادتوں کے عادی ہو گئے۔ متعدّد روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نماز پنج وقتہ کے علاوہ تہجد کی نماز بھی بالالتزام ادا کرتے تھے اور نماز کی ادائیگی محض رسمی اور ظاہری نہ تھی بلکہ بڑے خشوع و خضوع اور سوز و گداز کی حامل ہؤا کرتی تھی۔ ایک بچے یا نوجوان کا نمازوں میں گریہ وزاری کرنا سجدوں میں دیر تک پڑے رہنا یقیناً بڑوں کے

لیے باعث تعجب ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ایسے بچے کو کوئی ظاہری صدمہ نہ پہنچا ہو اور فکر کی کوئی دوسری وجہ بھی نظر نہ آئے یہ تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے اور دل میں سوال اٹھتا ہے کہ آخر اس بچے پر کیا بیتی ہے جو راتوں کو چھُپ چھُپ کر اُٹھتا اور بِلک بِلک کر اپنے ربّ کے حضور روتے ہوئے اپنے معصوم آنسوؤں سے سجدہ گاہ کو تر کر دیتا ہے!

یہی تعجّب شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی پیدا ہؤا جو ایک نو مسلم تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اخلاص اور ایمان میں ایسی ترقی کی کہ نہایت عابد و زاہد اور صاحبِ کشف و الہام بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

"ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا، اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہؤا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور میں بھی دُعا میں محو ہو گیا اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دِکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔"

(الفضل 16 فروری 1968ء)

اسلام کی فتح کا دن دیکھنے کی یہ بے قرار تمنا جو اس نو عمری میں آپ کے دل میں پیدا ہوئی نو عمری ہی میں پھل بھی لانے لگی۔ چنانچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے معصوم دِل سے اُٹھنے والی پاکیزہ دعاؤں کو رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھا اور اس دِل کی تسلی کے خود انتظامات فرمائے۔ یہ تسلی رویائے مبشرہ کی صورت میں بھی دی گئی اور الہام کی زبان میں بھی اور کشفی رویت کے ذریعے بھی۔

حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی اور جیّد عالم تھے اور جن کے علم و فضل کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہؤا تھا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے اساتذہ میں سے تھے، بیان فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ مجھ سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دن میں نے کہا میاں! آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں کیا آپ کو بھی الہام ہوتا اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں؟ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ: مولوی صاحب! خوابیں تو بہت آتی ہیں اور میں ایک خواب تو قریباً روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح کو اُٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی میں کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جا کر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کئی بار ایسا ہؤا ہے کہ اگر میں نے پار گزرنے کے لئے کوئی چیز نہیں پائی تو سر کنڈے وغیرہ سے کشتی بنا کر اور اس کے ذریعہ پار ہو کر حملہ آور ہو گیا ہوں۔ میں نے جس وقت یہ خواب آپ سے سنا اسی وقت سے میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کرے گا اور میں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر آپ کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ آپ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپ کی جگہ بیٹھ کر آپ کو پڑھاتا۔ اور میں نے خواب سُن کر آپ سے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ میاں! آپ بڑے ہو کر مجھے بُھلانہ دیں اور مجھ پر بھی نظر شفقت رکھیں۔"

(الفضل 16 فروری 1968ء)

بچپن میں آپ کے الہام کے بارہ میں آپ کے ساتھ کھیلے ہوئے پُرانے دوست جو بفضلہ تعالیٰ تادم تحریر موجود ہیں، بیان فرماتے ہیں:۔

"شاید یہ امر کسی دوسری جگہ شائع شدہ ریکارڈ میں آچکا ہو، لیکن میں اس کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو بچپن کے زمانہ میں جب کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں میرے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ نے ذکر فرمایا کہ اُن کو یہ آیت الہام ہوئی ہے۔

"جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

اور یہ بھی فرمایا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دیا تھا کہ یہ الہام مجھے ہؤا ہے۔"

(روایت حضرت مرزا احمد بیگؓ)

نو عمری ہی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا شرف بھی آپ کو نصیب ہؤا۔ چنانچہ مسجد احمدیہ لنڈن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے ایک خطبہ کے دوران اس رویتِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مجھے آج تک اہم معاملات میں خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے۔ پہلے پہل اس وقت کہ ابھی میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ اس وقت میری توجہ کو دین کے سیکھنے اور دین کی خدمت کی طرف پھیرا گیا اس وقت مجھے خدا نظر آیا اور مجھے تمام نظارہ حشر و نشر کا دکھایا گیا۔ یہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا۔"

(الفضل 22 جنوری 1920ء)

معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ احساس تھا کہ اس بچے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا خاص تعلق اس کم عمری کے زمانہ ہی میں شروع ہو چکا ہے چنانچہ خود حضرت مرزا محمود احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

"جن دِنوں کلارک کا مقدمہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوروں کو دعا کے لئے کہا تو مجھے بھی کہا کہ دعا اور استخارہ کرو۔ میں نے اُس وقت رویا میں دیکھا کہ ہمارے گھر کے ارد گرد پہرے لگے ہوئے ہیں۔ میں اندر گیا جہاں سیڑھیاں ہیں وہاں ایک تہ خانہ ہوتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؑ کو وہاں کھڑا کر کے آگے اُپلے چن دیے گئے ہیں اور اُن پر مٹی کا تیل ڈال کر کوشش کی جا رہی ہے کہ آگ لگا دیں۔ مگر جب دیا سلائی سے آگ لگاتے ہیں تو آگ نہیں لگتی۔ وہ بار بار آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کامیاب نہیں ہوتے۔ میں اس سے بہت گھبرایا۔ لیکن جب میں نے اس دروازے کی چوکھٹ کی طرف دیکھا تو وہاں لکھا تھا کہ:

"جو اللہ کے بندے ہوتے ہیں، اُن کو کوئی آگ نہیں جلا سکتی۔"

(الفضل 16 فروری 1968ء، صفحہ 7)

(سوانح فضل عمرؓ، حصہ اوّل صفحات 147 تا 154)

(کتابت: صفیہ سامی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ہمراہ تاریخی گروپ فوٹو دائیں جانب سے: (کھڑے ہوئے) ملک غلام حسین رہتاسی، مولوی حکیم قطب الدین، مہر نبی بخش بٹالوی، حکیم محمد حسین، عبداللہ عرب، حکیم فضل دین بھیروی، بھائی عبدالرحیم، پیر منظور احمد (اپنی بیٹی کے ہمراہ)، مرزا اسماعیل بیگ۔ (کرسیوں پر) صاحبزادہ مرزا بشیر احمد (میاں معراج دین عمر کی گود میں)، مفتی محمد صادق، حضرت حکیم مولوی نورالدین، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (آپ کی گود میں صاحبزادہ مرزا شریف احمد) مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد علی، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ (فرش پر) منشی کرم علی، مولوی شیر علی، شیخ یعقوب علی تراب، ملک شیر محمد، پیر سراج الحق نعمانی (اپنے بیٹے کے ہمراہ)، مفتی فضل الرحمٰن، نامعلوم رضی اللہ عنہم۔

الفضل انٹرنیشنل کو آن لائن پڑھنے کے لیے سبسکرپشن کی شرط ختم کر دی گئی ہے

مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ کو تبشیر، اسلام آباد۔ یوکے سے درجِ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:

روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کی آن لائن سبسکرپشن کے حوالہ سے تحریر ہے حسب ہدایت حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز الفضل آن لائن کی سبسکرپشن ختم کر دی گئی ہے۔ اب پہلے کی طرح احباب جماعت اس کا مطالعہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی اطلاع احبابِ جماعت تک پہنچا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ذکرِ حبیب

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ 1964ء کے موقع پر 28 دسمبر کے پہلے اجلاس میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانؓ کی تقریر

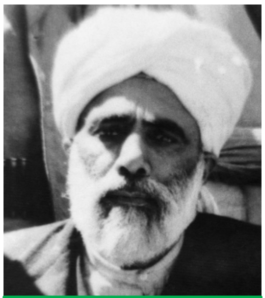

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانؓ

سچ تو یہ ہے کہ مَیں اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ اس بلند مقام وجود کے متعلق جس کی شان جری اللہ فی حُلل الانبیاء ہے کچھ بھی بیان کر سکوں۔ میرا دِل تو لفظ حبیب سے بھی تھرّاتا ہے کہ یہ ناچیز کجا اور وہ ذاتِ مقدس کجا اور مَیں تو وہ ہوں جسے نصف صدی سے حضرت محمود کے قدموں کے ساتھ ہی واسطہ چلا آرہا ہے اس وقت میرے دل کی یہ پکار ہے:

پہنچائیں در پہ یار کے وہ بال و پر کہاں
دیکھیں جمالِ یار جو ایسی نظر کہاں
سجدے کا اِذن دے کے مجھے تاجور کیا
پاؤں ترے کہاں مرا ناچیز سر کہاں

مَیں ابھی بارہ سال کا تھا کہ مجھے اپنے دادا حضرت مولا بخشؓ اور والد حضرت رحیم بخشؓ صاحب کی معیّت اِس بیعت میں حاصل ہوئی جو حضرت مولوی عبدالقادر لدھیانویؓ نے 1899ء میں مسجد پٹیالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے لی تھی۔

جب کچھ شعور پیدا ہوُا اور عمر قریباً پندرہ سال کی ہوئی تو صرف اپنی خواہش سے حضورؑ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا تا کہ سند اور دعا حاصل ہو چنانچہ چند ہی دنوں میں مجھے حضرت مولوی عبدالکریمؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوُا خط مل گیا کہ حضورؑ نے بیعت قبول فرمائی اور دعا فرمائی۔ اسی طرح بیعت کی درخواست میرے دو بزرگ ساتھیوں شیخ محمد افضل اور میاں خدا بخش نے بھی کی تھی۔ چنانچہ ہم تینوں کے نام نومبائعین کی فہرست میں 17 جون 1903ء کے الحکم میں شائع ہو گئے۔ یہ دونوں بزرگ بھی خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں۔

اس بیعت اور اِس دعا کا یہ اثر دیکھا کہ میرے اندر شوقِ نماز اور ذوقِ دعا پیدا ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ میں نے چھوٹی عمر میں ہی 'سرمہ چشم آریہ' جیسی دقیق کتاب سمجھ کر پڑھی۔ اسی زمانہ میں جب کہ طاعون زوروں پر تھی تو مقدس رسالہ 'کشتی نوح' پڑھنا نصیب ہوُا۔ جس نے دل پر خاص اثر پیدا کیا۔ دُنیا کی بے ثباتی نظر آنے لگی جیسا کہ میرے اِن اشعار سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ اُنہیں ایام کے کہے ہوئے ہیں۔ اُس وقت میری تعلیم کچھ نہ تھی ابھی چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

ہم تو بندے ہیں ترے عاجز غریب و بے نوا
ہم غریبوں پر تری اک مہر بانی چاہیے
اس جہاں فانی سے کچھ بھی نہیں لے جانا ساتھ
اک سند تیری رضا کی ہم کو پانی چاہیے
کچھ نہیں مقصود یاں اس تنگنائے دہر میں
اک جھلک تیری نگہ کی ہم کو آنی چاہیے

یہ اشعار پوری ترجمانی اس حالت کی کرتے ہیں جو حضورؑ کی تعلیم توجہ اور دعا سے ایک طفل کے دل کی ہو گئی تھی۔ جب 18 سال کا ہوُا تو میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا ولولہ پیدا ہوُا۔ مگر ذرائع کی کمی کی وجہ سے قادیان جانا مشکل تھا ایسے حال میں مَیں نے رو رو کر دعا کرنا شروع کر دی کہ یا الٰہی! مجھے حضورؑ کی زیارت نصیب کر۔ ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی زیارت رؤیا کے ذریعہ پٹیالہ میں ہی کروادی۔ میں نے دیکھا کہ مَیں مسجد پٹیالہ کے حجرے میں لیٹا ہوُا ہوں دروازہ کھلا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر تشریف لائے ہیں۔ مَیں فرطِ محبت سے چارپائی سے اُٹھ کر حضورؑ کو چمٹ گیا۔ گویا حضورؑ کا ہی ہو گیا۔

اس رویا کے دیکھنے سے میرا دل اللہ تعالیٰ کے شکر سے بھر گیا۔ اور اس کے سمیع و بصیر و غریب نواز ہونے پر یقین آ گیا۔ ابھی رؤیا کے دیکھے دو تین ماہ ہی ہوئے تھے کہ میرے مہربان آقا نے جو میرے دل کی حالت سے واقف تھا مجھے ایک قافلہ کی معیّت میں قادیان حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمادی۔ یہ سفر اگست 1905ء میں ہوُا۔ حضورؑ کی سب سے پہلی زیارت مسجد مبارک میں اس وقت نصیب ہوئی جب کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور حضورؑ چاند کی مانند چہرہ کے ساتھ اندرون خانہ سے مسجد میں نمازِ مغرب کے لئے تشریف لائے تھے۔ الحمدللہ۔ پہلی زیارت ہی باعثِ مسرت ہوئی۔ بعد نماز جب حضورؑ شہ نشین پر مجلس فرما ہوئے تو حضورؑ کے قریب ہو کر کچھ موقع پاؤں دبانے کا بھی مل گیا۔ اور جب حضورؑ نے نومبائعین کی بیعت لی تو حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنا نصیب ہوُا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ہمارا قیام دس روز تک مہمان خانہ میں رہا۔ ہم سے پہلے ایک شخص مسمی عبدالحق نو مسلم سابق بشن داس بطور مہمان موجود تھا۔ جو سالہا سال پنڈت دیانند کے ساتھ 'گیا' میں رہنا بیان کرتا تھا۔ اس نے ہمیں پہلے روز ہی بتلایا کہ مَیں کئی روز سے یہاں آیا ہوں اور حضرت صاحبؑ سے دو دفعہ بیعت لینے کے لئے کہہ چکا ہوں۔ مگر حضورؑ یہی فرماتے ہیں کہ ٹھہریں جلدی نہ کریں۔ لیکن اس نے اسی شام (اپنے بیان کے بموجب) بیعت کرلی جس شام ہم نے بیعت کی تھی۔

اگلی صبح ہم نے حضورؑ کو اندرونِ خانہ سے باہر تشریف لاکر اس جگہ کھڑے دیکھا جہاں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مکان کی بنیاد رکھی جارہی تھی۔ ہم سب مہمان حضورؑ کے سامنے گلی میں کھڑے تھے۔ اسی اثناء میں عبدالحق بھی آگیا اور اس نے دور کھڑے ہوئے کہا۔ حضورؑ مبارک ہو۔ کل شام میں نے بھی بیعت کرلی ہے۔ اس وقت حضورؑ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے اور حضورؑ نے کسی قدر مرارت کے لہجہ میں فرمایا کہ محض ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک بیعت کنندہ اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرے اور سچا تقویٰ اختیار نہ کرے وغیرہ۔ ہم نے اس شخص کو اسی شام کو شکایت کرتے سُن لیا۔ اور یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ اگلی صبح کو بہت کچھ سخت سُست الفاظ مُنہ سے نکالتا ہؤا یکہ پر سوار ہو کر قادیان سے نکل گیا۔ اور ہمارے لئے حضور علیہ السلام کی فراست مومنانہ کا ثبوت بہم پہنچا گیا۔

ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے نمازیں حضرت صاحب کی معیت میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی اقتداء میں مسجد مبارک میں ادا کیا کرتے تھے اور حضورؑ کی زیارت کا بار بار شرف حاصل کرتے۔ اور جب حضورؑ مجلس آراء ہوتے تو حضورؑ کے کلمات طیّبات سننے کا موقع مل جاتا۔ حضورؑ کی مجلس میں تمام ہموم و غموم دُور ہو کر سکینت قلب حاصل ہوتی۔ حضورؑ بالعموم نماز مغرب کے بعد نمازِ عشاء کے وقت تک مسجد کی اوپر کی چھت کی شہ نشین پر بیٹھا کرتے تھے۔ حضورؑ کے پہلو میں حضرت مولوی عبدالکریمؓ بھی بیٹھے نظر آتے۔ جو فدائیت میں مثلِ پروانہ تھے۔ مگر ہمیں بے تکلف دوست نظر آتے۔ انہی دنوں حضورؑ کو فَزِعَ عِيْسٰى وَمَنْ مَّعَه کا الہام ہؤا۔ جو اسی وقت سے یاد چلا آرہا ہے۔ ہمیں اس وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ الہامی خبر اس قدر جلدی پوری ہو جائے گی۔ جب کہ صرف دو ماہ بعد ہی وہی عبدالکریم، وہی اپنے محبوب آقا کے ساتھ شہ نشین پر بیٹھنے والا عبدالکریم، وہی پروانۂ شمع روشن، وہی عندلیبِ بوستانِ احمد جو اپنے محبوب آقا کا محبوب رفیق تھا داغِ مفارقت دے جائے گا۔ مگر ہمارے لئے نمونہ چھوڑ جائے گا کہ شمع ہدایت پر اس طرح جل کر دکھانا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فی الحقیقت حضرت مولوی صاحب کی مفارقت کا سخت صدمہ پہنچا تھا۔ جو کہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ محبت کی دلیل ہے۔ یہی محبت قلبی تھی۔ جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں چار لاکھ سے زائد افراد کو جامۂ فدائیت پہنا دیا تھا۔ مَیں حضورؑ کی اس قلبی کیفیت کا گواہ ہوں۔ مَیں ایک روز اوائل عمری میں حضورؑ کی ایک کتاب مسجد میں اکیلا بیٹھا پڑھ رہا تھا جس کا اثر دل پر اس قدر ہؤا کہ یہ عہد کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ مَیں اس ذاتِ مقدس کو ہرگز نہ چھوڑوں گا خواہ ساری دُنیا چھوڑ دے۔ حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد حضورؑ چند دن تک حسب دستور مسجد میں مجلس فرما ہوتے رہے۔ مگر حضورؑ نے یہ فرماتے ہوئے کہ جب میں مسجد میں بیٹھتا ہوں اور مولوی صاحب نظر نہیں آتے تو دل گھٹنے لگتا ہے بیٹھنا بند کر دیا۔

ہم نے ایک نمازِ جمعہ بھی حضورؑ کی معیت میں اور حضرت مولوی عبدالکریمؓ کی اقتداء میں مسجد مبارک میں ادا کی تھی۔ حضرت مولوی صاحب کا خطبہ پُر شوکت و جلال تھا۔ آپ کا یہ بیان اس وقت تک یاد ہے کہ خدا کے نبی بڑے شرمیلے ہوتے ہیں جس طرح 'نویں ویاہی ووٹی' (جیسے نئی بیاہی دلہن) اس وقت حضورؑ حضرت مولوی صاحب کے عین سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے چہرے سے حیا نمایاں تھی۔ حضرت مولوی صاحب کا یہ بیان انتہائی محبت اور بے تکلفی کا ثبوت اور حضورؑ کی جبلّتِ حیا کا نقشہ تھا۔ ہم نے حضورؑ کو کسی کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے ہوئے کبھی نہ دیکھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ خاکسار کے نزدیک بھی جبلّتِ حیا حضورؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کے اندر ودیعت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے تمام احبابِ جماعت غضِ بصر کے عامل ہو گئے تھے۔ اور یہی غضِ بصر کی عادت ان کے اندر جبلّت حیا پیدا کرنے کا موجب بن گئی تھی۔ یہی حیا لاکھوں میں اِحیائے ایمان کا موجب ہو گئی تھی جس طرح حضورؑ کے فرمودہ کے مطابق آج ہم وفاتِ مسیح میں حیاتِ اسلام کہتے ہیں میں اسی طرح غضِ بصر و جبلّت حیاء میں اِحیائے ایمان کہتا ہوں۔ اور میں اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ جس قدر عادت غضِ بصر اور حیا نصیب ہوئی اسی قدر نورِ قلب حاصل ہؤا۔

آج کے احمدی احباب جو ہزاروں نوروں اور برکتوں کے حامل ہیں اسی تخمِ حیا کا نتیجہ ہے جو ان کے بزرگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں بویا گیا تھا۔ مَیں یقین کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اعلیٰ درجہ کی جبلّت حیا نہ ہوتی اور غضِ بصر اور جبلّت حیا والی جماعت اس وقت پیدا نہ ہوتی۔ تو وہ ایمان جو بے حیائی کے عملوں کی وجہ سے آسمان پر چلا گیا تھا ہرگز زمین پر واپس نہ آتا۔ پس مبارک ہے وہ جماعت جس کے وجود سے عادتِ غضِ بصر، نظامِ پردہ اور جبلّتِ حیا قائم ہوئی اور یہ کہ دنیا جہان کے لئے حقیقی اسلام کا نمونہ بنی اور احیائے ایمان کا موجب۔

دوسری بار زیارت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے جلسہ سالانہ 1907ء کے موقع پر قادیان جانے کی توفیق دی۔ اس موقع پر جہاں حضورؑ کا کلام مقدس سُننے کا موقع ملا۔ وہاں کئی ایک نشان ہائے رحمت بھی دیکھنا نصیب ہوئے۔

سب سے **پہلا نشانِ رحمت** تو یہ تھا کہ ہم نے حضورؑ کی دُعا کو جو جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کی خیر و عافیت کے لئے تھی۔ اپنی ذات میں پورا ہوتے دیکھ لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مبارک جلسہ کے لئے ہم تین حقیقی بھائی محمد یوسف حضرت حافظ ملک محمد اور یہ خاکسار پٹیالہ سے روانہ ہوئے تھے ہم نے تصرفِ الٰہی سے بجائے 24 دسمبر کی شام کی گاڑی کے جس پر عام طور پر جلسے کے لئے سفر اختیار کیا جاتا تھا بارہ گھنٹے پہلے صبح کی گاڑی سے سفر اختیار کر لیا۔ تا کہ ہم امرت سر کے ایک واقف کے ہاں ایک رات بہ نیت تبلیغ گزاریں ہم نے رات امر تسر میں بسر کی جب اگلی صبح 25 دسمبر کو بٹالہ قادیان کو جانے کے لئے اسٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوُا کہ آج رات دو ریلوں کی سخت ٹکر لدھوال کے اسٹیشن کے قریب ہو گئی ہے۔ جس سے اڑھائی تین سو جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ ان میں ایک گاڑی وہ بھی تھی جس پر ہمارے سفر کرنے کا امکان تھا۔ اگر ہم پٹیالہ سے شام کی گاڑی سے سفر اختیار کرتے جہاں اس خبر سے بہت افسوس ہوُا اور دل پر دہشت طاری ہو گئی۔ وہاں دل میں شکر ایزدی بھی پیدا ہوُا کہ تین غریبوں کی جان بچ گئی۔

ہمیں جلسہ کے پہلے روز 26 دسمبر کو حضورؑ کی صبح کی سیر میں معیت نصیب ہوئی اس روز حضورؑ نے قصبہ کے جانب شمال سیر کی تھی۔ حضورؑ کے گرد ایک بڑی بھیڑ تھی۔ اور حضورؑ نے بالارادہ ہندوؤں والے بازار سے گزرنا اختیار کیا تھا۔ تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آج سے 25 سال پہلے کی پیشگوئی کہ لوگ دور دراز سے کثرت سے آئیں گے اور تحفے تحائف لائیں گے۔ نمایاں طور پر آج پوری ہو گئی ہے۔ حضورؑ تیز تیز چلتے جا رہے تھے۔ اور عشاق اس کشمکش میں مبتلا تھے کہ حضورؑ کے زیادہ سے زیادہ قریب ہو کر چلا جائے نوبت بایں جا رسید کہ عشاق میں سے کسی ایک کے یا دو کے پاؤں کے بے احتیاطی سے پڑ جانے کی وجہ سے حضورؑ کی جوتی جو دیسی ساخت کی تھی۔ دوبار پاؤں سے اُتر گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ نہ حضورؑ کے چہرے پر خفگی کے آثار تھے اور نہ حضورؑ نے زبان سے کوئی لفظ شکوہ نکالا۔ بلکہ حضورؑ نے پیچھے کی طرف بھی نہ جھانکا کہ کوئی شرمندہ نہ ہو جائے۔ اسی موقع پر حضرت مفتی صاحبؓ پکار اُٹھے تھے لوگ بھی کیا کریں۔ اس قدر مدّت کے بعد تو خدا کا نبی آیا ہے۔

الغرض منتظمین نے حضورؑ کو ایک درخت کے نیچے جو لسوڑے کا درخت تھا ٹھہرا کر اور حلقہ حفاظت بنا کر عشاق کا مصافحہ کروا دیا۔ اس مصافحہ کے موقع کا ایک واقعہ تا حال میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ وہ یہ کہ ایک بوڑھا زمیندار جب اپنی باری پر حضورؑ کے سامنے پہنچا تو بجائے اس کے کہ اپنے ہاتھوں کو مصافحہ کے لئے بڑھاتا اُن سے اپنے تہ بند کے ایک سرے کی گانٹھ کھولنے لگ گیا۔ مگر حضورؑ ہیں کہ اطمینان سے کھڑے ہوئے ہیں جیسے چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ آخر ہمارا بوڑھا گانٹھ کھول کر روپیہ نکال کر نذرانہ پیش کر کے مصافحہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہزاروں رحمتیں ہوں اس بزرگ پر کہ جس کے طفیل عشاق کے عشق اور پھر صبر اور حضورؑ کے خلیقِ عظیم کا نمونہ دیکھنا نصیب ہوُا۔ آمین۔

مصافحہ کے بعد حضورؑ جانبِ شمال آدھ میل تک سیر کے لئے تشریف لے گئے جہاں پر احباب نے صاف کھلی جگہ پر دھوپ میں کمبل اور کھیس بچھا کر ایک فرش بنا دیا جس پر حضورؑ تشریف فرما ہوئے۔ غالباً یہ وہی خوش بخت جگہ تھی جہاں پر چند ہی سال بعد ہائی سکول کی عظیم الشان عمارت بن گئی۔ اس موقع پر حضورؑ کی مدح میں حضرت مولوی مبارک علیؓ سیالکوٹی کی فارسی کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھنا یاد ہے۔

دوسرا نشانِ رحمت یہ دیکھا کہ جلسہ کے دوسرے دن 27 دسمبر کو جملہ احباب نمازِ جمعہ کے لئے مسجدِ اقصیٰ میں جمع تھے اور مَیں پچھلی صف میں زینہ کے قریب بیٹھا ہوُا تھا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ حضورؑ کو قریب سے دیکھ لوں۔ لیکن اس کی بظاہر کوئی امید نہ تھی۔ مگر تھوڑی دیر میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں داخل ہوتے ہی عین میرے قریب اگلی صف میں بیٹھ گئے۔ میرا دل شکر ایزدی سے بھر گیا کہ اس قدر جلدی میری دلی خواہش پوری فرما دی۔

حضورؑ کا اس جگہ آن بیٹھنا بظاہر آگے محراب تک راستہ نہ ہونے کے باعث تھا کہ احباب سُنتیں پڑھ رہے تھے لیکن میرا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ میری خاطر حضورؑ کو اس جگہ لے آیا تھا۔ اور وہی تھا کہ جس کی بھوک نے اگلے روز عرش کو ہلانا تھا۔ بعد نمازِ جمعہ و عصر حضورؑ نے تقریر فرمائی جس کا ابتدائی حصّہ یہ تھا:

دیکھو اوّل اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ آپ صاحبوں کے دلوں کو اس نے ہدایت دی اور باوجود اس بات کے کہ ہزاروں مولوی ہندوستان اور پنجاب کے تکذیب میں لگے رہے آپ کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کا موقع دیا۔ یہ بھی اللہ جل شانہ کا بڑا معجزہ ہے۔ کہ باوجود اس تکذیب اور تکفیر کے اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی سر توڑ کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ہماری جماعت چار لاکھ سے بھی زیادہ ہو گی اور یہ بڑا معجزہ ہے کہ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور سلسلہ کو بند کرنے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے۔ جانتے ہو اس میں کیا حکمت ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ جل

شانہ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا جاتا ہے اور اس کا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے اور اس کو روکنے والا دن بدن تباہ اور ذلیل ہوتا جاتا ہے اور اس کے مخالف اور مکذب آخر کار بڑی حسرت سے مرتے ہیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہماری مخالفت کرنے والے اور ہمارے سلسلہ کو روکنے والے بیسیوں مر چکے ہیں۔ خدا کے ارادہ کو جو در حقیقت اس کی طرف سے ہے کوئی بھی روک نہیں سکتا اور خواہ کوئی کتنی ہی کوشش کرلے اور ہزاروں منصوبے سوچے مگر جس سلسلہ کو خدا شروع کرتا ہے اور جس کو وہ بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے سلسلہ رک جائے تو ماننا پڑے گا کہ روکنے والا خدا پر غالب آگیا۔ حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

پھر ایک معجزہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی بابت جو ہزاروں لاکھوں ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے براہین احمدیہ میں پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی۔ اور یہ وہ کتاب ہے جو عرب، فارس، انگلستان اور دیگر ممالک میں پچیس برس کا عرصہ گزرا شائع ہو چکی ہے اس میں بہت سے اس زمانہ کے الہام بھی درج ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے جس سے کوئی یہودی عیسائی، مسلمان، برہمو آریہ انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس کتاب کا ہمارے اشد العداوۃ یعنی مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) نے کسی زمانہ میں ریویو بھی لکھا تھا اور اسی کتاب براہین احمدیہ میں آنے والی مخلوق کی صاف طور پر پیشگوئی درج ہے۔ اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں عظیم الشان پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے:۔

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ (تذکرہ، صفحہ 43)

یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ ۔یَرْفَعُ اللّٰہُ ذِکْرَکَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔ (تذکرہ، صفحہ 339)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰی اَمْرُالزَّمَانِ اِلَیْنَآ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ (تذکرہ، صفحہ 605)

وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ (تذکرہ، صفحہ 215)

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ (تذکرہ، صفحہ 59)

اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ حَافِظُکَ۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ (تذکرہ، صفحہ 251)

یہ اس کی عبارت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ اس وقت تو اکیلا ہے مگر وہ زمانہ تجھ پر آنے والا ہے کہ تو تنہا نہیں رہے گا۔ فوج در فوج لوگ دور دراز ملکوں سے تیرے پاس آئیں گے۔

مَیں ایک دو باتیں اپنے بزرگ مربی حضرت شیخ محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالوی صاحب کی بیان کر دینا تحفۂ عظیمہ جانتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1891ء بار دوم لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ صاحبؓ کے انبالہ کے ایک بزرگ دوست انہیں لدھیانہ ساتھ لے گئے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ نوجوان بہت سمجھدار ہے اور حضورؑ کا معتقد بھی ہے لیکن بیعت کرنے سے رکتا ہے جس پر حضورؑ نے فرمایا: 'کیوں میاں بیعت کیوں نہیں کرتے' تو شیخ صاحب نے عرض کیا کہ اوّل تو۔ مَیں اس لئے بیعت نہیں کرتا کہ مَیں نے ایک دوسری جگہ بیعت کی ہوئی ہے۔ دوم اس لئے رکتا ہوں کہ شاید حضورؑ کے ارشادات کی تکمیل نہ کر سکوں۔ جس پر حضورؑ نے فرمایا کہ:

'دوسری جگہ بیعت کی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ میری بیعت بھی کرلو۔ دیکھو جب ایک طالب علم سکول میں جاتا ہے تو کبھی ایک اُستاد سے پڑھتا ہے۔ کبھی دوسرے سے اور کبھی تیسرے سے اور یہ بات کہ ہماری تعلیم پر شاید عمل نہ ہو سکے گا۔ تو جب بیعت کر کے عمل کرنے کی نیت کرلو گے تو خدا تعالیٰ توفیق دے دے گا۔ ہمارا کام تو بدیوں سے بچنے کی تلقین کرنا اور نیکوکاری کی ہدایت دینا ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ بیعت کرلو اور جو چاہو کرو۔'

اس پر شیخ صاحب بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔ ہمیں بتلایا کہ حضورؑ مجھے اکیلے کو حجرے میں لے گئے۔ اور دروازہ بند کر کے کنڈی خود لگادی۔ اور مجھ سے بیعت لی۔

دوسری طرف یہ بات ہم سے یہ بیان کی کہ ایک بار ابتدائی زمانہ میں مَیں قادیان حاضر خدمت ہوُا تھا۔ اس وقت حضورؑ کو میری نسبت جب یہ معلوم ہوُا کہ مَیں سر سیّد احمد خان مرحوم کے لٹریچر کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ تو حضورؑ نے مجھ سے سوال کیا

'کیوں میاں سر سیّد احمد کے لٹریچر میں اور ہمارے لٹریچر میں کیا فرق ہے۔'

تو مَیں نے عرض کیا کہ سر سیّد احمد کے لٹریچر کی مثال تو خشک روٹی کے لقمہ کی ہے۔ جو گلے سے بمشکل اُترتا ہے مگر حضورؑ کا لٹریچر تو نہایت لذیذ کھانے کی طرح ہے جو گلے سے باآسانی اترتا ہے یہ جواب سُن کر حضورؑ بہت خوش ہوئے۔

اللھم صلّ علیٰ محمدٍ وَ علیٰ اٰلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وَعلیٰ اٰلِ ابراھیم اِنّک حمید مجید۔

(منقول از روزنامہ الفضل 23 جنوری 1965ء)

(کتابت: صفیہ سامی، مرسلہ: عبدالشکور شاکر)

کلام الامام درثمین سے میری دِل بستگی

امۃ الباری ناصر

درثمین سے مجھے بہت محبت ہے۔ یہ میری پسندیدہ ترین کتابوں میں سے ایک ہے۔ اسے میں نے کوئی سو دفعہ الف سے ی تک پڑھا ہوگا۔ علم و عرفان کے اس سمندر کی تہ تک اترنا چاہا ہے۔ ایک ایک شعر کے ایک ایک لفظ کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ بہت فیض حاصل کیا ہے بہت لطف اٹھایا ہے۔ کہاں تک کامیاب ہوئی؟ اس کے جواب کے لئے اپنی روداد بیان کرتی ہوں شاید کچھ اندازہ ہو سکے۔

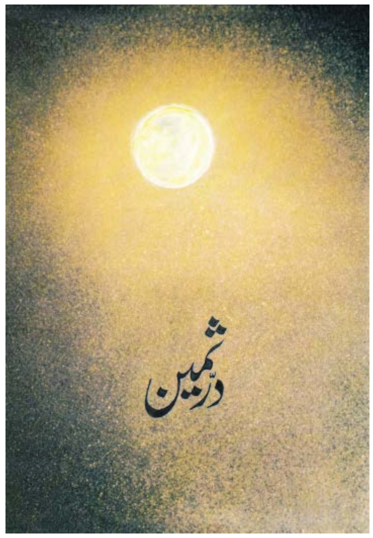

درثمین کے ذکر سے ربوہ دار الرحمت وسطی میں اپنے گھر راحت منزل میں گہری شام کا سماں' آسمان پر کہکشاں' گھر کے صحن میں چھڑکاؤ کی سوندھی خوشبو' موتیے اور رات کی رانی کی مہک' چارپائیوں پر ہلکے بستر امی جان (غفرلھا) کے شفیق پروں کے نیچے جوش و خروش سے بیت بازی کا مقابلہ یاد آتا ہے۔ مجھے شعر و سخن سے قدرتی دلچسپی تھی اس لئے اشعار جلدی یاد ہو جاتے تھے ایک تو دوسری پارٹی کو مات دینے کے لئے رٹا لگاتے دوسرے بیت بازی میں سن سن کر بھی بہت سے اشعار یاد ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے بیت بازی کے لئے بننے والی پارٹیاں مجھے اپنے ساتھ شامل کرنے پر بضد ہوتیں۔ امی جان برابر حصہ لیتیں۔ ان کو درثمین 'کلام محمود اور جماعت کے شعرا کے بہت سے اشعار یاد تھے۔ اس طرح بچپن سے دلچسپی پیدا کرنا بھی ان کا احسان ہے ہمارے دل میں اور زبان پر وہ شیریں اشعار جاری کر دیے جو ذہن کا حصہ تو بن گئے سمجھ بعد میں آئی۔

سکول کالج کے زمانے میں اجلاسوں' اجتماعوں اور جلسوں میں پرانی مخصوص طرزوں میں سنی ہوئی حضرت اقدس علیہ السلام کی نظمیں سننا بہت اچھا لگتا تھا۔ تعلیم کے دوران ماسٹرز تک پسندیدہ مضمون اردو تھا۔ اس طرح کلاسیکل ادب سے شروع ہو کر دور حاضر کا تازہ ترین ادب زیر مطالعہ رہتا۔ میری الماری نئے پرانے مجموعہ ہائے کلام سے بھری رہتی۔ کچھ عرصہ کے لئے 'شادی اور بچوں کی پرورش کی مصروفیات کی وجہ سے' ترجیحات بدل گئیں لیکن دلچسپی برقرار رہی۔ جب بچے بڑے ہوئے تو اپنا یہ شوق بچوں میں اس طرح منتقل کیا کہ انہیں باری باری درثمین سبقاً سبقاً پڑھائی صورت یوں بنی کہ پاکستان میں میٹرک کے بعد کالج میں داخلہ لینے تک کئی مہینوں کا وقفہ آتا تھا۔ ان چھٹیوں میں بچوں کا دینی علم بڑھانے کے لئے ایک نصاب مرتب کرتی تھی اس میں درثمین شامل ہوتی تھی۔ مل کے پڑھنے سے مجھے اور بچوں کو بہت فائدہ ہؤا قریباً ہر شعر کی تشریح میں قرآن پاک' احادیث اور تاریخ اسلام و احمدیت کا حوالہ آتا اس سے ہماری معلومات میں بہت اضافہ ہؤا۔ مشکل الفاظ اور محاوروں کی تشریح سے اردو زبان کا علم بڑھا۔

میرے شوہر، ناصر صاحب کی سرکاری ملازمت میں لاہور اسلام آباد اور کراچی میں تعیناتی ہوتی رہی۔ 1980ء میں مستقل طور پر کراچی آئے تو خاکسار کو لجنہ کراچی میں قیادت نمبر ایک کی جنرل سیکرٹری کا کام سونپا گیا۔ ہر پیر کو دفتر جانا ہوتا وہاں تعلیمی کلاسز میں درثمین پڑھانے کا موقع ملا پھر کراچی لجنہ نے احمدیہ ہال میں جامعہ احمدیہ کی طرز پر ایک سکول کھولا اس میں میں نے درثمین پڑھانے کا کام اپنے ذمے لیا۔ لیکن 1984ء میں جماعت پر اصحاب کہف والرقیم جیسا زمانہ آیا تو یہ سکول بند کرنا پڑا۔ لجنہ اماء اللہ نے اس وقت خدمت کے نئے راستے تلاش کئے اور کئی انقلابی کام کئے جن میں سمعی بصری پروگرام کے تحت اسباق تیار کرنا بھی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اگر خدانخواستہ حالات مسجد جانے اور ایک دوسرے سے رابطے میں حائل ہو جائیں تو ہر گھر تک تعلیمی تربیتی مواد آڈیو کیسٹ کے ذریعے پہنچایا جا سکے۔ میں نے اپنے ذمے درثمین کی آڈیو بنانے کا کام لیا۔ مجھے یاد ہے گرمی کی لمبی دوپہروں میں کمرہ بند کر کے اپنے ریڈیو ٹیپ ریکارڈر پر حضرت اقدس علیہ السلام کا کلام ریکارڈ کیا۔ اس سے یہ تو معلوم نہیں کتنے لوگوں نے فائدہ اٹھایا تاہم خود مجھے بہت فائدہ ہؤا۔ یہ کام بہت پر لطف تھا۔ عجیب جادو اثر کلام ہے ہر دفعہ نئے معانی کھلتے ہیں۔

فرہنگ (Glossary) بنانے کا خیال

جلسے اجلاس میں پڑھے جانے والے روح پرور کلام میں تلفظ کی غلطی مزا خراب کر دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ درثمین کی فرہنگ تیار کی جائے

جس میں الفاظ کے معانی اور تلفظ واضح کیا جائے۔ اس سے مفہوم سمجھنے میں بھی آسانی ہو گی۔ اس وقت صرف یہ سوچا تھا کہ ایک چھوٹی سی کتاب چھپوا کر تقسیم کر دوں تا کہ نظمیں پڑھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ فرہنگ تیار کرنا آسان کام نہیں تھا۔ ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معانی کی تحقیق کرتے ہوئے امام الکلام کا مقام پیش نظر رہتا۔ ایک فنا فی اللہ کے ذہن اور دل میں اتر کے شعر کی روح کو سمجھنا اور اس کے مطابق معانی اخذ کرنا بہت نازک کام تھا۔ ورنہ ایک لفظ کے معنی اوپر نیچے ہونے سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی ڈرتی تھی کہ کم علمی کی وجہ سے کوئی غلطی راہ نہ پا جائے۔ شب و روز دعا اور عرق ریزی سے کام کرتی رہی۔ کام کی اہمیت اور اپنی کم مائیگی دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لیے لکھا۔ آپ کا جواب بہت حوصلہ افزا تھا، فرمایا:

"آپ کی رپورٹ محررہ 13.11.90 ملی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء آپ ماشاء اللہ بہت اہم کام کر رہی ہیں اور بہت بڑی خدمت ہے آپ خدا کے فضل سے اس کی اہل بھی ہیں۔ نئی نسلوں کے تلفظ میں تو اتنی غلطیاں ہیں کہ سُن کر دل کڑھتا ہے اور اچھی آوازوں والے بھی غلط تلفظ کی وجہ سے مزا کرا کر دیتے ہیں۔ اللہ آپ کی محنت کو پھل لگائے اور لوگ فائدہ اُٹھائیں۔" (مکتوب 24 دسمبر 1990ء)

حضورؒ کی یہ حوصلہ افزائی بہت ہی برکتوں والی ثابت ہوئی۔ بعد میں درثمین اردو، درثمین فارسی، کلام محمود اور کلام طاہر کی فرہنگ تیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس میں مجھے مکرمہ نصری حمزہ مرحومہ کی سب سے زیادہ معاونت حاصل رہی۔ میرے ناقص علم کے مطابق اس سے پہلے جماعت کی کسی کتاب نثر یا نظم کی فرہنگ نہیں بنی تھی۔

نئی درثمین شائع کریں

کام مکمل ہؤا تو فوٹو کاپی کرا کے پیارے حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ اب جواب ملاحظہ فرمائیں:

"درثمین کے مشکل الفاظ کے معنی پر مشتمل مسودہ میں نے دیکھا ہے ماشاء اللہ آپ نے خوب محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ہر لحاظ سے مفید بنائے۔ بہتر ہو کہ نئی درثمین شائع کریں جس میں ہر مشکل اور اہم لفظ کا تلفظ بیان ہو اور زیر زبر ڈال کر اس کی حرکات کو نمایاں کیا جائے اردو ترجمہ کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی دیں۔ پس بہتر ہو کہ اس ہدایت کی روشنی میں نئی درثمین شائع کریں۔"

(مکتوب 16 جنوری 1993ء)

اس ارشاد کو دیکھ کر میں لرز گئی۔ کام کی نزاکت، اہمیت اور پھیلاؤ کا اندازہ کیجئے۔ نئی درثمین شائع کی جائے نئی کتابت، جس میں تلفظ کی وضاحت کے لئے حرکات ڈالی جائیں۔ اردو معانی کے ساتھ انگریزی میں بھی معانی لکھے جائیں۔ یہ کوئی عام مجموعۂ کلام نہیں تھا۔ ایک نبی کا کلام تھا جسے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا

در کلامِ تو چیزی ست کہ شعراء را دران دخلی نیست۔

كَلَامٌ أُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ

ترجمہ۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔

(تذکرہ، صفحہ 561)

جس ہستی کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی جناب سے فصاحت و بلاغت عطا فرمائی ہو اس کے کلام پر کام کی توفیق ملنا جہاں ایک نعمت تھا وہاں ایک امتحان بھی تھا۔ جب یہ ہدایت موصول ہوئی لجنہ کراچی کے تحت قریباً چالیس کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ کلام طاہر تیاری کے مراحل میں تھی کتابت ہو چکی تھی فرہنگ پر کام ہو رہا تھا ہو سکتا ہے اسی کوشش پر درثمین کے کام کا اہل خیال فرمایا ہو۔ حضور کا حسنِ ظن دعا بن کر لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود راستے کھولتا ہے۔ اور سلطان نصیر عطا فرماتا ہے۔ ہم مل جل کر کام کرتے اور اس کو سعادت سمجھتے۔

تصنیف و اشاعت کی کوہ کنی میں یہ تجربہ ہؤا تھا کہ اگر درست طریق پر مکمل ہدایات کے ساتھ کام کاتب صاحب کے حوالے کیا جائے تو بعد میں نسبتاً کم محنت کرنی پڑتی ہے لہٰذا الفاظ میں فاصلہ تک سمجھا کے کام مکرم خالد اعوان کے سپرد کیا جو ایک ماہر فن خطّاط کیلیگرافر (Calligrapher) ہیں کلام طاہر بھی ان کے قلم کا شاہکار ہے۔ کئی مرتبہ پروف ریڈنگ اور غلطیاں ٹھیک کرانی پڑیں یہ ایک طویل اور دقیق کام تھا۔ ایک ایک صفحہ اطمینان کر کے فائنل کرتی۔ سرورق اور طغرے مکرم ہادی علی چودھری سے بنوائے۔ ناظر صاحب اشاعت ربوہ سے ایک ایک لفظ کی منظوری لی اس درثمین کی اہم باتوں کا ذکر کتاب کے عرض حال میں لکھا جو درج ذیل ہے۔

عرضِ حال

"حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے پُر معارف روح پرور منظوم اردو کلام درثمین کی اشاعت کی سعادت حاصل ہونا غیر معمولی فضل خداوندی ہے

یہ کیا احساں ترا ہے بندہ پرور
کروں کس منہ سے شکر اے میرے داور

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد کتاب ہے جو ایک موعود امتی نبیؑ کا منظوم کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشاعتِ حق اور دفاعِ دین کے لئے غیر معمولی جوش و تپش عطا فرمائی تھی۔ آپ کے علمِ کلام کے سب موضوعات کمال حکمت سے اس کتاب میں یکجا ہیں۔ ذات و صفاتِ خداوندی 'کلام الٰہی کے حقائق و معارف ' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بلند اخلاق 'احکام شریعت کی تبلیغ 'ایمان واعمال صالحہ کا ذکر اور سلسلۂ حقہ کی صداقت کے نشانات سب اس سدا بہار گلستان میں موجود ہیں۔

درثمین کیا ہے ؟ دورِ آخریں میں احمدؑ کے جمال کی ایک دلفریب تصویر ہے۔ انتہائی شیریں 'سادہ اور دلنشیں انداز سے دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ آپؑ لسان و قلم کے جہاد کے داعی تھے اور اس کا حق خوب ادا کیا ہے ۔ حسنِ بیان کا ہر پہلو اپنی انتہائی لطافتوں کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ اس الٰہی تائید یافتہ سلطان کے زبان و بیان کی خوبیوں کا بیان ممکن نہیں دراصل یہ کسی انسان کے بس کا ہے بھی نہیں ۔ یہ ایک عارف باللہ کا کلام ہے۔ اس کلام سے عشق کی وجہ سے دلی خواہش تھی کہ جو بھی اسے پڑھے درست پڑھے۔ غلط ادائیگی کی سماعت سے مجروح ہو کر یہ سوچا کہ مشکل الفاظ اِعراب اور معانی کے ساتھ لکھے جائیں اور زیادہ سے زیادہ احباب تک پہنچائے جائیں۔ پیارے حضورؒ نے اس کام کو سراہا اور نئی درثمین اعراب لگا کر مشکل الفاظ کے تلفظ اور انگریزی معانی شامل کر کے شائع کرنے کا ارشاد فرمایا یہ اتنا بڑا منصوبہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور حضرت صاحب کی دعاؤں اور حسن ظنی کا زادِ راہ نہ ہو تا تو سوچنا بھی دیوانگی تھا۔ بہر کیف نئی کتابت کرواتے ہوئے درثمین کے کئی نسخوں کا مطالعہ کیا تو کئی جگہ پر مختلف قسم کے فرق نظر آئے جن کی اصلاح کے لئے محترم ناظر صاحب اشاعت سید عبدالحئی شاہ کی ہدایت کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پہلے ایڈیشن دیکھے جہاں جہاں فرق نظر آئے آپ کی منظوری سے اصلاح کی۔ چند مثالوں سے وضاحت کرتی ہوں۔

بعض جگہ نئے لفظ شامل ہو گئے تھے مثلاً

زندگی بخش جام احمدؑ ہے
کیا پیارا یہ نام احمدؑ ہے

دافع البلاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 12 پر یہ شعر 'ہی' کے بغیر ہے جو بعد میں شامل ہؤا ہے۔ حضرت اقدسؑ کے کلام میں لفظ پیار اور پیارا 'ی' پر زور دے کر پڑھا جاتا ہے۔ پھر یہ شعر دیکھیے جو قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 65 پر اس طرح درج ہے

کیوں ہوگئے ہیں اس کے دشمن یہ سارے گمرہ
وہ رہنمائے رازِ چون و چرا یہی ہے

مروج کتابوں میں پہلے مصرع میں لفظ گمراہ ہے اور رہنما ہے کی جگہ رہنمائے لکھا گیا تھا۔ لفظوں کی تبدیلی کی ایک اور مثال ہے

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے دَر کے ہوئے اور تجھ کو مانا

مجموعہ آمین صفحہ 14 پر شعر کا آخری لفظ مانا ہے جب کہ یہ جانا چھپ کر عام رواج پا گیا ہے اسی طرح یہ شعر دیکھیے

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے
کر ان سے دور یا رب دنیا کے سارے پھندے

مجموعہ آمین صفحہ تین پر شعر میں آخری لفظ پھندے نہیں بلکہ دھندے ہے۔
درثمین میں الہامی اشعار میں ایک شعر ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمدؑ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

سیرۃ المہدی حصہ دوم میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ کی ایک روایت درج ہے کہ آپ نے خود حضرت اقدسؑ کے دست مبارک کا تحریر کردہ یہ شعر پڑھا ہے لیکن تعجب ہے آج کل درثمین میں اس کا کی بجائے جس کا چھپا ہؤا ہے اس ثقہ روایت کے مطابق اس شعر کو صحیح لکھوایا گیا۔ بہت سے اشعار میں الفاظ کی ترتیب درست کی گئی ہے۔

درثمین کی کتابت کرواتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ سو سال میں اردو رسم الخط میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطابق اسے جدید انداز میں لکھا جائے۔ پہلے دو لفظوں کو جوڑ کر لکھ دیا جاتا تھا مثلاً دلونکو 'اب الگ لکھا جاتا ہے اس لیے ہر لفظ الگ الگ لکھوایا گیا ہے تاکہ قارئین کو خوب صورت تحریر پڑھنے میں آسانی ہو۔ اسی طرح پہلے ی اور یے اور ن اور ں میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ ایسے لفظوں کی درستی کی مثال کے لئے یہ شعر ملاحظہ کیجیے۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر اس پر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

لفظ کیڑے بعض کتابوں میں پرانے رسم الخط کے مطابق اس طرح لکھا ہؤا ہے کہ کیڑی پڑھا جاتا ہے حضرت صاحب سے دریافت کر کے کیڑے اختیار کیا گیا ہے۔ گناہ اور گنہ۔ پرانے ایڈیشن اور وزن کے لحاظ سے درست کر دیا گیا۔

ایک نیا قطعہ بھی براہین احمدیہ کے ٹائٹل سے شامل کیا گیا ہے جو سابقہ نسخوں میں درج ہونے سے رہ گیا تھا اس نئے ایڈیشن میں ساری نظموں پر خاص طور پر مشکل اور بعض ایسے آسان الفاظ پر بھی زبر زیر لگا دیئے ہیں جو غلط زبان زد عام ہو گئے تھے۔ بار بار پروف ریڈنگ سے غلطی کا امکان کم سے کم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوتاہیوں کو معاف فرمائے، آمین۔

حصۂ کلام میں تو صحت کا انسانی کوشش کی انتہائی حد تک خیال رکھا گیا ہے گلوسری میں 'تلفظ کی حد تک کہا جا سکتا ہے کہ تحقیق کی گئی ہے لیکن معانی میں دو وائے ہونے کا اپنے اپنے علم اور فہم کے مطابق امکان موجود ہے بہر صورت دس بارہ سال پر محیط محنتِ شاقہ کا حاصل پیش خدمت ہے جس میں مشکل الفاظ کے اردو معانی ' انگریزی معانی' اور رومن میں تلفظ کی وضاحت کی گئی ہے گلوسری کی نظر ثانی میں محترم نور الدین منیر صاحب' محترم ڈاکٹر منصور احمد قریشی صاحب' محترمہ نصری حمزہ صاحبہ اور محترمہ امۃ السمیع وہاب صاحبہ کی کاوشیں شامل ہیں ان کے علاوہ میرے دل میں اظہار تشکر کے ذیل میں ایک طویل فہرست آویزاں ہے جس میں محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ سر فہرست ہیں ان سب کے احسانات کے شکریہ کا حق ادا ہی نہیں کیا جا سکتا۔ مولا کریم میرے محسنوں کی خود جزا بن جائے اور ہماری حقیر کاوشوں کو اپنی رحمت اور مغفرت کا سامان بنا دے آمین اللھم آمین۔ خاکسار امۃ الباری ناصر"

درثمین کا پہلا ایڈیشن اور اس کی سو سالہ اشاعتوں پر ایک طائرانہ نظر

درثمین پر کام کرتے ہوئے ایک بے بہا نعمت میسر آئی جس کو ریکارڈ میں لانا ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے۔ میں نے مکرم مولانا دوست محمد شاہد سے استفسار کیا کہ درثمین کا پہلا ایڈیشن کب منظرِ عام پر آیا تھا؟ آپ نے اس کے جواب میں ایک مبسوط مضمون رقم فرمایا

(یہ مضمون شائع ہو چکا ہے) یہ طائرانہ نظر کسی زاغ و زغن کی نہ تھی ایک عقاب کی تھی جس کی دور رس نگاہوں میں تاریخ کا ہر پہلو مستحضر رہتا تھا۔ اس مضمون کے ساتھ ہمیں پہلی درثمین کے ٹائٹل کا عکس بھی عنایت کیا جو درثمین میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے جو دعائیں دیں ہمیں نہال کر گئیں۔ ایک جملہ ملاحظہ ہو:

"خدائے ذوالعرش ہم سب کو بے شمار حقائق و معارف سے لبریز اس آسمانی خزانہ کی عظمتوں کو پہچاننے کے لئے چشمِ بصیرت عطا فرمائے اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی توفیق بخشے آمین۔ بلا شبہ تینوں میں سے ہر ایک درثمین حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب 'مکتوبات' اشتہارات' اور ملفوظات کا جامع خلاصہ بھی ہے اور زندۂ جاوید اور حیرت انگیز علمی نشان بھی۔"

آپ نے درثمین کی عمدہ کتابت کروائی ہے

پیارے حضورؒ کی داد کا یہ گراں قدر جملہ میری ایک بے وقوفی کے جواب میں ملا۔ اس کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اندازہ ہو حضورؒ کی لفظ لفظ پر کتنی گہری ناقدانہ نظر ہوتی تھی۔ جیسا کہ پہلے عرض کر چکی ہوں ساتھ ساتھ کلام طاہر پر بھی کام ہو رہا تھا۔ جب آپؒ کی نظم 'اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا' مجھے ملی تو آخری شعر کے بارے میں اپنے چھوٹے سے دماغ میں آنے والی ایک تجویز بھی لکھ دی کہ ایشر کی جگہ ایشور ہو تو وزن نہیں ٹوٹتا۔

ہیں سب نام خدا کے سندر، واہے گُرو ، اللہ اکبر
سب فانی، اک وہی ہے باقی، آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

حضورؒ نے جواب دیا:

"اول تو یہ درست نہیں کہ ایشور سے وزن نہیں ٹوٹتا۔ دوسرے جہاں تک ایشر کا تعلق ہے بات یہ ہے کہ قادیان میں ہندی دان احمدی سکالرز سے میں نے چیک کروالیا تھا اور ان سب نے اس پر صاد کیا۔

لغوی لحاظ سے اس کا اصل ایش ہے۔ جسے ایس بھی پڑھا جاتا ہے۔ دونوں متبادل ہیں۔ ہندی اردو لغت میں ان دونوں کا مطلب مالک' خدا' حاکم' بادشاہ' اللہ تعالیٰ دیا گیا ہے۔ یہ لفظ 'ور' یا محض 'ر' کے اضافہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔ اردو لغت جامع اللغات میں لکھا ہے کہ 'ایسر' دراصل وہ شہر ہے جہاں سب سے بڑے دیوتا یعنی خدا کی عبادت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ مضمون کھول کر جامع اللغات ایسر' ایشر' اور ایشور تینوں لفظ متبادل کے طور پر پیش کرتی ہے۔ جن کا مطلب بڑا دیوتا' خدا یا مالک یا خدا تعالیٰ ہے۔ اسی طرح ایسر میں ایشر لکھ کر آگے خدا' اللہ معانی دیئے ہوئے ہیں۔ گویا ایشور کا دوسرا تلفظ ایسر اور ایشر ہے۔ اس لئے کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ایشر ہی ٹھیک ہے۔"

(مکتوب 22/اکتوبر 1993- صفحہ 8)

چند دن کے بعد آپ کا ایک مکتوب موصول ہؤا:

"میرا گزشتہ خط آپ کو مل چکا ہو گا 'ایشر' کے لفظ پر۔ اس پر میں آپ کی تجویز کی روشنی میں تبصرہ تو کر چکا ہوں۔ لیکن اس کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی دو نظموں بعنوان 'شان اسلام' میں کوئی 6 دفعہ اور ہندوؤں

سے خطاب میں 5 مرتبہ لفظ ایثر استعمال فرمایا ہے۔ اس شہادت سے تو مزا ہی آ گیا ہے۔ اس کے بعد تو کسی اور سند کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ نے درثمین کی اتنی عمدہ کتابت کروائی ہے لیکن آپ نے بھی اسے نوٹ نہیں کیا"۔

(مکتوب یکم نومبر 1993ء)

مجلس عرفان میں درثمین پر کام کا ذکر

پیارے حضورؒ نے 25۔اکتوبر 1996ء کو سویڈن میں مجلسِ عرفان سے خطاب میں درثمین پر کام کا ذکر فرمایا۔ دیکھئے آپؒ کتنی شفقت سے ہماری رہنمائی فرماتے تھے اور کس قدر ہمارے کام میں شامل تھے۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں مشکل الفاظ ہوتے ہیں ان کے حل کے متعلق کوئی کام ہو رہا ہے آپ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

"ہاں ایک تو ہو رہا ہے کراچی کی لجنہ میں درثمین پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ امۃ الباری ناصر ہیں جو ان کاموں میں خاص شغف رکھتی ہیں ان کو ادبی ذوق شوق بھی ہے آپ ان کی نظمیں بھی پڑھتے ہوں گے کبھی کبھی اخباروں میں۔ تو لجنہ اماء اللہ کراچی نے ان کے سپرد کیا ہے اور انہوں نے درثمین کا کام مکمل بھی کر لیا ہے تمام مشکل الفاظ کی گلوسری جس کو اردو میں فرہنگ کہتے ہیں اس پر انہوں نے کافی کام کیا ہے لیکن آخری نظر ڈالنے کے لئے میں نے ناظر صاحب اشاعت سید عبدالحئی صاحب سے کہا ہے کہ وہ علماء کو بٹھا کر توجہ کریں اس کی طرف کیونکہ عام طور پر تو جماعتیں ایسے کام کرتی رہتی ہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے متعلق ہمیں ضرور دوہری احتیاط ہے کیونکہ میرا کلام جو چھپا ہے اس میں بھی لجنہ کراچی نے ہی بہت محنت کی تھی لیکن اس سے زیادہ محنت مجھے بھی کرنی پڑی کیونکہ میں اور پرائیویٹ سکریٹری صاحب جب بیٹھ کے دیکھتے تھے تو پتہ چلتا تھا کہ بہت سی باتوں میں ان کے اور ہمارے ترجمے میں فرق پڑ جاتا تھا تو اب ہم اس تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تراجم کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ (وڈیو سے لکھا ہے)

اشاعت کی استثنائی صورت میں اجازت

سب مراحل میں بے حد باریک نظری سے کام کرنے کی وجہ سے کئی سال لگ گئے۔ حضرت اقدسؑ کے کلام میں ڈوبے رہنے کا سواد کوئی چھوٹا انعام نہیں تھا قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مِنۡ حَیۡثُ لَایَحۡتَسِبُ دروازے کھلتے رہے مگر ایک امتحان بھی آیا۔ تیاری کا کام مکمل ہوا اشاعت کے مرحلے میں داخل ہو رہے تھے کہ 14 مارچ 1996ء کو حضرت صاحبؒ کا مکتوب موصول ہوا جس کا مضمون یوں تھا کہ ناظر صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب صرف مرکزی ادارے ہی شائع کر سکتے ہیں کسی ذیلی تنظیم یا فرد کو اجازت نہیں۔ اس لئے آپ اب تک ہونے والا سارا کام ناظر صاحب اشاعت ربوہ کے حوالے کر دیں۔ کئی سالوں کی محنت کے بعد کوئی نتیجہ سامنے آنے والا تھا۔ اس ارشاد پر عمل بہت مشکل تھا تاہم مولیٰ کریم نے حوصلہ دیا۔ اطاعت میں برکت کی تربیت کام آئی۔ اور ہمت کر کے سارا کام نظارت اشاعت کے حوالے کر دیا۔ خود دوسری کتابوں میں مصروف ہو گئی۔ ہماری اس وقت کی صدر لجنہ آپا سلیمہ میر امریکہ سے واپس آئیں تو پوچھا درثمین کا کام کہاں تک پہنچا ہے۔ میں نے صبر وضبط کے ساتھ ساری روداد سنا دی۔ پوچھا تم نے حضور کی خدمت میں اپیل کی۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اپیل اُس سے کرتے ہیں جسے کچھ علم نہ ہو۔ یہاں اللہ تعالیٰ اور اُس کا پیارا خلیفہ سب جانتے ہیں اس لئے اس خیال سے کہ اسی میں بہتری ہو گی کوئی اپیل نہیں کی۔ مگر شاید میری آنکھوں نے دل کا حال کہہ دیا۔ مجھے علم نہیں لیکن لگتا ہے آپا سلیمہ نے حضور کو کچھ لکھا ہو گا۔ کچھ ہی عرصے کے بعد پیارے حضور کا خط موصول ہوا۔

"آپ کو درثمین اردو مع فرہنگ کی اشاعت کی استثنائی صورت میں اجازت ہے۔"

حضورؒ کی خدمت میں درثمین کی ڈمی

1998ء میں خاکسار کو زندگی میں پہلی دفعہ لندن جانے کی توفیق ملی۔ حضور کی ہجرت کے بعد پہلی دفعہ ملاقات کی صورت بنی تھی۔ اپنے ہاتھ سے درثمین کی ڈمی حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی خوشی ہوئی۔ آپؒ نے دعاؤں سے نوازا۔

میں کیوں کر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں مرے دن رات

اجازت ملنے پر اشاعت کے مراحل شروع ہوئے۔ کام میں کئی وجوہات سے کچھ زیادہ وقت لگا۔ پریس کے مالک پرنٹر مکرم شیخ محمد ادریس نے صفحات کے بارڈر لگائے اور کتاب کو ترتیب دیا۔ ان کا کام بہت نفیس تھا۔

جولائی 2003ء میں انتہائی خوب صورت کتاب چھپ کر آئی تو پیارے حضورؒ اس دنیا میں نہیں تھے۔ سب سے پیارے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور اپنے پیارے کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔

ہمیں قدم قدم پر پل پل حضرت صاحب کی شفقتوں کی عادت ہوگئی تھی بہت بڑا دھکا لگا ایسا خلا جو کبھی پر نہیں ہو سکتا۔ آپؒ نے عنایات سے ہمارا گھر بھر دیا تھا۔ عجیب ذرہ نواز تھے ایک شہر کی ایک ذیلی تنظیم کے ایک شعبے پر لطف و کرم کی بارش کرتے رہے۔

دعا ہے میرا مولیٰ اُن کو اپنی گود میں بھر کے
رسول اللہؐ کے قدموں میں جا کر پیار سے رکھ دے

کتاب کے استقبال کے لئے شعبہ اشاعت کی کارکنات آپا سلیمہ میر کے گھر جمع ہوئیں کتاب دیکھ کر دل حمد و شکر اور آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ پیارے حضور کی یاد سے خود پر قابو رکھنا مشکل ہو گیا آپا سلیمہ میری کیفیت سمجھ رہی تھیں انتہائی گرم جوشی سے مبارکباد دی۔ قیمتی خوشبو کا تحفہ دیا اور اس سے بھی قیمتی ایک نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوشی دی ہے اس کے شکرانے میں خود کو سنبھا لو۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اب دیکھو تمہیں پانچویں خلیفہ کی بھی دعائیں ملیں گی بس اللہ کے آگے جھک جاؤ۔ اتنے پیار اور مان سے کی ہوئی نصیحت سیدھی دل میں اتری مجھے محسوس ہوا کہ ایک دم روشنی تیز ہو گئی ہے۔ بہت حوصلہ ملا۔ ہم نے پہلی کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خدمت گزاروں کے لئے دعا کی درخواست کے ساتھ بھیجی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ حضور انور نے اس پیشکش کو پسند فرمایا اور خدمت گزاروں کو دعاؤں سے نوازا۔ تحریر فرمایا:

”درثمین کا نیا نسخہ مل گیا ہے۔ ماشاء اللہ آپ لوگوں نے اس پر خوب محنت کی ہے۔ طباعت بھی عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔“

(مکتوب 15 مئی 2003ء)

الفضل ربوہ نے بہت خوبصورت تبصرہ لکھا

لجنہ اماء اللہ کراچی کی طرف سے خوبصورت ٹائٹل اور اعلیٰ کاغذ پر چھپنے والی درثمین فرہنگ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ مشکل الفاظ کے معنی اور الفاظ کی درست ادائیگی کے لئے اعراب کا استعمال مشکل الفاظ پر زیر زبر ڈال کر اس کی درست ادائیگی کے لئے رہنمائی کر دی ہے اور ہر نظم کے مشکل الفاظ کے معانی رومن الفاظ اور انگریزی ترجمے کے ساتھ فرہنگ میں دیے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے ساتھ عشق کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس کے معانی بھی سمجھ میں آجائیں اور اس کے تلفظ کا بھی خیال رکھتے ہوئے درست ادائیگی کے ساتھ اس پاک اور شیریں کلام کو یاد کیا جائے اور اس سے لذّت حاصل کی جائے۔

منظوم کلام 202 صفحات پر مشتمل ہے اور فرہنگ جس میں اردو الفاظ ' انگریزی میں تلفظ ' اردو معانی اور انگریزی میں معانی شامل ہیں۔ یہ 79 صفحات الگ دیے گئے ہیں ' درثمین میں جو حواشی دیے گئے ہیں ان کا انگریزی ترجمہ بھی علیحدہ ضمیمہ کی صورت میں دیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ پر مقدمہ قتل کی تفصیل اور درثمین میں مذکور بعض افراد کا انگریزی میں تعارف ضمیمہ نمبر 2 اور نمبر 3 میں دیا گیا ہے۔

درثمین کا خوبصورت ٹائٹل اور بعض خطاطی کے نمونے مکرم ہادی علی صاحب نے بنائے ہیں خوبصورت طباعت اور اعلیٰ رنگین صفحات کے ساتھ شائع ہونے والی درثمین مع فرہنگ کلام الامام کو نئی نسل اور انگریزی ماحول میں پلنے والے طبقے میں متعارف اور روشناس کروانے کے لئے خاص طور پر مفید رہے گی اس علمی کاوش پر لجنہ اماء اللہ کراچی تحسین کی مستحق ہے اللہ تعالیٰ مرتبہ اور جملہ انتظامیہ کو اس کی جزا عطا کرے اس کتاب کے مسودے کی تیاری میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی راہنمائی اور دعائیں شامل حال رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب کے شیریں ثمرات سے متمتع فرمائے آمین۔ (الفضل ربوہ 22 ستمبر 2003ء)

ایم ٹی اے کے لیے درثمین کے مشکل الفاظ کے معانی اور تلفظ کا پروگرام

اللہ تعالیٰ نے درثمین کے ساتھ جڑے رہنے کا ایک اور موقع عطا فرمایا 1994ء میں ایم ٹی اے کا بابرکت آغاز ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پروگرام ملاقات میں یہ خوشخبری سنائی کہ اب نشریات کا وقت بڑھایا جائے گا دوسرے ممالک کی جماعتیں بھی اپنے اپنے پروگرام بنا کر بھیجیں 'من انصاری الی اللہ' کی آواز کان میں آتے ہی سوچا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جو بھی صلاحیت ہے اس میں جھونک دی جائے۔ یک دم دل میں درثمین پڑھنے پڑھانے کا خیال آیا۔ خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وڈیو ریکارڈنگ کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ البتہ جامعہ نصرت میں پڑھایا تھا۔ جہاں ایک بلیک بورڈ ہوتا تھا چاک سے اس پر لکھ کر سمجھاتی تھی۔ جب میں نے اپنی صدر صاحبہ کو اپنا خیال پیش کیا تو وہ خوش ہوئیں اور جماعت کی انتظامیہ کو بتایا کہ اس طرح ہماری ایک ممبر درثمین کے مشکل الفاظ کے تلفظ اور معانی کا پروگرام کرنا چاہتی ہے۔ گیسٹ ہاؤس سے فون آیا (ضلع کراچی کے امیر صاحب اور ان کی انتظامیہ کے مرکزی دفاتر ڈیفنس کے علاقے میں دو خوبصورت جڑواں بنگلوں میں ہیں جنہیں گیسٹ ہاؤس کہتے ہیں) کہ پروگرام کرانے کی اجازت ہے آپ کو اس کے لئے کیا کیا چاہیے ہو گا؟ میں نے کہا کہ ایک وائٹ بورڈ اور مارکر بس اور کچھ نہیں چاہیے۔ محض تفنن طبع کے لئے

یہ بھی لکھ دوں کہ پوچھا گیا ان چیزوں کا خرچ لجنہ اٹھائے گی یا جماعت ؟ اب یاد نہیں کہ یہ بھاری خرچ کس نے اٹھایا تھا۔ بہر حال پہلے پروگرام کی ریکارڈنگ کے دن وائٹ بورڈ اور مارکر موجود تھا۔ اس دن میرے ساتھ مکرمہ آپا سلیمہ میر اور مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی (صدر اور نائب صدر لجنہ کراچی) بھی ازراہ شفقت تشریف لائیں۔ میری چھوٹی بیٹی امۃ الشافی بھی ساتھ تھی در ثمین اور اس کی پہلی نظم ایک چارٹ پر لکھی ہوئی لے کر گیسٹ ہاؤس پہنچ گئے۔ ان دنوں در ثمین کی کتابت کروا رہی تھی اس لئے نظموں کے چارٹ بنانا آسان تھا۔ گلوسری تیار کرنے کے لئے الفاظ پر تحقیق کر چکی تھی اس لئے یہ کام بھی تیار تھا۔

جس برآمدے میں ریکارڈنگ والے کمرے کا دروازہ کھلتا تھا۔ اسی میں ایک طرف مکرم امیر صاحب کراچی کا دفتر تھا جہاں وہ کام میں مصروف ہوتے۔ ہمیں بالکل مؤدب اور خاموش رہنا پڑتا تھا۔ کمرے میں مکرم سعید بھٹی اور مکرم عشرت موجود تھے جو کیمرہ اور لائٹ سیٹ کر رہے تھے۔ ہمیں بٹھانے کے بعد پوچھا کیا کرنا ہے؟ کیا کرنا تو ہمیں معلوم تھا مگر کیسے کرنا ہے یہ بالکل معلوم نہیں تھا۔ وہ بھی نئے اور ہم بھی۔ کوشش اور کامیابی کے تناسب سے کام کرنا تھا۔ کئی دلچسپ تجربے ہوئے کام شروع کرنے سے پہلے دوازہ بند کیا پنکھے کی گھوں گھوں سے بچنے کے لئے پنکھا بند کیا گیا۔ کمرہ بھٹی کی طرح گرم ہو گیا۔ سعید صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ دیا ریکارڈنگ شروع ہے بولنا شروع کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ در ثمین درست تلفظ اور مشکل الفاظ کے معانی کا پروگرام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آج اس سلسلے کا پہلا پروگرام ہے ... براہین احمدیہ سے تھوڑی سے تمہید پڑھنے کے بعد نظم پڑھنی شروع کی۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

اور کھڑے ہو کر بورڈ پر الفاظ لکھنے لگی تو انہوں نے رکنے کا اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارا کیمرا فکس (Fix) ہے آپ ایک جگہ ہی بیٹھ سکتی ہیں۔ بورڈ پر نظم کا چارٹ لگا کر لمبے سے پوائنٹر (Pointer) کے ساتھ لفظ دکھا کر معانی بتانے لگی تو باہر کسی نے کسی کو زور سے پکارا وہ آواز ریکارڈ ہو گئی۔ کام روکنا پڑا۔ ایک دن بورڈ پر لکھتے لکھتے مار کر جواب دے گیا پھر ہم پہلے سے کاغذ کی شیٹ پر الفاظ لکھنے لگے جو وقت پر دکھا دیے جاتے۔ خیر اس طرح کے چھوٹے چھوٹے دلچسپ حوادث کے ساتھ پروگرام ریکارڈ ہونے لگے۔

کچھ پروگرام تیار ہو گئے تو لندن بھیج دیے ہماری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی جب ایک دن ہمارا در ثمین کا پہلا پروگرام ایم ٹی اے سے نشر ہو رہا تھا۔ یہ کراچی سے تیار ہونے والا پہلا پروگرام تھا۔ میں تو سجدے میں گر گئی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو ہماری چھوٹی چھوٹی کوششیں قبول فرماتا ہے۔ خیر ہر پروگرام کئی کئی دفعہ لگنے لگا۔ ہمارا جوش و خروش بڑھ گیا شافی نے کیمرے پر کام سیکھ لیا تھا۔ گھر کے کام نمٹا کے ہم دونوں گیسٹ ہاؤس چلے جاتے میں سامنے کرسی پر بیٹھ جاتی اور شافی کیمرے پر۔ پروگرام کر کے آجاتے۔ ہمیں ایک شاندار سند ملی۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیارا مکتوب موصول ہوا۔

پیاری عزیزہ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کی تشریح اور تلفظ کی درستی پر مشتمل جو پروگرام تیار کر کے بھجوایا اور یہاں MTA پر دکھایا گیا اس کے متعلق بعض لوگوں کی طرف سے اچھے اچھے تبصرے ملے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ ماشاء اللہ اچھا پروگرم بنایا ہے اس کو آگے بڑھائیں لیکن ضروری ہے کہ ایک ٹیم ہو جس میں دینی اور ادبی علم رکھنے والے لوگ شامل ہوں اور وہ گہری نظر سے پروگرام کا جائزہ لے لیا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے حوالے سے احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

پیارے آقا کا یہ مکتوب ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ کہاں ہماری بچگانہ حقیر کوششیں اور کہاں خلیفۂ وقت کی تحسین۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے حضور انور کے ارشاد کے مطابق ایک ٹیم تشکیل دی جس کے اجلاسات میں خاکسار اپنا تیار شدہ سبق پیش کرتی۔ قریباً سو پروگرام ریکارڈ ہوئے۔ شکر الحمدللہ۔

در ثمین تحت اللفظ ' آواز میں جماعت کی ویب سائٹ پر

2011ء میں مکمل در ثمین تحت اللفظ پڑھ کر آڈیو بنا کر الاسلام ڈاٹ آرگ پر ڈالنے کے لئے بھیجی۔ آواز ریکارڈ کرنے کا ایک آلہ منگوایا۔ میں نظمیں پڑھتی میرا بیٹا محمود ایڈیٹنگ (Editing) کر دیتا اور میں مکرم مسعود ناصر کو بھیج دیتی انہوں نے بڑا

تعاون کیا نظمیں ترتیب سے جمع کرکے اپ لوڈ (Upload) کر دیں ۔ محمود کی مصروفیات بڑھ گئیں تو میں نے خود ایڈیٹنگ شروع کر دی درثمین کے بعد کلام محمود، کلام طاہر، بخار دل اور درعدن کی بھی آڈیوز بنائیں الحمدللہ علی ذالک۔

https://soundcloud.com/alislam/sets/durre-samin

درثمین جماعت کی ویب سائٹ پر

2015ء میں درثمین سکین(Scan) کرکے الاسلام ڈاٹ آرگ (alislam.org)پر ڈالنے کے لیے بھیجی۔الحمدللہ۔

https://ahmadiyyabooks.com/book/durresamin-with-/glossary

2018ء میں مکرم ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن کا ارشاد موصول ہؤا کہ درثمین اردو مع فرہنگ لندن سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پرنٹ ریڈی (Print ready)مواد ان کو تیار کر دیں۔اس طرح ایک دفعہ پھر خدمت کا موقع ملا۔میرے پاس طبع شدہ درثمین اور گلوسری کے علاوہ کوئی مواد موجود نہیں تھا اس سے پہلے درثمین 2003ء میں کراچی سے شائع ہوئی تھی۔ وہاں حالات ساز گار نہ رہے۔ وائی آئی پریس کے مالک مکرم شیخ محمد ادریس وفات پا چکے تھے۔ان کے بیٹے مکرم شیخ داوٗد احمد دوبئی منتقل ہو گئے تھے۔ میں امریکہ آگئی تھی۔ تاہم مکرم شیخ داوٗد احمد نے کمپیوٹر کی مدد سے مکمل درثمین مع فرہنگ پرنٹ ریڈی تیار کرلی۔ ٹائٹل اور طغرے مکرم ہادی علی سے نئے بنوائے اور مکرم شمس صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔ان کے ارشاد پر کلام محمود بھی تیار کی۔

2021ء میں مکرم ایڈیشنل وکیل الاشاعت کا پیغام ملا کہ درثمین اردو مع فرہنگ، کلام محمود مع فرہنگ اور کلام طاہر مع فرہنگ طباعت کے لئے تیار کرکے انہیں بھیج دیں ۔ جو درثمین شمس صاحب کے ارشاد پر تیار کی تھی انہیں بھیج دی انہوں نے پرنٹنگ کے لئے دے دی مگر پرنٹر نے رائے دی کہ اچھے رزلٹ کے لئے اسے دوبارہ لکھوانا پڑے گا۔پہلے ہم نے کتابت کروائی تھی اب فیصلہ ہؤا کہ کمپوزنگ (Composing)کرائی جائے۔ نئی کمپوزنگ کی متعدد بار پروف ریڈنگ کا موقع ملا۔ مکرم نصیر قمر کی نگرانی میں اصلاح کے مراحل طے ہوئے۔ نیا دیدہ زیب ٹائٹل مکرم ہادی علی چودھری نے تیار کیا۔ الحمدللہ 2025ء میں نئی درثمین اردو مع فرہنگ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن منظر عام پر آچکی ہے۔

الفضل انٹرنیشنل میں درثمین قسط وار

2023ء سے الفضل کے لئے درثمین کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ ہر شعر کے ساتھ اس کے مشکل الفاظ، رومن میں تلفظ اور اردو اور انگلش میں معانی مع سادہ سی تشریح لکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔اس کا خیال اس طرح آیا کہ جب پہلی دفعہ گلوسری کا کام کیا تھا تو پاکستان میں رہتے ہوئے اندازہ نہیں تھا کہ باہر کی دنیا میں اردو کے آسان الفاظ بھی سمجھانے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں قریباً ہر لفظ کے معنی لکھے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ سلسلہ نافع الناس ہو۔

میں نے تمہید میں عرض کی تھی کہ درثمین کوئی سَو دفعہ الف سے ی تک پڑھی ہو گی ۔ یہ تفصیل لکھنے کے بعد تو لگتا ہے سَو سے زیادہ دفعہ ہی پڑھی ہو گی اور الحمدللہ اس پر ابھی بھی کام جاری ہے۔ امید ہے اس تفصیل سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ خاکسار کی عمر عزیز کے بیشتر شب و روز حضرت اقدسؑ کے قلمی خزانے سے موتی چنتے ہوئے بسر ہوئے۔ یہ اتنی بڑی سعادت ہے جس کا شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر خلفائے کرام کی دعائیں اور شفقت سب اللہ کریم کا احسان ہے ۔ کہاں یہ زرو جواہر اور کہاں یہ خاکسار حقیر فقیر۔ دعا ہے کہ مولا کریم حضرت سلطان القلمؑ کی اس ناچیز خادمہ کو اپنی رضا سے نوازے، انجام بخیر فرمائے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

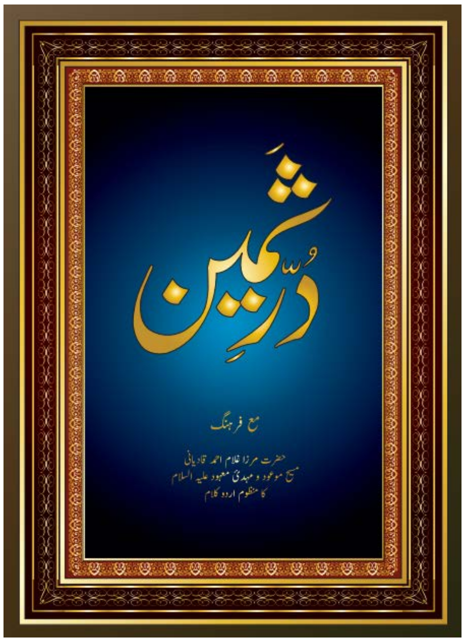

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق میرے بچپن کی چند یادیں

ایچ ایم طارق

[زندگی میں ایسا وقت بھی آتا ہے جب ہم عظیم لوگوں سے ملتے ہیں، اور وہ ہماری زندگی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔
میرے نانا کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملنے کی توفیق ملی۔ ان ملاقاتوں کی یادیں مندرجہ ذیل ہیں۔ انیلہ کوثر]

خاکسار کی پیدائش 1953ء کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دور ہمارے بچپن کا زمانہ تھا جس کی یادوں میں ایک دلگداز یاد یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضورؓ کی صحت علیل رہتی تھی اور روزانہ الفضل میں حضورؓ کی صحت کی اطلاع شائع ہوتی تھی۔ والدین ہمیں حضورؓ کی صحت کے لیے نماز میں خاص دعا کرنے کی تاکید کرتے تھے۔ اس لیے سجدہ میں ہماری ایک مستقل یہ دعا ہوتی تھی کہ اللہ میاں! ہمارے حضرت صاحب کو صحت دے۔ بچپن میں اس دعا کی اتنی عادت پڑ گئی کہ حضورؓ کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک سجدہ میں زبان پر یہی دعا آجاتی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ حضورؓ سے میری پہلی ملاقات 1958ء میں پانچ سال کی عمر میں 'جابہ' میں ہوئی۔ جابہ ضلع خوشاب کی تحصیل نوشہرہ میں ایک پُرفضا پہاڑی بستی ہے۔ جہاں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پہلی بار 25جون1956ء (احسان 1335ہش) کو تشریف لے گئے۔ اس ابتدائی سفر کے بعد وہاں حضورؓ کی رہائش کے لیے کچھ مکانات تعمیر ہوئے جس کے بعد حضورؓ ہر سال تبدیلیٔ آب وہوا کے لیے جابہ (جس کا دوسرا نام نخلہ رکھا گیا) میں تشریف لے جاتے رہے۔ آخری بار حضورؓ نے 9جولائی 1962ء (وفا1341ہش) کو سفر نخلہ اختیار فرمایا اور قریباً اڑھائی ماہ تک قیام فرمانے کے بعد مع قافلہ 26ستمبر1962ء (تبوک 1341ہش) کو ربوہ تشریف لائے۔

(مطبوعہ رپورٹس صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1956ء تا 1962ء)

1958ء میں جابہ (نخلہ) کے غیر احمدیوں نے اپنے مولویوں کے اکسانے پر اس نئی بستی نخلہ میں موجود احمدیوں کا بائیکاٹ کر دیا اور سودا سلف نیز دودھ وغیرہ مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر جماعت کی طرف سے تحریک کی گئی کہ قریبی جماعت سے کوئی احمدی دودھ والی گائے بھجوائے۔ جس پر قریبی شہر خوشاب سے خاکسار کے والد مکرم ماسٹر عبد المنان صاحب نے اپنے گھر میں موجود گائے حضورؓ کی خدمت کی خاطر نخلہ بھجوائی۔ خوشاب سے نخلہ کا فاصلہ قریباً 40 میل ہو گا جہاں گائے بذریعہ ٹرک بھجوانے میں مکرم چودھری نثار احمد صاحب (کنٹریکٹر) برادر مکرم شمیم پرویز صاحب (حال دفتر وقف نو تحریک جدید) کا خصوصی تعاون شامل تھا۔

خاکسار کی عمر اس وقت قریباً پانچ برس تھی والد صاحب نے میری پیدائش پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے میرا نام تجویز کرنے کی درخواست کی تو حضورؓ نے "مظفر احمد" نام عطا فرمایا۔ ساتھ ہی والد صاحب نے مجھے وقف کرنے کی درخواست بھی پیش کر دی جس پر ہدایت ملی کہ میٹرک کے بعد وکالت دیوان تحریک جدید کو اطلاع کریں۔ اپنی گائے عاریتاً نخلہ بھجوانے کے بعد والد صاحب کو توجہ ہوئی کہ حضورؓ سے اپنے وقف بیٹے کی ملاقات بھی کروائیں چنانچہ والد صاحب مجھے بذریعہ بس اپنے ساتھ نخلہ لے کر گئے۔ جہاں گرمیوں کے باوجود موسم بہت خوشگوار تھا بلکہ فجر کے وقت تو ہلکی سی خنکی بھی تھی۔ ملاقات کی درخواست پر مکرم عبد الرحمان انور صاحب پرائیویٹ سیکرٹری نے بتایا کہ اگر حضورؓ نماز پر تشریف لائے تو نماز کے بعد جاتے ہوئے ملاقات کروادیں گے۔ مگر حضورؓ ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے نماز پر تشریف نہ لا سکے تو خاکسار کو بعد نماز ظہر رہائشی مکان کے اندر بھجوایا گیا اور حضرت بیگم صاحبہؒ (جو غالباً حضرت چھوٹی آپا جان تھیں) خاکسار کو ایک برآمدہ سے گزر کر حضورؓ کے کمرے میں لے گئیں۔ یہ ایک سادہ سا مٹی کا کمرہ تھا جس میں حضورؓ کے بستر کے ساتھ ایک میز پر کچھ ادویات وغیرہ کی شیشیاں بھی تھیں۔ جہاں حضورؓ سفید لباس میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ سفید داڑھی کے ساتھ آپ کا خوبصورت نورانی چہرہ متاثر کن تھا۔

حضرت بیگم صاحبہؒ نے میرا تعارف کروایا کہ اس بچے کے والد نے حضورؓ کی ضرورت کے لئے آج کل خوشاب سے گائے بھجوائی ہوئی ہے۔ حضورؓ نے خاکسار کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا کی۔ حضورؓ کے اس مسّ اور دعا کی بے شمار برکات خاکسار نے اپنی پوری زندگی میں محسوس کی ہیں بلکہ اب تک اسی کا فیض پا رہا ہوں۔

بعد میں ایک دفعہ 1993ء میں استاذالمکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب مرحوم کے ساتھ نخلہ جانے کا موقع ملا تو وہاں حضور کی رہائش کے آثار دیکھتے ہوئے

میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو میر صاحب نے برجستہ کہا کہ مجھے اب سمجھ آئی کہ تم "حافظِ قرآن "کیسے بنے؟امر واقعہ بھی یہی ہے کہ میری بعد کی ساری تعلیم وتربیت اور کامیابیاں حضورؓ کی دعاؤں کا ہی ثمر ہے۔

والد صاحب کا نخلہ میں حضورؓ کے لیے اپنی دودھ کی گائے بھجوادینا بظاہر ایک معمولی سی خدمت تھی لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اسے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور نہ صرف اس عاجز کے لیے اور ہمارے خاندان کے لیے دعا کی بلکہ نخلہ سے واپسی پر گائے خوشاب بھجوانے کے بارہ میں خصوصی ہدایت فرمائی جو مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ایک خط میں مذکور ہے۔

خاکسار کے پاس پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وہ خط بھی محفوظ ہے جس میں گائے کی واپسی کے موقع پر حضورؓ نے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خوشاب کو بذریعہ ٹرک گائے کے بھجوانے کی ہدایت فرمائی ہے تا کہ گائے کے دودھ پر برا اثر نہ ہو۔انہوں نے لکھا:

محترم ملک شیر بہادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خوشاب

مکرم ماسٹر عبد المنان صاحب آف خوشاب نے نخلہ میں دودھ کی دقت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی گائے حضور کے عرصۂ قیامِ نخلہ میں دودھ کے لئے بحضور پیش کی ہے۔جزاھم اللہ احسن الجزاء

حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضورؓ نخلہ سے واپس تشریف لے جائیں تو گائے کو بذریعہ ٹرک منگوانے کا انتظام کر لیا جائے تا کہ گائے کے دودھ کو نقصان نہ پہنچے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

خاکسار
عبدالرحمٰن انور
پرائیویٹ سیکرٹری
4/9/58

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ربوہ سے جابہ کا سفر براستہ سرگودھا،خوشاب ہوتا تھا۔9جولائی 1962ء کو جب حضور آخری دفعہ جابہ تشریف لے گئے۔اس وقت خاکسار کی عمر نو سال کی تھی اور میں خوشاب کے ایک مدرسۃ الحفظ میں قرآن حفظ کر رہا تھا۔مدرسہ سے دوران وقفہ قریباً گیارہ بجے دن خوشاب کے اڈہ کی طرف آنا ہوُا(جو قریب ہی تھا) تو حضور کے قافلہ کی کاریں سرگودھا کی طرف سے خوشاب آکر کٹھہ سگھرال روڈ کی طرف مڑ رہی تھیں۔وہاں چونکہ گاڑی کو مکمل یوٹرن(U-Turn)لینا پڑتا ہے اس لئے قافلے کی گاڑیاں بہت آہستہ رفتار میں تھیں۔یہ عجیب حسب اتفاق تھا کہ خاکسار نے خود حضورؓ کی سیاہ رنگ کی کار کے آگے پیچھے قافلے کی گاڑیاں دیکھیں تو معلوم ہوُا کہ قافلہ نخلہ جارہا ہے۔

میری یادداشت کے مطابق حضورؓ سے میری دوسری ملاقات بعمر 9یا10 سال غالباً1962ء یا 1963ء کے سال جلسہ سالانہ کے ایام میں والد صاحب کے ہمراہ ہوئی۔دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں آکر ہمارے ضلع سرگودھا کے احباب جماعت قطار میں کھڑے تھے اور اپنی باری پر حضورؓ کے ملاقات والے کمرے میں داخل ہورہے تھے۔ملاقات سے پہلے والد صاحب نے مجھے ایک چاندی کا روپیہ دیا اور فرمایا کہ جب خلیفۂ وقت سے ملاقات ہو تو دعا کی خاطر حسب توفیق ہدیہ یا نذرانہ پیش کرنا چاہیے۔حضور غالباً کرسی پر تشریف فرما تھے اور مرزا عبدالحق صاحب امیر صاحب ضلع اس وقت حضورؓ کے سامنے سے گزرتے ہوئے خاص لوگوں یا جماعت کا تعارف کروادیتے تھے۔حضور کی ناسازیٔ طبع کی وجہ سے اس وقت صرف زیارت ہی ہوتی تھی مصافحہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔حضورؓ کے سامنے ایک سفید چادر بچھی ہوئی تھی جس پر لوگ اپنے حقیر مگر پُرخلوص نذرانے رکھ رہے تھے۔میں نے بھی وہاں اپنا نذرانہ رکھ دیا اور سب لوگوں کے ساتھ حضورؓ کی زیارت کرتے ہوئے کمرۂ ملاقات سے باہر آگیا۔حضورؓ کا خوبصورت نورانی چہرہ ایک عجب شان رکھتا تھا۔الحمدللہ۔

یہ تھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بچپن میں ملاقات کی چند یادیں!

عیدین

عید کے دن نہا کر عمدہ لباس پہنا جائے خوشبو لگائی جائے۔اچھا کھانا تیار کیا جائے۔عید الفطر ہو تو عید کی نماز کے لیے جانے سے پیشتر مساکین اور غرباء کے لیے فطرانہ ادا کیا جائے خود بھی کچھ کھا پی کر عید کی نماز کے لیے جائے لیکن اگر قربانیوں کی عید ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس آکر کھانا زیادہ بہتر ہے۔اسی طرح عید کی نماز کے لیے آنے اور جانے کا راستہ مختلف ہو تو یہ مستحب ہے اور زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

(فقہ احمدیہ، حصہ اوّل صفحہ 178)

’نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے‘

سید شمشاد احمد ناصر، مبلغ امریکہ

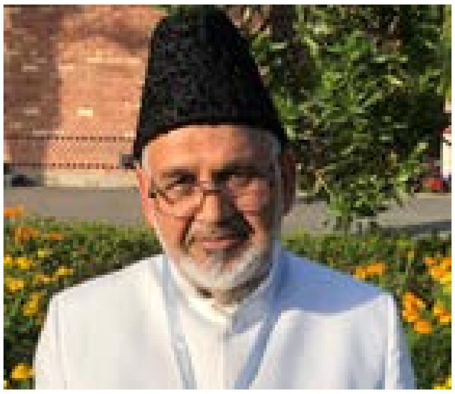

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ﴿﴾

(الحج 42:22)

”جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔“

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ﴿﴾

(التوبۃ 18:9)

”اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔“

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ستّر دفعہ سے بھی زائد مرتبہ مسلمانوں کو نماز یعنی اپنی عبادت کی تعلیم فرمائی ہے۔

جس قدر بھی انبیاء دنیا میں تشریف لائے سبھی نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے ماننے والوں کو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی تعلیم دی ہے۔ لیکن سب سے افضل و اعلیٰ طریق عبادت کا اسلام میں نماز ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلَاۃِ و ثَمَرَۃُ فؤَادِی فِی ذِکْرِہ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ذکر الٰہی میرے دل کا پھل ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:۔

جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلَاۃِ

(سنن نسائی حدیث نمبر 3392)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں اللہ تعالیٰ سے بے پایاں محبت کا اظہار چھلکتا ہے جس سے آپ کو قرب خداوندی حاصل ہوتا تھا۔ آپ کو ہر قسم کی راحت، سرور و خوشی۔ خدا تعالیٰ کے سامنے نماز میں کھڑے ہو کر ہی حاصل ہوتی تھی۔ تبھی تو آپؐ نے مومنوں کو بھی یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِن

کہ نماز تو مومن کا معراج ہے۔ جس میں مومن کو خدا تعالیٰ کا قرب اور دیدار نصیب ہوتا ہے۔

اس مضمون سے مطلب یہ ہے کہ جب نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ تو پھر ایک مومن کو بھی نماز کے ذریعہ ہی ٹھنڈک، راحت اور سرور حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ نماز مومن کی معراج بن جائے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نماز کو کس طرح اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا سکتے ہیں۔ گویا نماز کے ذریعہ ہم وہ مقاصد کیسے حاصل کر سکتے ہیں جو نماز کے ذریعہ ملنے چاہئیں۔

یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کو نماز کی اہمیت اور برکات کا پتہ چلے گا۔ یہ تبھی حاصل ہو گا جب ہم نماز کو اسی طرح سے ادا کریں گے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔ یہ تبھی حاصل ہو گا جب ہم اپنی پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک اُن حکموں اور سنتوں پر عمل کریں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جب بچہ پیدا ہو تو سب سے پہلے بچے کے کان میں آذان دو۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ ساتویں دن اس کا عقیقہ کرو۔ سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز سکھاؤ اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز ادا نہ کرنے پر تنبیہ کرو۔ اور جب وہ 12-13-14 سال کا ہو جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ پھر دعا سے بچے کی تربیت کرو۔

(ہفت روزہ بدر قادیان 20-27 جون 2019ء صفحہ 33)

ہفت روزہ بدر قادیان کی جون 2019ء کی اشاعت میں اس پر ایک مضمون

شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ حدیث لکھی ہوئی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی مجھے اپنے بچے کی تربیت کے لئے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ کی بچے کی عمر کیا ہے؟ تو اس نے کہا ایک سال تو آپؐ نے فرمایا کہ آپ نے بچے کی تربیت کے معاملہ میں دیر کر دی ہے۔

اس فقرہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نومولود بچے کی تربیت بچپن ہی سے کس قدر اہم اور ضروری ہے۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُم اَوَّلَ کَلِمَة بلا الٰه الا الله۔

کہ بچوں کو جو پہلی بات سکھانی ہے وہ لا الٰه الا الله ہو۔

گویا سب سے پہلا درس بچے کے کان میں خدا کی بڑائی اور کبریائی کا ہو۔ اور پہلی بات جو وہ سیکھے اور اپنے منہ سے ادا کرے وہ بھی خدا کی بڑائی اور اس کی محبت کا سبق ہو۔

(بدر قادیان سیرت النبیؐ نمبر 27 جون 2019ء صفحہ 33)

اب میں چند ایسی احادیث بیان کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔ اگر ان پر عمل شروع ہو جائے تو ہماری نمازیں بھی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو جائیں گی۔

(1) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا میری امت قیامت کے دن اس حال میں بلائی جائے گی کہ اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے وضو میں دھلنے کی وجہ سے روشن اور چمکدار ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ جو شخص اپنی روشنی کو بڑھانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ بڑھائے۔ (بخاری) (یعنی مکمل وضو کیا جائے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ وضو کرنے سے انسان کے خیالات بدل جاتے ہیں۔ اور یہ نماز کی تیاری کے لئے ضروری ہے جب وضو کرے گا تو اس کا جسم اور اس کی روح اس کا ساتھ دیں گے اور وہ نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے سامان کر رہا ہو گا۔ و باللہ التوفیق۔

(2) اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ دعا پڑھے اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُولُه، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ (ترمذی باب مایقال بعد الوضو) اِلَّافُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔ (مسلم باب الذکر)

ایسے شخص کے لئے پھر جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

(منتخب احادیث، صفحہ 278)

حضرت عبداللہؓ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص وضو ہونے کے باوجود تازہ وضو کرتا ہے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداؤد)

(منتخب احادیث، صفحہ 282)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ اگر مجھے خیال نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی تو میں انہیں ہر نماز سے پہلے مسواک کا حکم دیتا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ، مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ، أَسْوَاقُهَا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

” مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ“

(بخاری باب فضل من غدا الی المسجد)

جو شخص صبح وشام مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے مہمانی کا انتظام کرتا ہے۔ جتنی مرتبہ بھی وہ صبح وشام کو جائے گا اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے مہمانی کا انتظام فرماتا ہے۔

طبرانی میں یہ حدیث بھی آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

(منتخب احادیث تالیف محمد یوسف کاندھلوی صفحہ 288،289)

اے دوستو! یہ بات یعنی مسجد جا کر نماز پڑھنا قرۃ العین بننے اور ہونے کے لئے بہت ضروری ہے۔

اسی طرح طبرانی ہی میں حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ جس کا گھر مسجد ہو اسے راحت دوں گا۔ اس پر رحمت کروں گا۔ پُل صراط کا راستہ آسان کروں گا، اپنی رضا نصیب کروں گا اور اسے جنت عطا کروں گا۔

(منتخب احادیث تالیف محمد یوسف کاندھلوی صفحہ 289)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے۔ ایک لمبی روایت ہے مگر اس میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ فَاِیّا کُم .... و المسجد۔ یعنی اے لوگو! مسجد کو لازم پکڑ لو۔(رواہ احمد، صفحہ 232)

(منتخب احادیث تالیف محمد یوسف کاندھلوی صفحہ 289)

مسند احمد ہی کی ایک اور روایت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو لوگ کثرت سے مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں۔ فرشتے اُن کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے اُن کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی ضرورت کے لئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مسجد میں بیٹھنے والا تین فائدوں میں سے بہر حال ایک فائدہ تو اسے ضرور ہوگا۔

1۔ کسی بھائی سے ملاقات ہوتی ہے جس سے کوئی دینی فائدہ حاصل ہوگا۔ یا حکمت کی بات سننے کو ملے گی۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے۔ جس کا ہر مسلمان کو انتظار رہتا ہے۔

(منتخب احادیث تالیف محمد یوسف کاندھلوی صفحہ 291)

سنن ابن ماجہ میں حضرت علیؓ سے یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام اور نصیحت یہ تھی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

اے لوگو! نماز اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا۔

(الفضل 31 دسمبر 2009 صفحہ 7)

ترمذی کی ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ بعض اوقات ہم میں سے بھی بعض احباب متشدد ہو جاتے ہیں۔ ہاں نمازیں جمع کرنے کی عادت نہیں ہونی چاہیئے۔ حضرت امیر المومنین نے بارہا اس بارے میں نصیحت فرمائی ہے۔ لیکن اگر کہیں موجود نمازیوں نے نماز جمع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس پر بھی بحث نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی چھوٹی چھوٹی بات کو لے کر اس پر جھگڑا کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب وعشاء مدینہ میں بغیر کسی خوف یا بارش وغیرہ کے جمع کر کے ادا فرمائی۔

حضرت ابن عباسؓ سے جب پوچھا گیا کہ کس غرض کے تحت نماز جمع کرائی تھیں تو فرمایا لوگوں کی سہولت کے لئے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر حدیث نمبر 172)

(الفضل 31 دسمبر 2009ء صفحہ 8)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی خاطر چالیس دن باجماعت نمازوں میں تکبیر اولیٰ میں شرکت کی اس کے لئے 2 چیزوں سے بریت لکھی جائے گی۔ آگ سے بریت اور نفاق سے بریت۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

(3)"حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا آیا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے۔ اس لئے مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت فرمادیں۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپؐ نے اُسے بلایا اور فرمایا کہ کیا تم آذان کی آواز سنتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپؐ نے فرمایا پھر مسجد میں نماز پڑھا کرو۔"

(صحیح مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر 1044)(الفضل 31 دسمبر 2009ء، صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو جب مصر میں عربی اور زراعت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو اپنے ہاتھ سے انہیں 18 نصائح لکھ کر دیں جو تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 485-490 پر شائع ہیں۔ اس میں پہلی نصیحت یہ لکھی ہے:۔

" 1۔ تم اب بالغ جوان مرد ہو۔ میرا یہ کہنا کہ نماز میں باقاعدگی چاہیے ایک فضول سی بات ہوگی۔ جو خدا تعالیٰ کی نہیں مانتا وہ بندہ کی کب سنتا ہے۔ پس اگر تم میں پہلے سے باقاعدگی ہے تو میری نصیحت صرف ایک زائد ثواب کا رنگ رکھے گی اور اگر نہیں تو وہ ایک صدا بصحرا ہے۔ مگر پھر بھی میں کہنے سے نہیں رک سکتا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ جو ایک وقت بھی نماز کو قضا کرتا ہے دین کو کھو دیتا ہے اور نماز پڑھنے کے یہ معنے ہیں کہ باجماعت ادا کی جائے۔ اچھی طرح وضو کر کے ادا کی جائے ٹھہر کر سوچ کر اور معنوں پر غور کرتے ہوئے ادا کی جائے اور اس طرح ادا کی جائے کہ توجہ کلی طور پر نماز میں ہو اور یوں معلوم ہو کہ بندہ خدا کو دیکھ رہا ہے یا کم سے کم یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ جہاں دو مسلمان بھی ہوں ان کا فرض ہے کہ باجماعت نماز ادا کریں بلکہ جمعہ بھی ادا کریں۔ اور نماز سے قبل اور بعد ذکر کرنا نماز کا حصہ ہے جو اس کا تارک ہو وہ نماز کو اچھی طرح پکڑ نہیں سکتا اور اس کا دل نماز میں نہیں لگ سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازوں کے بعد تینتیس[33] تینتیس[33] دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ پڑھا جائے اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر۔ یہ سَو بار ہوا۔ اگر تم کو بعض دفعہ اپنے بڑے نماز کے بعد اٹھ کر جاتے نظر آئیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ

تسبیحات نہیں پڑھتے بلکہ وہ ضرور تاً اٹھتے ہیں اور ذکر دل میں کرتے جاتے ہیں، الا ماشاءاللہ۔

تہجد غیر ضروری نماز نہیں۔ نہایت ضروری نماز ہے۔ جب میری صحت اچھی تھی اور جس عمر کے تم اب ہو اس سے کئی سال پہلے سے خدا تعالیٰ کے فضل سے گھنٹوں تہجد ادا کرتا تھا۔ تین تین چار چار گھنٹہ تک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اکثر مد نظر رکھتا تھا کہ آپؐ کے پاؤں کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسجد میں نماز کا انتظار کرتا اور ذکر الٰہی میں وقت گزارتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جہاد کی تیاری کرنے والا۔"

(تاریخ احمدیت، جلد ہفتم، صفحات 485-490)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس نصیحت میں نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کا مکمل طریق بیان فرمادیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ پس عمل کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے بارہ میں کیا فرمایا ہے؟

(1) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلاء کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے اور ہمارا اپنا اور اُن راستبازوں کا جو پہلے گزرے ہیں اُن سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحہ 54)

(2) "انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحہ 54)

(3) "میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح، تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحات 58-59)

(4) فرمایا

"فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ مَرْکَبٌ یُّوصِلُ الْعَبْدَ اِلٰی رَبِّ العِبَادِ۔ فَیَصِلُ بِھَا اِلٰی مُقَامٍ لَّا یَصِلُ اِلیہِ عَلٰی صَھَوَاتِ الْجِیَادِوَصَیْدُھَا لَا یُصَادُ بِالسِّھَامِ۔"

(اعجاز المسیح، صفحہ 166)

"نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگار عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ انسان ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر نہیں پہنچ سکتا۔"

(5) فرمایا

"نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرمادی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں...... اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز ہی نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحہ 60)

(6) آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اُسے دل کی تسکین آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نماز سنوار کر پڑھی جاتی تھی غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب سے اُسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے۔ دردِ دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد دوم، صفحہ 61)

گزشتہ سال 2024ء میں محترم امیر صاحب امریکہ مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد نے انصار اللہ کے اجتماع پر خطاب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کے 1944ء کے ایک خطاب کے نکات ہمارے سامنے رکھے تھے۔ محترم امیر صاحب نے گزشتہ سال کے ہی حضور انور کے انصار اللہ کے اجتماع کے خطاب کے بارے میں بتایا کہ ہم خلیفۃ المسیح کی باتوں کو سنتے ہیں اور اگر صرف ایک بات پر ہی عمل شروع کر دیں تو بہتری آسکتی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے قرآن سنا۔ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں بھی سنیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی باتیں بھی سنیں۔ جب گھر چلے جائیں گے تو پھر ویسا کا ویسا ہی۔ کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اگلے سال پھر آئیں گے اور وہی باتیں دہرائی جائیں گی۔ آپ نے کہا کہ ہمیں فیصلہ کرنا چاہئیے کہ کیا ہم اپنے آپ کو تبدیل کرنے میں واقعی سنجیدہ ہیں؟ ہم باتیں تو ضرور کرتے ہیں مگر روحانی تبدیلی کے لئے صرف باتیں کرنا ہی کافی نہیں۔ ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم نے اپنے بچوں کے لیے کیا کرنا ہے۔ اُن میں کس طرح تبدیلی لانی ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کو خدا کی طرف لانا ہو گا۔

ہم نے کب اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر یہ باتیں کی ہیں؟ ہماری تو یہ ترجیحات ہی نہیں ہیں۔ محترم امیر صاحب نے انصار اللہ سے فرمایا کہ:۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے دس سال کے بچوں کو صبح کی نماز کے لئے اٹھاتے ہیں؟

ہم میں سے کتنے ہیں جو روزانہ اپنے بچوں کو تلاوت قرآن کریم کے لئے کہتے ہیں؟

ہم میں سے کتنے دلچسپی رکھتے ہیں کہ جب اُن کے بچے خدام بن جائیں تو وہ وصیت میں شامل ہوں؟

اگر غور سے دیکھیں تو ہماری تو یہ ترجیحات ہی نہیں ہیں۔ ہم پھر کس طرح دنیا کو فتح کر سکتے ہیں؟ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ انصار اللہ کے صدر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان باتوں کا محاسبہ بھی کریں۔ آخر پر امیر صاحب نے فرمایا کہ اب باتیں بند۔ اور عمل کرنا شروع کریں۔

میں نے ایک جگہ یہ سبق آموز واقعہ پڑھا کہ:

ایک عورت نے ایک عالم سے پوچھا میں اپنے بچوں کے ساتھ ایسا کیا کروں کہ فجر کے وقت ان کی گہری نیند کے باوجود بھی اُن کو نماز کے لئے اٹھا سکوں۔ عالم نے کہا تم اس وقت کیا کرو گی جب گھر میں آگ لگ جائے اور بچے گہری نیند سو رہے ہوں۔ عورت نے جواب دیا میں انہیں جگاؤں گی۔ عالم نے کہا کہ اگر اُن کی نیند گہری ہوئی تو پھر؟ عورت نے جواب دیا واللہ! میں یا تو انہیں جگاؤں گی یا اُن کی گردنوں سے پکڑ کر ان کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤں گی۔ تب عالم نے کہا۔ اگر تم انہیں دنیا کی آگ سے بچانے کے لئے یہ کرو گی تو انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے بھی ایسا ہی کرو۔

امراء عبادت نہیں کرسکتے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”کوئی شخص نواب تھا۔ صبح کو نماز کے لئے نہیں اٹھتا تھا۔ ایک مولوی نے اسے وعظ سنایا۔ اس پر نواب نے اپنے خادم کو کہا کہ مجھ کو صبح کو اٹھا دینا۔ خادم نے دو تین مرتبہ اس کو جگایا۔ جب ایک مرتبہ جگایا تو اس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی۔ جب دوبارہ اس طرف ہو کر جگایا پھر اور طرف ہو گیا۔ جب تیسری مرتبہ جگایا تو اس نے اٹھ کر اس کو خوب مارا اور کہا کم بخت جب ایک مرتبہ نہیں اٹھا تو تجھے معلوم نہ ہوا کہ ابھی نہ اٹھوں گا۔ پھر کیوں جگایا؟ اور اتنا مارا کہ وہ بے چارہ بیہوش ہو گیا۔ آپ ہی تو مولوی سے وعظ سن کر اس کو کہا تھا کہ مجھ کو اٹھا دینا۔ پھر جب اس نے جگایا تو اس بے چارے کی شامت آگئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس بہت سا حصہ جاگیر کا ہوتا ہے وہ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ حق اللہ کا ان کو خیال نہیں آتا۔ امراء میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے۔“

(ملفوظات، جلد6، صفحہ 53-54)

اسی طرح آپ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ:

مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک فاسق آقا کا ایک نیک غلام تھا صبح کو جو مالک نوکر کو لے کر بازار سودا خریدنے کو نکلا تو راستہ میں آذان کی آواز سن کر نوکر اجازت لے کر مسجد میں نماز کو گیا اور وہاں جو اسے ذوق اور لذّت پیدا ہوا تو بعد نماز ذکر میں مشغول ہو گیا۔ آخر آقا نے انتظار کر کے اس کو آواز دی اور کہا کہ تجھے اندر کس نے پکڑ لیا۔ نوکر نے کہا کہ جس نے تجھے اندر آنے سے باہر پکڑ لیا۔ غرض ایک کشش لگی ہوئی ہے اسی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے۔ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (بنی اسرائیل 85:17)“

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 324)

یعنی نماز کا پڑھنا بھی توفیق الٰہی پر ہے۔ اور اس کے لئے کوشش، دعا اور پھر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔ تبھی توفیق الٰہی بھی نصیب ہو گی۔

ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت الحاج مولانا نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ حضرت نے جواب میں فرمایا:

”نماز ایک حکم ہے۔ اس کی تعمیل ضروری ہے۔ لذت حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ فرمانبرداری کے واسطے۔ اگر لذت والی شئے ہوتی تو ہر ایک اس کو کرتا۔ اور لذت لینے کے لئے کرتا۔ پھر ثواب کہاں سے حاصل ہوتا۔ ارشاد الٰہی کی تعمیل انسان کے واسطے ضروری ہے۔ مالک، راضی ہو گیا تو سارے جہاں کے نفع اس میں آجاتے ہیں۔“

(ارشادات نور، جلد سوم، صفحہ 272)

شروع میں جو آیت کریمہ بیان ہوئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں زمین پر حکومت ملے گی تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے۔ تو وہ لوگ آپ ہیں۔ یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ اپنے معاشرہ میں، جماعت میں، مجالس میں آپ کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ خود بھی نماز پر کاربند ہوں۔ اپنے بچوں کو بھی نماز پر کاربند کریں۔ اور اپنے ماحول میں ہر ایک کو نماز باجماعت کی ادائیگی کی نصیحت کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے رنگ میں نماز ادا کرنے کی توفیق دے کہ نماز ہماری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے۔ آمین۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونا

سیّد۔ ن احمد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بچپن کی صحت اور دنیاوی تعلیم کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آپؓ کا بچپن صحت کے لحاظ سے نہایت کمزوری میں گزرا، بیماری میں گزرا۔ آنکھوں کی تکلیف وغیرہ بھی رہی۔ نظر بھی ایک وقت میں ایک آنکھ سے جاتی رہی۔ پھر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے بھی آپؓ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ آپؓ نے خود فرمایا کہ مشکل سے میری پرائمری تک تعلیم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا آپؓ کو دینی و دنیوی علوم سے پُر کرنے کا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے زبردست اور عقل کو دنگ کر دینے والے خطابات اور خطبات آپؓ سے کروائے اور ایسے ایسے مضامین آپؓ نے لکھے کہ جو اپنی مثال آپ ہیں اور غیر بھی ان کے معترف ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 17 فروری 2023ء، الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2023ء، صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپؓ کے مضامین کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"یہ مضامین، تقاریر، تحریرات اللہ تعالیٰ کی توحید، ملائکہ کی حقیقت، نبیوں کے مقام و مرتبہ، حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اور دوسرے روحانی امور اور اسی طرح مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی رہنمائی، اسلام کا اقتصادی اور مالی نظام، اسلام کی تاریخ۔ اس وقت کے، آپ کے زمانے کے بعض مسائل جو اس عصر کے، وقت کے، دَور کے تھے جن میں سے بعض آج بھی اسی طرح قائم ہیں اور آپؓ کے خیالات کو پڑھ کر، اس وقت کے خیالات کو پڑھ کر ان کا حل بھی آج سامنے آجاتا ہے اور بے شمار عنوان ہیں جن پر آپؓ کے یہ سب خطابات اور تحریرات مشتمل ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 19 فروری 2021ء، الفضل انٹرنیشنل 12 مارچ 2021ء، صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقتباس کے ذریعہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتب کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ "اس سلسلہ میں حضور کی ایک کتاب تو تفسیر کبیر ہے جو خود اتنی عجیب تفسیر ہے کہ جس شخص نے بھی غور سے اُس کے کسی ایک حصہ کو پڑھا ہو گا یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا کہ اگر دنیا میں کوئی خدا رسیدہ بزرگ پیدا ہوتا اور وہ صرف یہ حصہ قرآنِ کریم کا تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیتا تو یہ اُس کو دنیا کی نگاہ میں بزرگ ترین انسانوں میں سے ایک انسان بنانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس پر ہی بس نہیں، قرآنِ کریم پر اور بہت سی کتب لکھیں۔ اور خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ "میرا خیال ہے کہ حضور نے صرف قرآنِ کریم کی تفسیر پر ہی آٹھ، دس ہزار صفحات لکھے ہیں۔ اس وقت جو چھپی ہوئی صورت میں تفسیر کبیر کی دس جلدیں ہیں وہ قریباً چھ ہزار صفحات بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ سورتوں کے نوٹس ہیں اور مختلف تقریروں میں بہت ساری جگہوں پر تفاسیر بیان کی گئی ہیں جو اس میں شامل نہیں۔ پھر کلام کے اوپر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دس کتب اور رسائل لکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا جو اُس وقت جائزہ تھا یہ اُس کے مطابق ہیں۔ تفسیرِ کبیر جو ہے دس جلدیں، اُس میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ، پہلی دو سورتیں، پھر سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک، دسویں سورۃ سے لے کر انتیسویں سورۃ تک ہے۔ اُس کے بعد پھر بیچ میں لکھی نہیں گئیں، چھپی نہیں۔ پھر سورۃ النّبَأ سے لے کر النَّاس تک ہے۔ گویا کہ قریباً 59 سورتیں بنتی ہیں جن کی تفسیر لکھی۔ اور یہ جو تفسیر ہے قریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور اس کو بہت باریک لکھا ہوا ہے۔ اگر آج کل کے حساب سے لکھا جائے تو شاید دس بارہ ہزار صفحات بن جائیں۔ بہر حال یہ دوبارہ پرنٹ ہو رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ منظرِ عام پہ آجائے گی۔ قرآنِ کریم کی کُل 114 سورتیں ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ 55 سورتیں ابھی اس میں شامل نہیں۔ پھر کلام پر آپ کی دس کتب اور رسائل ہیں۔ آپ نے روحانیات، اسلامی اخلاق اور اسلامی عقائد پر 31 کتب اور رسائل تحریر فرمائے۔ سیرت و سوانح پر 13 کتب و رسائل لکھے۔ تاریخ پر چار کتب اور رسائل لکھے۔ فقہ پر تین کتب اور رسائل لکھے۔ سیاسیات قبل از تقسیم ہند 25 کتب اور رسائل۔ سیاسیات بعد از تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان 9 کتب اور رسائل، سیاستِ کشمیر 15 کتب اور رسائل۔ پھر تحریکِ احمدیت کے مخصوص مسائل اور تحریکات پر قریباً 100 کتب اور رسائل۔ اس کے علاوہ بے شمار اور مضامین ہیں۔ جیسا کہ میں نے تفصیل بیان کی کہ یہ تعداد سینکڑوں میں چلی جاتی ہے، قریباً 800 سے اوپر چلی جائے گی۔

تو خلیفہ ثالثؒ فرماتے ہیں کہ ”جیسا کہ فرمایا تھا کہ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان پر ایک نظر ڈال لیں تو ان میں علومِ ظاہری بھی نظر آتے ہیں اور علومِ باطنی بھی نظر آتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ جب بھی آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ لکھا، ہر شخص نے یہی کہا کہ اس سے بہتر نہیں لکھا جا سکتا۔ سیاست میں جب بھی آپ نے قیادت سنبھالی یا جب بھی آپ نے سیاست کے بارے میں قائدانہ مشورے دیے، بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کی بے مثال قابلیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔“

(ماخوذ از ماہنامہ انصار اللہ حضرت مصلح موعودؓ نمبر مئی، جون، جولائی 2009ء صفحات 64-65)

”غرض حضورؓ کے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے متعلق ایک بڑی تفصیل ہے جس کے ہزارویں حصہ تک بھی ہم نہیں پہنچ سکتے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ صرف تفسیر ہی حضرت مصلح موعودؓ کے مقام کو منوانے کے لئے بہت کافی ہے۔ یقیناً ان تفاسیر نے قرآنِ کریم کو سمجھنے کا جو نیا انداز اور علوم و معارف کے گہرے راز کھولے ہیں، وہ ہمیشہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصہ رہیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 21 فروری 2014ء، خطبات مسرور جلد 12، صفحات 110-112)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے علمی کارناموں کا جائزہ اعداد و شمار کی صورت میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپؓ کی تصنیفات، تقاریر، مضامین، خطبات اور مجالس عرفان وغیرہ کی تعداد اور حجم کا ایک جائزہ پیش کرتا ہوں۔ جو کتب، خطابات، لیکچرز، مضامین پیغامات وغیرہ کی شکل میں شائع ہوئے یا اب تقریباً مکمل ہیں اور وہ جو تقاریر، خطابات وغیرہ انوار العلوم کی شکل میں شائع ہونے کے لیے تیار ہیں۔ ان کی کل اڑتیس (38) جلدیں بن جائیں گی اور ان کی تعداد چودہ سو چوبیس (1424) ہے اور اس کے کُل صفحات بیس ہزار تین سو چالیس (20340) ہیں۔ اتنے ہو جائیں گے اندازاً۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر سمیت دیگر تفسیری مواد کے صفحات اٹھائیس ہزار سات سو پینتیس (28735) ہیں۔ 1808 خطبات جمعہ ہیں جن کے صفحات اٹھارہ ہزار سات سو پانچ (18705) ہیں۔ اکاون (51) خطباتِ عید الفطر ہیں جن کے صفحات پانچ سو تین (503) ہیں۔ بیالیس (42) خطباتِ عید الاضحیٰ ہیں جن کے صفحات چار سو پانچ (405) ہیں۔ 150 خطباتِ نکاح ہیں جن کے صفحات چھ سو چوراسی (684) ہیں۔ خطاباتِ شوریٰ جلد اوّل تا سوم بھی شائع ہوئی ہے اس کے صفحات دو ہزار ایک سو اکتیس (2131) ہیں یہ سارے اور جو مختلف اور بھی ہیں ان صفحات کو اکٹھا کیا جائے، جمع کیا جائے تو کُل تقریباً پچھتر ہزار (75000) صفحات بنتے ہیں۔ ریسرچ سیل نے الحکم اور الفضل کے 1913ء سے 1970ء تک کے شماروں کو دیکھا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ کچھ مزید مواد سامنے آیا ہے جو ابھی تک انوار العلوم یا کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکا۔ اس تفصیل کے مطابق پچپن (55) مضامین، ستائیس (27) تقاریر، ایک سو تینتالیس (143) مجالس عرفان، دو سو بائیس (222) عناوین ملفوظات اور ایک سو اکتیس (131) مکتوبات ابھی تک مل چکے ہیں۔ ایک بڑا وسیع علمی ذخیرہ ہے۔

۔۔۔ قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے کچھ کوائف ۔۔۔ تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اُنسٹھ (59) سورتوں کی تفسیر بیان فرمائی ہے جو کہ دس جلدوں اور پانچ ہزار نو سو سات (5907) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے تفسیری نوٹ بھی آپؓ کے ملے ہیں جن کے صفحات کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے اور امید ہے کسی وقت یہ بھی شائع ہو جائے گی۔ بامحاورہ ترجمہ قرآن کا ایک بہت بڑا کام آپؓ کا تفسیرِ صغیر کی صورت میں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی عمر کے آخری دَور میں سب سے بڑی یہ خواہش تھی کہ آپؓ کی زندگی میں آپؓ کے ذریعہ پورے قرآنِ مجید کا ایک معیاری اور بامحاورہ اردو ترجمہ مع مختصر مگر جامع نوٹوں کے شائع ہو جائے۔

سفر یورپ 1955ء سے واپسی کے بعد اگرچہ حضورؓ کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ موعود کی روح القدس سے ایسی زبردست تائید فرمائی کہ جون 1956ء میں گرمیوں میں مری کے پہاڑوں پر گئے تو وہاں آپؓ نے ترجمہ قرآن املا کرانا شروع کیا جو خدا کے فضل سے 25/اگست 1956ء کی عصر تک مکمل ہو گیا اور یہ نخلہ ایک جگہ تھی جو کلر کہار کے قریب چھوٹا سا پُر فضا مقام ہے وہاں آپؓ نے چھوٹی سی ایک بستی بنائی تھی جہاں یہ کام کیا۔ اس کے بعد پھر اس کی نظر ثانی ہوئی۔ پھر نظر ثالث ہوئی۔ کتابت ہوئی۔ پروف ریڈنگ وغیرہ ہوئی۔ اس کے بہت سارے کام ہوئے اور تفسیر صغیر 15/نومبر 1957ء کو طبع ہو کر مکمل تیار ہو گئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد 19، صفحہ 522 تا 531)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر کے بارے میں ایک جگہ فرمایا کہ

”میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس میں رکھا گیا ہے۔“

عام طور پر دیکھیں اور خصوصاً اس کے نوٹس میں بھی نظر آ جاتا ہے کہ آپؓ نے ترجمہ میں محاورے کا خیال رکھا ہے۔ ”یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسا عظیم الشان کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما دی۔“ فرماتے ہیں کہ ”...اللہ تعالیٰ نے اس بڈھے اور کمزور انسان سے وہ عظیم الشان کام کروا لیا جو بڑے بڑے طاقتور بھی نہ کر سکے۔“ فرماتے ہیں ”گزشتہ تیرہ سو سال میں بڑے بڑے قوی نوجوان گزرے ہیں مگر جو کام اللہ تعالیٰ نے مجھے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس کی ان میں سے کسی کو بھی توفیق نہیں ملی۔ درحقیقت یہ کام خدا کا ہے اور وہ جس سے چاہتا ہے کروا لیتا ہے۔“

(تاریخ احمدیت، جلد19، صفحات 525-526)

پھر ایک اَور جگہ آپؓ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ... قرآنِ شریف کا سارا ترجمہ مکمل ہو گیا۔ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے وَالنَّاس تک مع تفسیر صغیر کے جس کے متعلق تفسیر کبیر سے مقابلہ کرنے سے یہ پتہ لگا ہے کہ کئی مضامین اختصاراً اس میں ایسے آئے ہیں کہ تفسیر کبیر میں بھی نہیں۔“

(تاریخ احمدیت، جلد19، صفحہ 530)

پھر تفسیر القرآن انگریزی کا بھی ایک اہم کام ہوا جسے ہم فائیو والیم کمنٹری (Five Volume Commentary) کہتے ہیں۔ اس تفسیر کے شروع میں حضرت مصلح موعودؓ کے قلم سے لکھا ہوا ایک نہایت پُر معارف دیباچہ بھی شامل ہے جس میں دوسرے صحفِ سماوی کی موجودگی میں قرآن مجید کی ضرورت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور جمع القرآن اور قرآنی تعلیمات پر بالکل اچھوتے اور دلآویز پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس دیباچے کے آخر میں ’شکریہ و اعتراف‘ کے زیر عنوان تحریر فرمایا کہ مَیں اس دیباچے کے آخر میں مولوی شیر علی صاحب کی ان بے نظیر خدمات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے باوجود صحت کی خرابی کے قرآن کریم کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے متعلق کی ہیں۔ اسی طرح ملک غلام فرید صاحب، خان بہادر چودھری ابوالہاشم خان صاحب مرحوم اور مرزا بشیر احمد صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ترجمے پر تفسیری نوٹ میری مختلف تقریروں اور کتابوں اور درسوں کا خلاصہ نکال کر درج کیے ہیں۔ پھر اس میں آپؓ نے یہ بھی لکھا کہ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا شاگرد ہونے کی وجہ سے کئی مضامین میری تفسیر میں لازماً ایسے آئے ہیں جو مَیں نے اُن سے سیکھے۔ اس لیے اس تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر بھی، حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تفسیر بھی اور میری تفسیر بھی آ جائے گی اور چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی روح سے ممسوح کر کے ان علوم سے سرفراز فرمایا تھا جو اس زمانے کے لیے ضروری ہیں اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ یہ تفسیر بہت سے بیماروں کو شفا دینے کا موجب ہوگی۔ بہت سے اندھے اس کے ذریعہ سے آنکھیں پائیں گے۔ بہرے سننے لگ جائیں گے۔ گونگے بولنے لگ جائیں گے۔ لنگڑے اور اپاہج چلنے لگ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے مضامین کو برکت دیں گے اور یہ اس غرض کو پورا کرے گی جس غرض کے لیے یہ شائع کی جا رہی ہے۔ اللّٰھم آمین۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوارالعلوم جلد20، صفحہ 507-508)

اور اَب تک جو لوگ بھی اس کو پڑھتے ہیں تو بعض غیر بھی، عیسائی بھی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 17 فروری 2023ء، الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2023ء صفحہ 6-7)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جو باتیں پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھیں یا کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتائی تھیں وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ میں پوری ہوئیں۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم اور عرفان عطا فرمایا تھا اس کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپؓ کا دیا ہوا لٹریچر ایک جماعتی خزانہ ہے۔ آپؓ کے خطابات، خطبات، مضامین اکثر شائع ہو چکے ہیں کچھ ہو رہے ہیں۔ انہیں ہمیں پڑھنا چاہیے۔

اور اب ترجمے کا کام بھی خاصی تیزی سے ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی وہ بھی مہیا ہو جائے گا۔ انگریزی میں تو کافی کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ میرا مطلب ہے چھوٹی چھوٹی کچھ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس علم و عرفان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 17 فروری 2023ء، الفضل انٹرنیشنل 10 مارچ 2023ء، صفحہ 11)

میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا

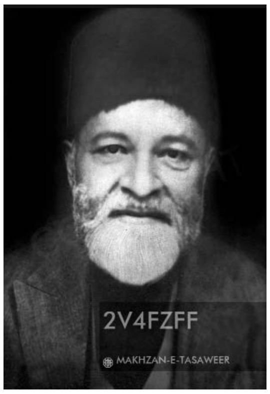

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

"میں دنیا پہ دیں کو مُقدّم کروں گا" اسی عہد پر اپنے قائم رہوں گا
گِروں گا پڑوں گا جیوں گا مَرُوں گا مگر قَول دے کر نہ ہر گز پھِروں گا

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا"

مُلمّع ہے احوالِ دُنیائے فانی محبت زُبانی، عَداوت نِہانی
خوشی اس کی کوئی نہیں جاوِدانی مُکدّر ہے ہر عیش اور زِندگانی

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا"

بُرائی، نِفاق اور جھوٹی سَتائِش غَلاظَت نَجاست کی زَرّیں نُمائِش
دِلوں میں جَلَن اور سینوں میں کاوِش جہنّم ہے دُنیا کی یارو رہائِش

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا"

اگر دین کو اپنے کر لوں میں قائِم تو فَضلوں کا وارِث رہوں گا میں دائم
نہ گُزرے گی یہ عُمر مِثلِ بَہائم نہ مالِک کی خفگی نہ کچھ لَومِ لائِم

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا"

یہ اہلِ جہاں، خاص ہوں یا کہ عامی زن و مال کی کر رہے ہیں غُلامی
حکومت کے، عزّت کے، سب ہیں سلامی نہیں دینِ بے کس کا کوئی بھی حامی

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقدّم کروں گا"

خدا کا ادب اور خلقت پہ شَفقَت خُلوص و نصیحت نبیؐ کی مَحبت
"تَخَلُّق بہ اَخلاقِ باری" بغایت عزیزو یہی دین کی ہے حقیقت

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

مجھے زالِ دُنیا سے کیا ہو گا حاصل طَمَع اور حَسَد اور جُملہ رَذائِل
مرا علم باطِل مِری عقل زائِل خدا اور بندے میں پردہ ہو حائِل

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

اسے کوئی مَل ڈالے پیروں کے نیچے تو چلتی ہے پھر آپ یہ اُس کے پیچھے
جو دَب جائے چڑھتی ہے سر پر اُسی کے مگر میں چلوں گا کہے پر نبیؐ کے

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

اُدھر مال و دولت اِدھر علم و حکمت اُدھر بے لگامی اِدھر حق سے بیعت
وہاں حُبِّ فرزند و زَن - جاہ و حشمت یہاں معرِفَت' مَغفِرَت اور جنت

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

جو دنیا پہ دِیں کو کروں گا مُقَدَّم تو وہ میرا دِلبر وہ جانانِ عالَم
وہ مَقصود و مَطلوبِ اَبنائے آدم اُٹھا دے گا چہرے سے پردہ اُسی دَم

"میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

مجھے نَفس و شیطاں سے یا رَبّ بچانا نہیں اپنا ورنہ کہیں بھی ٹھکانا
جو کمزور ہو - اُس کو کیا آزمانا مِرا عہد یہ - خود ہی پورا کرانا

کہ "میں دنیا پہ دِیں کو مُقَدَّم کروں گا"

(از بخار دل)

پیارے ماموں حضرت مولانا جلال الدین شمس سیکھوانیؓ

"خالد احمدیت" کا ذکرِ خیر

خواجہ محمد افضل بٹ، روچسٹر

ابتدائی تعارف

بہن بھائی کا رشتہ دنیا کے سب سے خوبصورت رشتوں میں سے ایک رشتہ ہے۔ جہاں محبت بے لوث، دعائیں بے حد، بہن بھائی ایک دوسرے کے لیے وہ تحفہ ہوتے ہیں، جو زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ دیتے ہیں۔

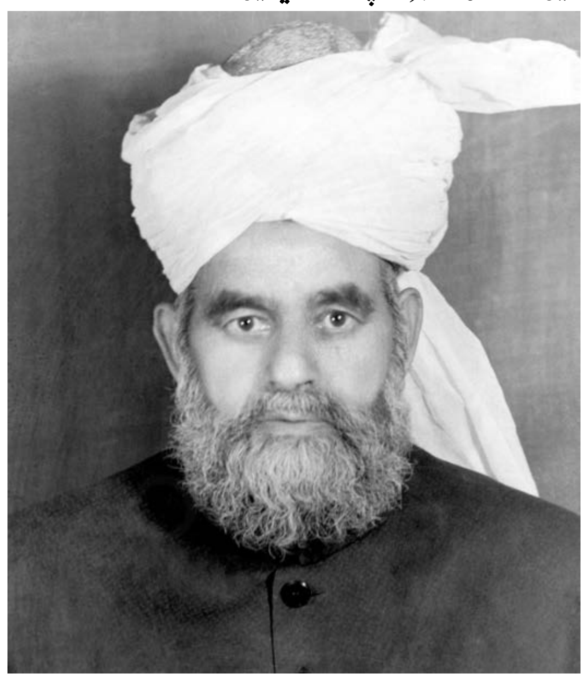

یہ سب خوبیاں میرے پیارے ماموں جان حضرت مولانا جلال الدین رضی اللہ عنہ "خالد احمدیت" میں موجود تھیں جو مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور آپ کا جو پیار میرے ساتھ تھا اُس کو بیان کرنے کے مناسب الفاظ میرے پاس نہیں۔ آپ کا یہ پیار و محبت و تعلق بچپن سے آپ کی زندگی کے آخری سانس تک رہا ہے۔ اگر مَیں آپ کے تعلقات کا ذکر کروں گا تو مضمون بہت طوالت اختیار کر جائے گا۔ پس اتنا کہوں گا کہ آپ کا پیار و محبت کا تعلق میری والدہ کے ساتھ اور والدہ کا تعلق اپنے بھائی کے ساتھ مثالی اور بہت گہرا تھا۔ اس تعلق نے میرے اُوپر بہت گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ پیارے ماموں جان اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنی بہن اور میری پیاری والدہ کو ملنے احمد نگر آیا کرتے تھے اور آپ کے آنے سے گھر کا ماحول بہت خوشیاں لاتا اور سب عزیز رشتہ دار ہمارے گھر ملاقات کے لئے اکٹھے ہو جاتے اور گھر میں بہت خوشی اور رونق کا سماں ہوتا تھا۔

ابتدائی حالاتِ زندگی

پیارے ماموں حضرت مولانا جلال الدین شمس "خالد احمدیت" حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت مخلص اور قدیمی صحابی میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ کے ہاں 1901ء میں بمقام سیکھواں ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میاں امام الدینؓ اور اُن کے دونوں بھائیوں اور ان کی ہمشیرہ حضرت امیر بی بیؓ عرف "مائی کاکو" اور والدین کا ذکر اپنی کتب میں جابجا بڑے تعریفی الفاظ میں فرمایا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تین سو تیرہ (اصحاب) کی جو فہرست حضورؑ نے درج فرمائی ہے اس میں چند ایسے خوش قسمت افراد بھی ہیں جنہیں حضورؑ نے مع اہل بیت شامل فرمایا ہے۔

فریضۂ تبلیغ

سلسلہ احمدیہ کے سلطانِ نصیر، آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے اور خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس یکم مئی 1901ء کو حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآنی انوار سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ 1917ء میں زندگی وقف کی۔ آپ نے 1919ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان سے اچھے نمبروں سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اسی طرح آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی فاضل کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ (الفضل 24-مئی 1919ء)

آپ کو دو سال ملکانہ میں خدمت اسلام بجالانے کا موقع ملا۔ اسی طرح ملکانہ اور تحریک شدھی اور کئی مناظروں میں فاتح کی حیثیت سے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کی۔ 1925ء سے 1928ء دمشق میں نہایت جانفشانی سے خدمت دین سرانجام دیتے رہے۔ 1928 تا 1931ء تک فلسطین میں یعنی 1925ء سے اکتوبر 1931ء تک بلاد

عربیہ میں تبلیغ اسلام احمدیت کی توفیق ملی۔ اسی اثناء میں دو دفعہ چھ چھ ماہ کے لئے مصر بھی گئے۔

بلاد عربیہ سے واپسی پر کشمیر کمیٹی میں خدمات پر مامور ہوئے۔ مقدمہ بہاولپور میں خدمات کی خاص سعادت حاصل کی۔ 1936ء سے 1946ء دس سال تک انگلستان میں بطور مبلغ اور امام مسجد فضل لندن خدمت بجالا نے کی توفیق پائی اور نہایت خوش اسلوبی سے تبلیغی فرائض سرانجام دیے اور کئی انگریز آپ کے ذریعہ مشرف بااسلام ہوئے۔ جب آپ انگلستان میں خدمات سلسلہ بجالانے کے بعد قادیان واپس آئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

"حضور ﷺ کی پیشگوئی کہ سورج یعنی شمس مغرب سے طلوع ہو گا۔ آپ کے ذریعہ بھی پوری ہوئی"

پارٹیشن (تقسیم ہند) کے وقت آپ کو حضرت صاحبزادہ عزیز احمد کے قادیان سے پاکستان آنے کے بعد حضور نے قادیان کا امیر مقامی مقرر فرمایا۔

تحریری اور تبلیغی خدمات کے علاوہ آپ کو مختلف نظارتوں میں بحیثیت انچارج اور ناظر کام کرنے کا موقع ملا۔ مجلس افتاء کے سیکریٹری۔ مجلس کارپرداز کے صدر۔ الشرکۃ الاسلامیہ کے انچارج رہے۔ اس کے علاوہ بے شمار امور سر انجام دیتے رہے۔

شعر گوئی

حضرت قاضی اکمل صاحب جو سلسلہ کے ممتاز شاعر بھی تھے کی تحریک اور توجہ دلانے پر حضرت مولانا شمس صاحب نے شعر گوئی کی طرف توجہ کی اور آپ "ابو السناء" کے ساتھ تشحیذ الاذہان اور اخبار فاروق کے صفحات پر جلوہ گر ہونے لگے۔ آپ کی منظومات سے پتہ چلتا ہے کہ قسام ازل نے آپ کی فطرت میں شعر گوئی کا ملکہ بدرجہ اتم ودیعت کیا تھا جو آپ کی گوناگوں دینی و ملّی خدمات کی وجہ سے پروان نہ چڑھ سکا۔ اور مصروفیات کی چکاچوند میں اپنی تابانی کا بھرپور مظاہرہ نہ کر سکے تاہم جو کچھ بھی آپ کے قلمِ حقیقت رقم سے صفحہ قرطاس پر جلوہ گر ہوا وہ آپ کی قادر الکلامی پر دال ہے۔

(تذکرہ شعرائے حق، صفحہ 95)

حضور کی زیارت

بچپن میں اپنے والدین اور اقرباء کی معیّت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی مرتبہ زیارت کی سعادت بھی حاصل ہوئی، اور چند ایک مرتبہ حضور علیہ السلام سے مصافحہ کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (رجسٹر روایات صحابہ، جلد نمبر 6 صفحہ 243)۔ صغر سنی میں حضرت مولانا شمس صاحب کے والدین آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لے جایا کرتے تھے تو حضور اپنا دستِ شفقت آپ کے سر پر پھیرا کرتے تھے۔

(روایت حافظ سلیم احمد مرحوم بحوالہ خالد احمدیت مرتبہ عبد الباری قیوم، صفحہ 1)

قد اور شکل وشباہت

آپ کا قد میانہ، گول چہرہ سرخی مائل گندم گوں رنگ، خوبصورت شکل و شباہت، آپ اچکن اور شلوار کے ساتھ پگڑی استعمال کرتے اور سادہ جوتا پہنتے تھے۔ آپ کا لباس ہمیشہ صاف ستھرا اور سادہ ہوتا تھا۔ صفائی آپ کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ متبسم چہرہ دور رس نگاہ اور ذہین دماغ کے مالک تھے۔ ہر ملنے والا آپ کے اخلاق کریمانہ کا گرویدہ نظر آتا تھا۔

(خالد احمدیت مرتبہ عبد الباری قیوم، جلد اوّل، صفحہ 18)

ابتدائی تعلیم

آپ نے تعلیم اپنے وطن سیکھواں میں حاصل کی۔ بعد ازاں 1910ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان کی پہلی کلاس میں داخل ہوئے اور ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے 1919ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد دو سال ملکانہ میں خدمت اسلام بجالانے کا موقع ملا۔

قسام ازل نے آپ کو ایک اعلیٰ درجہ کا دماغ اور فہم وذکا کا مالک بنایا تھا۔ لیکن آپ نے اپنی شبانہ روز محنت اور ریاضت سے اس میں چار چاند لگا دیے تھے۔ حضرت مولانا صاحب ابتدائے عمر ہی سے طبعاً جفاکش اور محنت و ریاضت کے عاشق تھے اور اس عادت نے آئندہ زندگی میں آپ کو بے نظیر کامیاباں و کامرانیاں عطا کیں۔ حضرت مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے اساتذہ کی شاگردی نصیب ہوئی جو اپنی ذات میں کوہِ گراں کی حیثیت رکھتے تھے۔ مثلاً

(ا) حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ (2) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ (3) حضرت حافظ روشن علیؓ (4) حضرت مولوی سید محمد سرور شاہؓ (5) حضرت قاضی امیر حسینؓ بھیروی (6) حضرت سید میر محمد اسحٰقؓ (7) حضرت مولوی غلام نبی مصری (8) حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حلالپوری۔

خالد احمدیت

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تین مخلص احباب جماعت احمدیہ کو ان کی مخلصانہ اور بے لوث خدمات سرانجام دینے پر "خالد" کے خطاب سے نوازا۔ ان معزز بزرگان دین اور خالد

احمدیت کے اسمائے گرامی ہیں۔حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ (2)حضرت مولانا اللہ دتہ ابو العطاء جالندھری اور(3)حضرت ملک عبد الرحمٰن خادم گجراتی۔

(الفضل ربوہ15مارچ1957ءنیز حیات بشیر صفحات 201-202)

یہ مجاہد احمدیت کے عملی نمونوں کا گلدستہ ہے۔ اس سلسلہ میں خلفاء کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ 1956ء کی تقریر میں فرمایا:

"حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت جب حملے ہوئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مغرور مت ہو۔میرے پاس خالد ہیں جو(دلائل سے)تمہارے سر توڑ دیں گے مگر اس وقت سوائے میرے کوئی خالد نہیں تھا صرف مَیں ایک تھا۔مگر یہ نہ سمجھو کہ اب وہ خالد نہیں ہیں اب ہماری جماعت میں اس سے زیادہ خالد موجود ہیں۔چنانچہ شمس صاحب ہیں۔مولوی ابوالعطاء صاحب ہیں۔عبدالرحمٰن صاحب خادم ہیں۔یہ لوگ ایسے ہیں کہ جو دشمن کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ ان کی قلم میں اور ان کے کلام میں زیادہ سے زیادہ برکت دے گا۔"

(الفضل ربوہ15مارچ1957ء)

ہمارے بزرگ، ہمارے بھائی، ہمارے دوست

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مولانا شمس صاحب کی وفات پر خطبہ جمعہ میں فرمایا:

" ہمارے بزرگ، ہمارے بھائی، ہمارے دوست مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس ہم سے جدا ہوئے۔خدا کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی کو گزارا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی ابدی رضا کو حاصل کیا۔ان کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ خود اس سلسلہ میں ایسے آدمی کھڑے کرے گا جو اسی خلوص کے ساتھ اور جو اسی جذبہ فدائیت کے ساتھ اور جو اسی نور علم کے ساتھ اور جو اسی روشنی فراست کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کرنے والے ہوں گے جس کے ساتھ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے سلسلہ کی خدمت کی تھی کیونکہ خدا تعالیٰ کا سلوک ہمارے ساتھ ایسا ہی چلا آیا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ19/اکتوبر1966ء)

انمٹ روایتیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

"ان کا سارا خاندان ہی دین کی خدمت میں قربانی کرنے والا ہے مگر شمس صاحب نے جو روایتیں قائم کی ہیں وہ تو انمٹ ہیں...یہ قربانی کرنے والے احمدی ہیں جن کی اولادیں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے پھر دین میں جت رہی ہیں پھر آگے انشاءاللہ ان کی اولادیں جتتی رہیں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ22فروری1991ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا:

"حضرت مولانا جلال الدین شمس کے حالات زندگی پر مشتمل مسودہ اُمید ہے انشاءاللہ جب یہ کتابی صورت میں چھپ کر آئے گا تو بہتوں کے لیے ایمان اور ایقان میں زیادتی کا باعث ہو گا۔یہ مجاہد احمدیت کے عملی نمونوں کا گلدستہ ہے۔خاص طور پر آج کل کے واقفین زندگی اور مبلغین کے لیے ایک مثال ہے۔مَیں نے جستہ جستہ اس کو دیکھا ہے۔ہر واقعہ اپنی طرف خاص طور پر متوجہ کر لیتا ہے اور اس باوفا، محنتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہر وقت کوشاں رہنے والے کے لئے دعا نکلتی ہے اور رشک آتا ہے جو مسیح محمدی کے پیغام کو پھیلانے کی دُھن لیے ہوئے تھا۔حضرت المصلح الموعود نے یونہی انہیں "خالد احمدیت" کے خطاب سے نہیں نوازا تھا۔اور حضرت مصلح موعودؓ کا کسی کو ایک خطاب سے نوازنا کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔"

(مکتوب محررہ14فروری2010ءبنام مکرم منیر الدین شمس)

اپنے گاؤں سیکھواں سے پیدل قادیان پہنچتے

حضرت مولانا صاحب روزانہ اپنے گاؤں سیکھواں سے پاپیادہ چل کر قادیان پہنچتے اور پڑھائی کے بعد مسجد اقصیٰ میں بیٹھ کر اپنے سبق کو دہراتے اور شام سے قبل ....گھر سیکھواں پہنچ جاتے۔گاؤں سیکھواں قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غربی واقع ہے۔اکثر اوقات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا درس سن کر روانہ ہوتے، لیکن اگر کسی روز دیر ہو جاتی تو پھر قادیان میں ہی رُک جاتے۔دو سال تک اتنی لگن کے ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔اُس زمانہ میں تبلیغ کے میدان میں مجاہدین کی ضرورت تھی جو اپنی ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر کے فریضہ اعلائے کلمتہ اللہ ادا کیا۔لہٰذا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس ضرورت کے پیش نظر 7دسمبر 1917ء کو احباب جماعت کو وقف زندگی کی تحریک فرمائی، اس اعلان پر 63

نوجوانوں نے اپنے آپ کو بطور واقفین زندگی حضور کے سامنے پیش کیا۔ جن میں حضرت مولانا شمس صاحب بھی شامل تھے۔

(الفضل قادیان 22 دسمبر 1917ء)

مبلغین کلاس کا اجراء

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے واقفین کی دینی تربیت کے لئے مبلغین کلاس کا اجراء فرمایا اور 21 جون 1921ء کو یہ کلاس جاری ہوئی۔ جس کے استاد حضرت علامہ روشن علی صاحبؓ مقرر ہوئے۔ اس کلاس میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ساتھ مولانا غلام احمد بدوملہی، مولانا ظہور حسین صاحب اور حضرت مولانا شہزادہ خان صاحب جیسے نامور علماء و فضلاء شامل تھے۔ بعد ازاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس سلسلہ میں خود حضرت مولانا شمس صاحب کا بیان ملاحظہ ہو۔

حضرت مولانا شمس صاحب فرماتے ہیں:

”جب مَیں 1919ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے میرے لئے ایک نصاب تعلیم تجویز کیا۔ اس نصاب میں سب سے بڑا آئٹم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ اور اُن کا خلاصہ نکالنا تھا۔ اس اثنا میں مجھے چھ ماہ کے لئے نظارت تالیف و تصنیف میں بھی کام کرنا پڑا۔ اس وقت حضرت حافظ صاحب مرحوم بھی اُسی نظارت میں بطور نگران کام کرتے تھے اور مکرم درد صاحب مرحوم ناظر تھے۔ اس چھ ماہ کے عرصہ میں حضرت حافظ صاحب مرحوم کی نگرانی میں مَیں نے چند کتب اور بہت سے مضامین لکھے۔ 1920ء میں جب مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی غلام احمد بدوملہی وغیرہ مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکے تو مبلغین کلاس جاری کی گئی۔

جس کا سب سے پہلا طالب علم خاکسار تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی اس کلاس میں شامل ہو گئے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمیں حضرت حافظ صاحب مرحوم جیسا مشفق و مہربان اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول خدا ﷺ کی حدیث کا عالم باعمل ملا۔ جنہوں نے کمال ہمدردی اور بے مثل شفقت اور بے لوث محبت اور خاص محنت و توجہ سے رات دن ایک کر کے ہمیں خدا تعالیٰ کی پاک کتاب اور احادیث رسول اور دیگر علوم مروجہ کی کتب پڑھائیں۔“

(الفرقان دسمبر 1960ء صفحہ 26)

حضرت مولانا شمس صاحب حضرت روشن علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد مجھے آپ کی صحبت میں چار پانچ سال متواتر رہنا پڑا۔ قریباً تین سال تک باقاعدہ آپ سے مبلغین کلاس میں تعلیم پائی۔ آپ نے جس محبت اور شفقت سے میری تربیت فرمائی اور اپنے ساتھ تبلیغی دوروں پر لے جا کر مناظرات کی مشق کرائی وہ مَیں بھول نہیں سکتا۔ اُستادوں میں آپ کی نظیر شاذ و نادر ہی ملے گی۔ آپ کو مجھ سے خاص طور سے محبت تھی۔ تبلیغی دوروں میں اکثر دفعہ آپ مجھے اپنے ہمراہ لے جایا کرتے اور ہم مبلغین کلاس میں پڑھتے تھے۔ اس وقت دوسرے دن جو درس قرآن مجید اور احادیث کا ہوتا تھا اس کی تیاری کے لئے آپ مجھے بلواتے اور مَیں آپ کو تفسیریں اور احادیث کی شروح سنایا کرتا۔ جس سے مجھے از حد فائدہ پہنچا۔ آپ کے ساتھ میں نے دہلی، مونگیر، بھوپال، ڈیرہ دون، منٹگمری، پیٹالہ، سیالکوٹ، لاہور، نارووال، (گجرات) جلالپور جٹاں، جہلم، مالیر کوٹلہ وغیرہ شہر کا دورہ کیا۔

تبلیغ و تصنیف کا آغاز

حضرت مصلح موعودؓ اپنی خلافت سے قبل مدرسہ کے منتظم اعلیٰ تھے۔ آپ چھٹیوں کے زمانہ میں طلبہ کو گھروں کو جاتے وقت بالخصوص اس امر کی تلقین فرماتے کہ گھروں میں جاکر ارد گرد کے دیہات کا دورہ کرنا چاہیے اور کلمۂ حق کی تبلیغ کرنی چاہیے۔ چھٹیوں سے واپس آنے پر اساتذہ بڑی کلاس کے طالب علموں کو چھٹیوں کے واقعات سنانے کا بھی موقع دیتے۔ تاکہ دوسروں کو بھی وہ شوق پیدا ہو۔ ملحقہ دیہات میں اس طرح دورہ کرنے کے نتیجہ میں کسی مولوی سے گفتگو کا موقع ملتا۔ جو ہم لوگوں کے مناظرہ کا فن سیکھنے کا موجب ہوتا۔

تبلیغ کے سلسلہ میں مکالمے اور تبادلۂ خیالات کی کلاسز کا آغاز

1916ء کی چھٹیوں سے کلاس کا آغاز ہو گیا تھا۔ 1917ء میں تو رپورٹیں بھی اخبارات میں شائع ہونے لگیں۔ اس سلسلہ میں محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب کا ایک مناظرہ پہلی دفعہ منظر عام پر آیا۔

مضامین لکھنے کی ابتدا بھی 1918ء سے ہوئی جو 1919ء میں جلد ہی ترقی پاگئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 1919ء میں نظارتوں کا اجراء کیا تو حضرت شمس صاحب کو تالیف و اشاعت کی نظارت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اُن دنوں مولوی فضل دین وکیل بھی بعض کتب کی تصنیف میں مشغول تھے۔ اور شفیق استاد حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی۔ محترم شمس صاحب کو انہی دونوں بزرگوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ جوابی مضامین کی تحریک زیادہ تر حضرت قاضی اکمل صاحب کی طرف سے ہوتی رہی۔

نکاح و شادی

حضرت مولانا شمس صاحب کا نکاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1932ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت محترم بابو عبید اللہ اوور سیئر کے ساتھ پڑھایا تھا۔ 15 مارچ 1933ء کو حضرت مولانا شمس صاحب بارات لے کر امرتسر گئے اور اسی دن رخصتانہ کرا کر واپس آگئے۔

18 مارچ 1933ء کو بعد از نماز مغرب مولانا موصوف نے تین صد احباب کو دعوت ولیمہ دی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی شرکت فرمائی اور دعا کی۔(ماخوذ از الفضل قادیان 19، 21 مارچ 1933ء)

اولاد

(1) مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس مرحوم، زوجہ کوکب منیر بنت رشید احمد خان ضلعدار نہر

(2) مکرمہ جمیلہ شمس مرحومہ، خاوند ملک نسیم احمد ایڈوکیٹ مرحوم ابن ملک عزیز محمد ایڈوکیٹ

(3) مکرم فلاح الدین شمس، زوجہ زاہدہ منصور بنت حافظ بشیر احمد

(4) منیر الدین شمس مربی سلسلہ، زوجہ ریحانہ بانو بنت عبد الرحیم نون

(5) بشیر الدین شمس، زوجہ نورین فضل بنت شیخ فضل احمد

(6) عقیلہ شمس، خاوند نوید احمد ملک ابن میجر سعید احمد ملک

(7) ریاض الدین شمس مرحوم، زوجہ فوزیہ خان مرحومہ بنت منصور احمد خان

بیانِ اہلِ درد

گوہر و مختار جب ہوں مدح خوانِ اہلِ درد
شمس کیا ہو تجھ سے پھر تعریف شانِ اہلِ درد
درد والوں کا نہیں دُنیا میں گو پرساں کوئی
غم نہیں اللہ تو ہے قدردانِ اہلِ درد
حیف جو بیدرد ہیں پروردۂ آغوشِ مکر
اُن کی خواہش تھی کہ لیں وہ امتحانِ اہلِ درد
آ گیا احرار پر اک انقلابِ ناگہاں
عرش سے ٹکرائی جب آہ و فغانِ اہلِ درد
قہرِ حق تھی حضرت محمود کی یلغار بھی
منہ کے بل اوندھے گرے ہیں دشمنانِ اہلِ درد
ناخنوں تک بھی لگا لو زور لیکن دشمنو!
تم مٹا سکتے نہیں ہرگز نشانِ اہلِ درد
کامیابی ہو یقینی کیوں نہ اہلِ درد کی
حضرت محمود ہیں جب پاسبانِ اہلِ درد
کچھ نہیں حاجت ہمیں تیغ و تفنگ و توپ کی
ہے دُعائے نیم شب تیر زبانِ اہلِ درد
سرنگوں ہو جائیں گی ساری زمینی طاقتیں
اُن پر جب حملے کرے گا آسمانِ اہلِ درد
اور بھی دنیا میں ہوں گے جا بہ جا رُسوا و خوار
جورِ بے جا چھوڑ دیں ایذا رسانِ اہلِ درد
آج جتنی چاہیں دے لیں گالیاں پروا نہیں
کل یہی بدگو بنیں گے مدح خوانِ اہلِ درد
دشمنوں سے تم یہ کہہ دو شمس بے خوف و خطر
روز افزوں ہو گی قدر و عزّ و شانِ اہلِ درد

(الفضل قادیان 6 نومبر 1935ء)

وصال

آپ کا وصال مورخہ 13 / اکتوبر 1966ء کی شام سرگودھا میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوا۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔

آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کے وصال پر حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"ہمارے بزرگ ہمارے بھائی، ہمارے دوست مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس ہم سے جدا ہوئے۔ خدا کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی کو گزارا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی ابدی رضا کو حاصل کیا۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ، 19 / اکتوبر 1966ء)

یہودی قوم کا کل اور آج، غزہ پر ظلم و ستم کیوں؟

تاریخ، مذہب، سیاست اور انسانیت کے چوراہے پر ایک نوحہ

تحریر: ڈاکٹر منور احمد کنڈے۔ ٹلفورڈ، انگلینڈ

تاریخِ انسانی کے بے رحم صفحات پر اگر کوئی قوم اپنی مظلومیت کی طویل داستان کے ساتھ ثبت ہے، تو وہ یہودی قوم ہے۔ بابل کے قیدی، فرعون کے غلام، ہٹلر کے عقوبت زدہ، اور قرونِ وسطیٰ کے مظلوم، یہ سب پہچانیں کبھی اس قوم کے ماتھے پر لکھی گئیں۔ ان کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو کسی قوم کے ساتھ نہ ہونا چاہیے تھا۔ مگر جب مظلوم طاقت پاتا ہے اور انصاف کی بجائے انتقام کا جام پیتا ہے، تو وہ خود ظلم کا پیکر بن جاتا ہے۔ اور آج یہودی قوم، خاص طور پر اسرائیلی ریاست، اسی بھیانک انجام کا نمونہ بن چکی ہے۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کا ذکر درجنوں مقامات پر آیا ہے۔ انہیں 'افضلُ العالمین' کہا گیا۔ ''ہم نے تمہیں جہانوں پر فضیلت دی'' (البقرہ:48)، انہیں انبیاء کی وراثت دی گئی، ہدایت عطا کی گئی، آسمانی خوراکیں نازل ہوئیں، سمندر کو راستہ دیا گیا۔ مگر جب انہوں نے نعمتوں کے جواب میں تکبر، نافرمانی، اور ظلم کا راستہ اپنایا، تو ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کی گئی۔ ''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ'' (البقرہ2:62)۔

یہی وہ تاریخی موڑ تھا جہاں برگزیدگی، بغاوت میں بدل گئی۔

تورات میں بھی انبیائے بنی اسرائیل کی تنبیہات بھری پڑی ہیں۔ نبی یسعیاہ، نبی یرمیاہ، اور حزقی ایل نے بارہا بنی اسرائیل کو عدل و انصاف کے قیام کی تلقین کی۔ نبی یرمیاہ کی یہ پکار آج بھی گونجتی ہے: ''اگر تم اپنے راستے درست کرو، عدل سے کام لو، اور مسکینوں، یتیموں، پردیسیوں پر ظلم نہ کرو، تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔'' (یرمیاہ 7:5-7)۔ مگر آج وہی قوم غزہ کے یتیموں پر بم برسا رہی ہے، پردیسیوں کو ان کے گھروں سے نکال رہی ہے، اور عدل کو دبیز دیواروں کے پیچھے دفن کر چکی ہے۔

غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ محض سیاسی تنازعہ نہیں بلکہ ایک روحانی بحران ہے۔ اسرائیل نے مظلومیت کی تاریخی حیثیت کو ایک ہتھیار میں بدل کر عالمی ضمیر کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ ہولوکاسٹ (Holocaust) کی سچائی کو جواز بنا کر فلسطینیوں کی نسل کشی کو جائز قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ عمل نہ صرف انسانیت، بلکہ خود یہودی مذہب کی روح کے خلاف ہے۔ کیا وہ شریعت، جو جان بچانا سب سے بلند فرض قرار دیتی ہے، آج اسرائیلی فوج کے ہاتھوں بچوں کی جانیں لیتے ہوئے خاموش ہے؟

قرآن بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے:

''وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ''

''زمین میں فساد نہ پھیلاؤ''

(البقرہ2:61)۔ مگر آج فلسطین کی زمین چیخ چیخ کر اس حکمِ الٰہی کی پامالی کی گواہی دے رہی ہے۔ یہ قوم جس نے فرعون کی قید سے نجات پائی، آج خود فرعونیت کی علامت بن گئی ہے۔ موسیٰؑ کی تعلیمات جن میں عدل، مساوات، رحم، اور خدا خوفی تھی، وہ تعلیمات آج بندوق کی نالی کے نیچے دم توڑ چکی ہیں۔ غزہ کا ہر زخمی بچہ، ہر شہید ماں، ہر بے گھر خاندان، بنی اسرائیل کے دعوائے برگزیدگی کو جھٹلا رہا ہے۔

ہمارا زمانہ، جسے سائنسی ترقی کا دور کہا جاتا ہے، روحانی طور پر اندھا ہو چکا ہے۔ اقوام متحدہ، انسانی حقوق کی تنظیمیں، اور مغربی میڈیا سب اسرائیلی بیانیے کے سامنے بے بس ہیں۔ اور جب عالمی طاقتیں ظالم کا ساتھ دیتی ہیں، تو مظلوم کا خون مقدس ہو جاتا ہے، تاریخ کے لیے، ضمیر کے لیے، اور قیامت کے دن کے لیے۔

اسرائیل کو اب رک کر سوچنا ہوگا۔ کیا وہ واقعی 'خدا کی چنیدہ قوم' ہے، یا 'خدا کی نافرمان قوم'؟ کیا غزہ میں بہنے والا خون خدا کی رضا ہے یا اس کے غضب کی پیش گوئی؟ کیا انہیں یاد نہیں کہ ظلم کا انجام کیا ہوتا ہے؟ قرآن کہتا ہے:

''إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ''

''یقیناً اس میں عبرت ہے اُس کے لیے جو ڈرتا ہے'' (النازعات27:79)۔

تاریخ کے پہیے تیزی سے گھوم رہے ہیں۔ غزہ کے ملبوں سے جو صدائیں اٹھ رہی ہیں، وہ محض فریادیں نہیں، بلکہ آنے والے کل کی گواہیاں ہیں۔ وہ قوم جو دوسروں کو تاریخ سے عبرت لینے کی تلقین کرتی تھی، آج خود عبرت بننے کے دہانے پر کھڑی ہے۔

اب بھی وقت ہے۔ اگر اسرائیل، اگر یہودی قوم، اپنے رب کے وعدوں اور وعیدوں کو یاد کرے، اگر وہ عدل، رحم، اور سچائی کی راہ پر واپس آئے، تو شاید زخموں کی یہ زمین کچھ سکون پا سکے۔ لیکن اگر وہ اسی راستے پر گامزن رہی، تو دنیا کی کوئی طاقت اسے سقوط کے انجام سے نہیں بچا سکے گی۔

توبہ کیسے کریں

واحد اللہ جاوید۔ یو کے

کچھ عرصے سے میرے ذہن میں توبہ کا ایک مضمون چل رہا تھا۔ لیکن ذہن میں چلتے دیگر مضامین کی نسبت یہ موضوع ذہن پر کچھ اس قدر حاوی ہوگیا کہ طبیعت اسے قلمبند کرنے کی طرف مائل ہوگئی۔ ہوا یوں کہ ایک صبح بیداری سے قبل زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ ”ذِكْرٌ مُّبِيْنٌ“۔ دل میں اس کا مفہوم واضح ہوا کہ اپنی اس بات کو بیان کر۔ آنکھ کھلنے پر ایسا لگا کہ دل میں آنے والا ترجمہ شاید درست نہ ہو۔ مگر غور کرنے کے بعد شرح صدر ہوئی کہ ترجمہ وہ بھی درست ہے جو دل میں آیا تھا۔ لہٰذا یہی مفہوم اس مضمون کو ضبط تحریر میں لانے کا باعث ہوا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو اسلام کے تمام مراکز کے سفر کی توفیق بھی بخشی۔ یہ سفر اسلام آباد، جو خلافت کا موجودہ مرکز و مسکن ہے، سے شروع ہو کر مکہ، مدینہ، قادیان اور ربوہ سے ہوتا ہوا لندن واپسی پر ختم ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔ اس تمام سفر میں یہ مضمون ذہن میں مستحضر رہا۔

اسلام عین دینِ فطرت ہے۔ یہی وہ واحد دین ہے جس پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی حسنات مل جاتی ہیں۔ توبہ کا مضمون بھی دین کا ایک اہم جزو ہے۔ لہٰذا اگر اسلام دینِ فطرت ہے تو توبہ بھی ایک فطرتی فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الفرقان 71:25)

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرتے ہیں، ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ...۔ (بخاری، جلد 17، صفحہ 411) یعنی مَیں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ ظاہر ہو جاؤں۔ سو میں نے انسان کو پیدا کیا۔

تخلیق آدم کے بعد آدم کی پہلی خطا نے آدم کو اس قدر مضطرب کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے، اُس شفیق ماں کی طرح جو بچے کو سزا نہ دینا چاہتی ہو، فرمایا کہ ’کر توبہ!‘ اور جب آدم نے دل سے توبہ کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی توبہ کا طریقہ اور الفاظ بھی سکھا دیے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرہ 38:2) یعنی خود ہی کلمات سکھائے اور پھر توبہ قبول کرتے ہوئے شفقت سے اس پر جھکا۔ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جب تک بشر نے غلطی نہ کی تھی، اللہ تعالیٰ کی مخفی رحیمیت بھی ظاہر نہ ہوئی تھی۔ اس طرح بشر نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزا چکھا۔

توبہ کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ایک اَور کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے قتل جیسی خطا کر کے جب اضطرابی کیفیت میں اللہ کو پکارا اور کہا کہ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (القصص 17:28) یعنی اے ربّ! میں نے اپنی جان پر ظلم کر لیا ہے۔ پس مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ گویا پہلے ہی معاف کرنے کو تیار تھا۔ فرمایا کہ فَغَفَرَ لَهٗ۔ گویا ادھر توبہ ہوئی تو ادھر اللہ تعالیٰ پہلے سے تیار تھا کہ مضطر پکارے اور میں پکار سن کر اپنے وجود کو ظاہر کروں۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وہ شعر یاد آتا ہے کہ

مجھ سے بڑھ کر مری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے

یہی صورت اللہ کے دیگر اسماء حسنیٰ کی بھی ہے لیکن مضمون ہٰذا میں اللہ تعالیٰ کی صفت تَوّاب کا ہی تذکرہ مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی جو بات سب سے زیادہ خوش کرتی ہے وہ توبہ ہے۔ ایک حدیث ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کا وہ اونٹ اچانک مل جائے جسے وہ بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں گم کر بیٹھا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے: اللہ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں اپنی سواری پر سفر کر رہا ہو کہ اس کی سواری اس سے گم ہو جائے اور اس کے کھانے پینے کا سامان

بھی اسی پر ہو۔ وہ اس کے ملنے سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے آ کر اس کے سائے میں لیٹ جائے اور اسے اپنی سواری کے مل جانے کی کوئی امید نہ رہے۔ ایسے میں اچانک اس کی سواری اس کے سامنے آ کھڑی ہو۔ اور وہ اس کی نکیل پکڑ کر فرطِ مسرت سے یوں کہہ بیٹھے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ! یعنی خوشی کی شدت کی وجہ سے وہ غلطی سے ایسا کہہ دے۔

اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس خوشی کا ذرا سا بھی اندازہ ہو جائے تو لازمی توبہ کی خواہش پیدا ہو جائے گی کہ ہم اللہ کو خوش کریں۔ پھر اگر ہم اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور پشت شیطان کی طرف کر لیں، تو اللہ تعالیٰ بھی خود پر یہ فرض کر لیتا ہے کہ بندہ میری محبت چاہتا ہے تو میں اس کو اپنی راہ دکھا دوں۔

فرمایا:وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا(العنکبوت29: 70) اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہمارے بارے میں ہم یقیناً ان کو اپنی راہ دکھائیں گے۔

توبہ ایک موت چاہتی ہے۔ ایسی موت جس کے بعد زندگی یقینی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ مضمون لکھنے کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مراکز اسلام کی سیر بھی کروائی اور اس تمام عرصے میں یہی مضمون ذہن میں مستحضر رہا۔ کعبہ کے گرد طواف ایک ایسے پروانے کی مثل تھا کہ جو اپنا وجود قربان کرنا چاہتا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مر جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لیے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا قف ثُمَّ اَحْيَاهُمْ (البقرہ2:244) پس اللہ نے انہیں فرمایا کہ مر جاؤ تا تمہیں زندگی ملے۔

اس کے بعد جب مدینہ پہنچا تو احساس ہوا کہ موت کے بعد جو زندگی نورٌ علیٰ نور کے سانچے میں ڈھلتی ہے تو آواز آتی ہے کہ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (آل عمران3:32) کہہ دے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو میری پیروی کرو۔ تو اللہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قادیان کا بھی اپنا ایک رنگ نظر آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کہ

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

نے عشق اور اطاعت کو یکجا کر دیا۔ گویا نہ صرف مکہ و مدینہ کو یکجا کر دیا بلکہ لَمَّايَلْحَقُوْا بِهِمْ کر دیا۔ ع

'صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'

عشق و اطاعت کا ایک الگ قرینہ سکھایا۔

ربوہ آ کر ایک اَور ہی احساس ہوا۔ حرا سے چمکنے والا نور ایک تائب کے آگے پیچھے زجاجہ کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ نور تمام مراکز پر برکات نازل کرتا ہے۔ اور ان مراکز پر اس نور کی تجلّی کا ایک الگ رنگ ہے۔ ان شاء اللہ یہ برکات تا قیامت جاری رہیں گی۔

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دعائیں

گویا توبہ زندگی کے علاوہ نور بھی عطا کرتی ہے۔

ضمناً حسن اتفاق کا بیان کرتا چلوں کہ میں مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے بغیر رُکے قادیان پہنچا اور پھر قادیان میں دو تین یوم قیام کے بعد سیدھا ربوہ آیا اور پھر ربوہ سے جمعہ کی صبح لندن واپس پہنچ گیا۔ ارادہ گھر کا تھا مگر خدا کو کچھ اَور ہی منظور تھا۔ ایئر پورٹ پر ایک بیگ گم ہو گیا۔ اس کی تلاش میں اس قدر تاخیر ہو گئی کہ گھر جانے کا وقت نہ رہا۔ لہٰذا سیدھا اسلام آباد جمعہ کی ادائیگی کے لیے چلا گیا۔ بعد ازاں کچھ یوں خیال آیا کہ یہ تاخیر بھی مشیتِ ایزدی ہی تھی۔ اور یقین کامل ہوا کہ اسلام آباد اب اسلام کا پانچواں مرکز ہے۔ جس کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ ایسا لگا کہ گویا ایک محفوظ قلعہ میں داخل ہو گیا ہوں۔ الإمامُ جُنَّةٌ۔ امام جہاں ہو ایک ڈھال کی صورت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانے میں ہمارے لیے بخشش کے اس قدر سامان مہیا فرما دیے ہیں تو کیوں نہ اس کی بتائی ہوئی راہوں پر چلا جائے۔ نئے جذبے سے پختہ ارادے سے۔ یہی توبہ ہے۔

اس خیال کا دل میں آ جانا ایک فطری امر ہے کہ توبہ پر قائم رہنا بہت مشکل ہے۔ ایک حدیث میں جو قصہ بیان ہوا ہے کہ ایک شخص نے 99 قتل کر لیے تو اسے توبہ کا خیال آیا۔ اپنے زمانے کے کسی عالم کے پاس گیا اور اعترافِ گناہ کیا اور توبہ کا طریق دریافت کیا۔ عالم کیا تھا گویا ایک خشک زاہد تھا جس نے نہ صرف مایوسی بلکہ نفرت کا اظہار بھی کیا۔ لہٰذا اس قاتل نے اسے بھی قتل کر کے اپنے قتل کرنے کی سنچری ہی مکمل کر ڈالی۔ مگر دل میں چونکہ توبہ کا بیج پھوٹ چکا تھا۔ لہٰذا پھر پشیمانی نے

آگھیرا۔ آخر کار کوئی حقیقی ولی اللہ سے ملاقات ہو گئی جس نے بتایا کہ اللہ کی رحمت نے ہر شے کو گھیرا ہؤا ہے اور کسی کے گناہ خدا کی رحمت سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ تاہم انہوں نے اس کو کہا کہ حقیقی توبہ کا طریق یہ بھی ہے کہ گناہوں کی جس بستی سے تو آیا ہے اس سے ہجرت کر جا اور نیکوں کی کسی بستی کی طرف کوچ کر جا۔ لہٰذا اس شخص نے وہیں سے ہجرت کا سفر شروع کر دیا اور نیکوں کی بستی کی طرف رخ کر لیا۔ ابھی تھوڑا آگے ہی گیا تھا کہ داعیٔ اَجل نے آلیا۔ اس پر جنت اور دوزخ کے فرشتوں میں تکرار ہو گئی۔ جہنم کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ شخص گناہگار ہے اور قاتل ہے لہٰذا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جبکہ جنت والوں نے کہا کہ اس نے توبہ کر لی تھی اور اب نیکوں کی بستی میں جا رہا تھا اس لیے اس کا شمار جنتیوں میں ہو گا۔ جب فیصلے کے لیے خدا کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو دربارِ الٰہی سے فیصلہ ہؤا کہ دونوں طرف کے فاصلے شمار کر لیے جائیں۔ جس طرف فاصلہ کم ہو گا اسی طرف اس کی قسمت کا فیصلہ ہو گا۔ دوسری طرف زمین کو حکم دے دیا گیا کہ جس طرف نیکی کی بستی ہے اس طرف سے سکڑ جا اور جس طرف گناہ کی بستی ہے اس طرف سے پھیل جا۔ یوں اس قاتل گناہ گار کو اپنی توبہ کا پھل مل گیا اور جنتیوں میں شمار ہو گیا۔

اب بھی اگر توبہ پر استقامت سے ڈر لگے تو عرض ہے کہ توبہ کے معنی رجوع کے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے کے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنے کے ہیں۔ بچہ جب چلنا شروع کرتا ہے تو بار بار گرتا ہے۔ پہلے ہی دن دوڑنا شروع نہیں کر دیتا۔ ایک اتھلیٹ بننے تک ایک لمبا سفر کرنا پڑتا ہے۔ عبید اللہ علیم نے کیا خوب کہا کہ

یونہی قامت وہ قیامت نہ ہؤا
ہر ادا ایک ادا سے آئی

اسی مجاہدے پر ہی تو ثواب مترتب ہے۔ ابو الخیر کہتا ہے کہ

باز آ، باز آ، ھر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صدبار اگر توبہ شکستی، باز آ

یعنی واپس آ، واپس آ۔ تُو جیسا بھی ہے واپس آ۔ کافر ہے، آتش پرست ہے، یہودی ہے یا بت پرست بھی ہے واپس آ۔ یہ میرا در ہے، یہاں مایوسی گناہ ہے۔ سو بار بھی اگر توبہ توڑ چکا ہے تو پھر بھی واپس آ۔

توبہ کی کمزوری کو مضبوط کرنے میں جو کوشش ہے وہی تو اللہ کو پسند ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے نماز کو قائم کرنے میں ثواب رکھا گیا ہے۔ نماز بھی توبہ کی ایک شکل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی نماز کی دعا اپنے بچپن کی ساتھی سے کروائی تھی: "دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔"

توبہ جو نماز کی صورت ہے، اس کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس اقتباس کا میری زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ہؤا یہ کہ حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات تھی۔ میں نے بہت درد دل سے اپنی کمزور نماز کا معاملہ پیش کیا کہ نماز میں یکسوئی میسر نہیں ہوتی۔ حضور انور نے نہایت مختصر مگر جامع جواب عنایت فرمایا: "کوشش کرتے رہیں!" میری شامتِ اعمال نے میری تسلی نہ ہونے دی۔ ایسا لگا کہ حضور شاید میرا درد سمجھ نہیں سکے۔ مغرب کی نماز پر درس میں ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس تھا، جو میں پیش کر رہا ہوں:

اقامتِ صلوٰۃ

"اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے: وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرہ 4:2) یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے۔ یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے۔ یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اسے مقابلہ ہوتا ہے جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گری پڑتی ہے، جس کو اس نے کھڑا کر دیا ہے۔ جب اس نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو ایک ہجوم وساوس ہے جو اس کے حضورِ قلب میں تفرقہ ڈال رہا ہے۔ وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور و ذوق کے لیے لڑتا مرتا ہے، لیکن نماز جو گری پڑتی ہے، بڑی جان کنی سے اسے کھڑا کرنے کی فکر میں ہے۔ بار بار اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لیے دعا مانگتا ہے اور ایسے صراط مستقیم کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جائے۔ ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے، جو خدا کے آگے گڑ گڑاتا ہے، روتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف 177:7) ہو رہا ہوں۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنی ہوتی ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہو گا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کی منشا کچھ اَور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا؟ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ ثواب اس وقت تک جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جدوجہد سے وساوس کا مقابلہ ہے، لیکن جب ان میں ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم و صلوٰۃ تقویٰ کے تکلّف سے بچ کر صلاحیت سے رنگین ہو گیا، تو اب صوم و صلوٰۃ اعمال نہیں رہے۔ اس موقع پر انہوں نے سوال کیا

کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے؟ کیونکہ ثواب تو اس وقت تھا جس وقت تک تکلّف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے، جو اس کے لیے قرۃ العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحات 26-25 آن لائن ایڈیشن)

میں نے اسی وقت مدرس صاحب سے اس اقتباس کی نقل حاصل کر لی اور حضور کی خدمت میں ارسال کر دی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح امام وقت کی تائید و راہنمائی فرماتا ہے۔

گویا نماز شروع میں دوائی اور بعد میں مٹھائی ہو جاتی ہے۔ جس طرح نماز قائم کرنے کی کوشش اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اسی طرح توبہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کا بھی ثواب ہے۔ جس طرح نماز قائم ہو کر نقد بہشت بنتی ہے تو اسی طرح توبہ بھی توبۃ النصوح بن کر غذا ہو جاتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل حضور انور ایدہ اللہ کی بچوں سے ملاقات میں ایک نوجوان نے سوال کیا کہ کیسے پتہ چلے گا کہ توبہ قبول ہے؟ جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر انسان وہ فعل دوبارہ دہرائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی توبہ ابھی قبول نہیں ہوئی اور اس میں اب بھی خامیاں ہیں تو اسے چاہیے کہ وہ انہیں دور کرنے کی کوشش کرے۔ ٹھیک ہے؟ شیطان پر دسترس حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان مستقل طور پر استغفار پڑھتا رہے۔ اس کے معانی کو سمجھنا چاہیے۔ محض منہ سے الفاظ دُہرانا کافی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کی دوسری دعائیں بھی قبول فرمائی ہوئی ہوں اور وہ ہر قسم کی بدی کو کلیۃً ترک کر چکا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ (کوئنز نیویارک کے خدام سے ملاقات مورخہ 22/اپریل 2024ء)

جب توبہ قبول ہو جاتی ہے تو گناہوں کی بستی راکھ ہو جاتی ہے اور انسان نیکیوں کے شہر یعنی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔“ (روحانی خزائن۔ جلد 19- کشتی نوح: صفحہ 21)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔“

(روحانی خزائن۔ جلد 17- اربعین: صفحہ 344)

بات یہی ہے کہ ”جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔“

آپ کی توبہ کا راستہ آپ کو عشق کی ایسی منزل کی طرف لے جائے گا جس کی راہ میں کانٹے بھی مخملیں ہو جاتے ہیں، زخم پھول لگتے ہیں، غم کو سہنا مزا دینے لگتا ہے، ذلّت و رسوائی اعزاز لگتی ہے۔

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلّت سے ہو راضی اس پہ سو عزّت نثار

توبہ کی استقامت کے لیے بہائے ہوئے آنسوؤں کی قدر و منزلت خدا خود جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم گناہ کے بعد پشیمانی کے آنسو نہ بہاؤ تو میں تمہاری صف لپیٹ دوں اور نئی قوم لے آؤں جو گناہ کرے اور آنسو بہائے۔ (بخاری)

ایک حدیثِ قدسی سامعین نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبانی سن رکھی ہوگی کہ ایک شخص سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے فلاں فلاں گناہ کیے تھے؟ وہ (تائب) شخص ان گناہوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے ان گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ تم جنت میں جاؤ۔ بندہ خوشی اور حوصلہ میں مزید بڑے گناہوں کا بھی اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اعلیٰ مقام پر چلے جاؤ۔

قارئین کی توجہ ایک بار پھر ابتدائی آیت کی طرف دلانا چاہوں گا:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الفرقان 25:71) سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرتے ہیں، ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اب تک جو بیان ہو چکا ہے اسے نظریہ (Theory) خیال کرتے ہوئے عملی تجربہ (پریکٹیکل) شروع کر دیں۔ یعنی دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش کو

ضرور پھل عطا فرمائے گا، اپنے نشانات سے نوازنا شروع کر دے گا۔ آپ کو ہر راہ خدا کی طرف جاتی نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہیں خود دکھائے گا۔

چشم مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرہ2:46) صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ آپ کو توبہ اور نماز لازم وملزوم نظر آئیں گی۔ نماز کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ نماز کو غور سے پڑھنے کی کوشش کی جائے تو سالوں درکار ہوں گے۔ پھر بھی احاطہ ناممکن ہے۔ نماز بھی کلمۃ اللہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکہف110:18) تُو کہہ دے کہ اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں تو میرے کلمات ختم نہ ہوں اگر ایسے اور بھی آویں۔

سورۃ فاتحہ کی مثال سامنے ہے۔ راقم کو اس سورت کی باقاعدگی سے تلاوت کرتے 45 سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ آج بھی اس کے کئی پہلو الگ سے نئے رنگ میں نظر آجاتے ہیں۔ اس وقت ذہن میں نماز کا ایک حصہ آرہا ہے کہ دو سجدوں کے درمیان کی دعا۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي۔ اے میرے رب اپنی چادر رحمت میں ڈھانپ لے۔ رحمت کرتے ہوئے میرے گناہ بخش دے۔ عافیت میرے نصیب کر۔ جب بھی توبہ ٹوٹے تو جوڑ دے۔ مجھے اپنی محبت عطا فرما جو اس جہان میں بھی ہو اور اگلے جہان میں بھی ہو اور مجھے ملاقات نصیب کر۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی: یارسول اللہ! مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ زندگی گزارنا مشکل ہو رہا ہے۔ میری موت کا حکم صادر فرمادیں۔ میں سزا کا طلب گار ہوں۔ لیکن اس مجسم رحمت نے بات سنی ان سنی فرمادی۔ اس شخص نے دہرایا مگر آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ اسی اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اس شخص نے بھی ساتھ ہی نماز پڑھنے کی توفیق پائی۔ نماز کے بعد اس نے پھر حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہارا گناہ معاف ہو گیا ہے۔ گویا دو حقیقی نمازوں کے درمیان کی گئی لغزش مغفرت کی چکی میں پس کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگ سے بچانے کے لیے گویا کئی فلٹر لگا رکھے ہیں۔ ایک نماز سے دوسری نماز تک کا وقفہ، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کا وقفہ اور پھر ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کا دورانیہ اور پھر آخر میں حج ساری عمر کے لیے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی بندہ آگ کا مستحق قرار پاتا ہے تو وہ تکبر کا ہی نتیجہ ہو سکتا ہے کہ مجھے کسی توبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک فارسی الہام کا ذکر ملتا ہے جو یوں ہے کہ

این مشتِ خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

یہ (انسان) ایک مشت خاک ہی تو ہے۔ اگر اسے نہ بخشوں تو کیا کروں۔

لہٰذا حقیقی توبہ تو توبۃ النصوح کی منزل پر پہنچا کر وہ مقام دلائے گی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس63:10) یعنی اعلان ہے کہ اللہ کے ولی نہ خوفزدہ ہوں گے نہ ہی غمگین۔ یہی نقد بہشت ہے اور اسی مقام پر نفس اطمینان پا جاتا ہے اور یہیں سے نفسِ مطمئنہ کی حالت کا آغاز ہوتا ہے۔ توبہ کے مضمون کو اس رنگ میں جاننے کے بعد سعید فطرت انسان میں توبہ کی توفیق پا جانے کی طمع پیدا ہونا ایک فطرتی امر ہونا چاہیے۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ اگر بشیر ہے تو ساتھ ہی نذیر بھی ہے۔ اس کا جمال اگر ہمیں اپنا گرویدہ بنالیتا ہے تو اس کا جلال بھی اس کی ایک صفت ہی ہے۔ نذیر یعنی محتاط کرنے والا۔ جیسے کسی مشین کا موجد اس مشین کے نقصان سے بچنے اور فوائد حاصل کرنے کے لیے ہدایات بھی دیتا ہے تاکہ اس مشین کو استعمال کرنے والا ان ہدایات پر عمل کر کے اس مشین کے غلط استعمال اور اس میں پوشیدہ خطرناک پہلوؤں سے بچ کر رہے۔ یہ صفتِ نذیر ہے جو اللہ تعالیٰ نقصان سے بچنے کے لیے انسانوں کو اپنی ہدایات سے نوازتا ہے اور غلط کاموں سے محتاط اور بچ کر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ وگرنہ جیسے ایک مشین کے استعمال کی ہدایات کو نظرانداز کرنے سے آپ بجائے فائدہ اٹھانے کے کسی بڑے نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف اگر آپ نور حاصل نہیں کریں گے تو نور کا عدم اندھیرا آپ کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور یہ وہ روحانی ظلمت ہے جو اس جہاں میں روحانی حد تک رہے گی مگر اگلے جہاں میں گویا جسمانی شکل اختیار کر لے گی۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے کہ وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل73:17) اور جو شخص اس جہان سے اندھا اٹھایا جائے گا وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا اور وہ زیادہ گمراہ ہو گا۔

اس وقت دنیا کی آبادی قریباً آٹھ ارب نفوس کے لگ بھگ ہے۔ مسلمان زیادہ سے زیادہ دو ارب ہوں گے۔ ذرا غور کریں ان میں سے کتنے احمدی ہیں جنہوں نے امام وقت کو پہچانا ہے۔ ہم کس قدر خوش قسمت ہیں کہ امام وقت کو پہچاننے اور اس

کی بیعت کی توفیق پائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار فرمایا تھا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج روئے زمین پر میں ہی اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ نمائندہ ہوں۔ اگر کوئی اَور ہے تو دعویٰ کرے۔ آج تک دنیا خاموش ہے۔ حالانکہ کم از کم مسلمان تو خلافت کی ضرورت اور اہمیت کو کسی حد تک سمجھتے ہیں۔ لہٰذا توبہ کرنے والو! اس مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال لو۔ یہ کڑا اس قدر مضبوط ہے کہ تمہارے ہاتھ کو بھی طاقت بخشے گا۔

آخر پر ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کو مزدور کیا کہ یہ سب اس کا ایک کام صبح سے رات تک مقررہ اجرت پر کریں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے یہ کام دوپہر تک کیا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری اس مزدوری کی ضرورت نہیں ہے جو تم نے ہم سے طے کی ہے بلکہ جو کام ہم نے کر دیا وہ بھی غلط رہا۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ اپنا کام پورا کر لو اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ آخر اس نے دوسرے مزدور لگائے اور ان سے کہا کہ باقی دن پورا کر لو تو میں تمہیں وہی مزدوری دوں گا جو پہلے مزدوروں سے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا، لیکن عصر کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے جو تمہارا کام کر دیا ہے وہ بالکل بیکار رہا۔ وہ مزدوری بھی تم اپنے ہی پاس رکھو جو تم نے ہم سے طے کی تھی۔ اس شخص نے ان کو سمجھایا کہ اپنا باقی کام پورا کر لو۔ دن بھی اب تھوڑا ہی باقی رہ گیا ہے، لیکن وہ نہ مانے، آخر اس شخص نے دوسرے مزدور لگائے کہ یہ دن کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس میں یہ کام کر دیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے سورج غروب ہونے تک دن کے بقیہ حصہ میں کام پورا کیا اور پہلے اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی سب ان ہی کو ملی۔

(صحیح البخاری کتاب الاِجارۃ حدیث 2271)

توبہ کرنے والے کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ خواہ وہ آخر عمر میں توبہ کرے۔ تو عین ممکن ہے کہ اس کو پوری عمر کی مزدوری مل جائے۔ لہٰذا امید رکھتے ہیں کہ آخر عمر کی توبہ بھی اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی مقبول ہو کہ جیسے دَورِ جوانی کی۔

اِطاعتِ خلافت

شہلا احمد

اطاعت میں خلافت کی ہم نے کیا شب و روز بتائے ہیں؟
اخلاص کے اور عقیدت کے جذبات دلوں میں سمائے ہیں

قربت کے بعد جدائی ہمارے لئے بے حد مشکل ہے
انہیں مل کر ہی چین آئے گا جو دوری میں کملائے ہیں

جو اُس بستی میں رونق ہے دنیا کے کسی گوشے میں نہیں
کس دل سے وہاں سے آئے ہیں یا پھر دل ہی دے آئے ہیں

چاہت ہے سمندر کی مانند جو گہری اور وسیع بے حد
جب بیعت کی دل بیچ دیا پھر عشق میں کب گھبرائے ہیں

میں اور میرے دل کی باتیں کیا دعوے اور کیا وعدے
ہم پیار میں پاگل لوگوں کو کیا ہیرے موتی سرمائے ہیں

جو خط اس نے بھجوائے ہیں انمول ہیں ہیروں سے بڑھ کر
جاں بخش حسین دعاؤں سے دل جھومے ہیں اترائے ہیں

اے دل مضطر تو اس کو سن ، بس ویسا کر جو وہ چاہے
پھر کاش تو ان میں شامل ہو جو اس کے پیار کے سائے ہیں

رمضان مبارک

طاہرہ زرتشت نازؔ

اے اہلِ چمن تم کو یہ رمضان مبارک
لایا ہے یہ افضال کے باران مبارک
مانگو جو ملے گا، ہے بڑے جوش میں رحمت
بھر دے گا جو خالی ہیں وہ دامان مبارک
غفلت میں گزر جائیں نہ دن فضل و کرم کے
نعمت ہیں یہ دن اُس کے یہ احسان مبارک
موقع ہے کہ اعمال کو ہم اپنے سنواریں
صیام کے حاصل کریں فیضان مبارک
تقوٰی پہ ہے موقوف ہر اِک شخص کی بخشش
دیتا ہے خبر ہم کو یہ قرآن مبارک
قرآن پڑھیں معنٰے و مفہوم کو سمجھیں
ہے اس میں ہی ہر درد کا درمان مبارک
دیتا ہے جواب اس کو، جو کوئی بھی پکارے
ہے میرے خدا کا یہی فرمان مبارک
وہ کام کریں جس سے خدا ہم سے ہو راضی
ہم کو بھی ملے اُس کی یہ رضوان مبارک
سُن لے مرا خالق جو سبھی میری دعائیں
ہو نازؔ کے ہر درد کا درمان مبارک

عید مبارک

اَللّٰہُ اَکْبَر ، وَاللّٰہُ اَکْبَر ، وَلِلّٰہِ الْحَمْد

تکبیری الاپ

جمیل الرحمٰن

امیر المؤمنیں کو دوستوں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
خدا برکت دے سب کی زندگی میں
کٹے ہر پل اُسی کی بندگی میں
ہر اک نعمت بہم ہو منعموں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
میسّر سب کو نفسِ مطمئن ہو
یہی ہے آرزو ایسا بھی دن ہو
ملے جنت یہیں پر سالکوں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
قفس میں آج ہیں۔ جتنے بھی یوسف
دعاؤں میں ہمیں ۔ وہ یاد ہیں سب
سلامِ عشق اُن زندانیوں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
حضورِ عشق میں دل نذر کرکے
جو ہوجاتے ہیں یارو اُس کے در کے
نویدِ وصل ہو اُن عاشقوں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
کوئی مانے نہ مانے یہ صداقت
جمیلؔ اسلام ہے اب احمدیت
خدا ملتا ہے اُس کے طالبوں کو
مبارک عید ہو سب مومنوں کو
امیر المؤمنیں کو دوستوں کو

امریکہ میں تبلیغِ اسلام کی ضرورت

ملک طارق محمود، مربی سلسلہ

اسلام ایک دائمی مذہب ہے جسے ابد الآباد تک قائم رہنا ہے۔ اسی لیے یہ تمام عالم میں مستقل تبلیغ کا متقاضی ہے۔ تاہم اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں، جس کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت وجود سے ہوا امریکہ میں تبلیغ کرنے کی ایک خاص اہمیت ہے۔ قرآن کریم، آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی، حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور خلفائے کرام کے فرامین کے مطابق منشائے الٰہی میں 'لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ' کا نظارہ دکھائے جانے کا اسی خطّے سے گہرا تعلق ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم غرور میں حد سے بڑھی ہے، تقدیرِ الٰہی کے تحت یا تو صفحۂ ہستی سے مٹ کر قصۂ پارینہ بنی ہے یا اپنی جاہ و حشمت کھو کر ذلیل اقوام کی صف میں جا کھڑی ہوئی ہے۔ امریکہ وہ خطّہ ہے جس کے اہلِ حلّ و عقد کا گھمنڈ اور تکبّر تاریخ کی بلند ترین سطح پہ پہنچ چکا ہے۔ جہاں کرسئ صدارت پر متمکّن حکمران کبھی تو اپنی قوم کو پیدائشی طور پر دیگر اقوام سے اعلیٰ قرار دیتے ہیں تو کبھی کمزور ممالک کے قدرتی وسائل پہ قابض ہونے کے لیے کسی مسلّم بین الاقوامی قانون کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کا تکبر توڑنے کا بھی ایک وقت مقرر تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ (الرحمٰن 32:55)

یعنی اے دونوں زبردست طاقتو! ہم تم دونوں کے لیے فارغ ہو رہے ہیں۔ 'فارغ ہونے' کی تشریح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ 'کچھ دن ڈھیل دے کر تم دونوں کو تباہ کر دیں گے۔'

(تفسیر صغیر، زیر آیت ھذا)

اس دَور میں روس اور امریکہ ہی دنیا کی دو بڑی طاقتیں تھیں۔ روس تو ٹوٹ گیا اور اس کی تاریخ ایک کھلا باب ہے۔ اب امریکہ کی تباہی نوشتۂ دیوار ہے اور اگر یہ ملک اپنی ظالمانہ کارروائیوں میں اسی طرح بڑھتا رہا تو کوئی طاقت اس کو تباہ ہونے سے بچا نہیں سکتی۔

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مغرب میں اسلام پھیلنے کے حوالے سے جو پیش خبری دے رکھی ہے وہ اس مشہور حدیث میں ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَلِكَ حِينَ لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے نہیں طلوع کرے گا اس وقت تک وہ گھڑی برپا نہ ہوگی۔ جب لوگ اس نشان کو دیکھیں گے جو بھی اس زمین پر ہوں گے ایمان لائیں گے۔ پھر یہ وہ وقت ہوگا جب کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب نمبر 9، حدیث نمبر 4635، جلد نمبر 10، صفحہ نمبر 301)

قرآن و حدیث کی مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے انذاراً ان قوموں کو متنبہ کیا ہے اور حدیث نبوی میں اسلام کے لئے عظیم خوشخبری کا بیان بھی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ امریکہ میں فریضۂ تبلیغ زیادہ سے زیادہ مؤثر رنگ میں انجام دیا جائے تاکہ جتنے لوگوں کی روحانی زندگی اللہ کے حضور مقدر ہے انہیں دربارِ الٰہی میں لایا جاسکے اور عظیم تباہی کے بعد جو لوگ بچیں ان کو علم ہو کہ قربِ الٰہی اسلام کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھنے سے ہی وابستہ ہے۔

سو امریکہ میں تبلیغ کرنے کی پہلی غرض یہ ہے کہ یہاں کے رہنے والوں تک جلد اسلام کا پیغام پہنچایا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ، رسول پاک ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفائے کرام کے فرامین کے مطابق اس قوم کے لیے ایک بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا مقدر ہے۔

ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کرام کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن میں امریکیوں کے قبولِ اسلام کی نہ صرف پیشگوئی کی گئی ہے بلکہ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ فی زمانہ بھی امریکی اسلام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی۔ اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی

نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔“

(ملفوظات، جلد ہفتم، صفحہ 341)

”وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 13 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خبر دی کہ

”میں تجھے ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا ایک گروہ تو ان میں سے پہلے مسلمانوں میں سے ہو گا اور دوسرا گروہ ان لوگوں میں سے ہو گا جو دوسری قوموں میں سے ہوں گے یعنی ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے یا کسی اور قوم میں سے“ ...

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 105)

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش اَلوِداع

پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نِثار

”لاکھوں انسانوں نے مجھے قبول کر لیا اور یہ ملک ہماری جماعت سے بھر گیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ملک عرب اور شام اور مصر اور روم اور فارس اور امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک میں یہ تخم بویا گیا اور کئی لوگ ان ممالک سے اس سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آتا جاتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان مذکورہ بالا ممالک کے لوگ بھی اس نورِ آسمانی سے پورا حصہ لیں گے۔“

(روحانی خزائن جلد 21، براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 96)

”اب ایک ہوا چل پڑی ہے جیسے ہمارے دلوں میں ڈالا ہے کہ مسیح مر گیا ویسے ہی اب ان کے (اہل یورپ و امریکہ کے) لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔“

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 309)

”اب خدا چاہتا ہے کہ اس کی توحید دنیا میں قائم ہو اور اسی کا تصرّف تمام دنیا پر اور لوگوں کے دلوں پر رہے۔“

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 354، آن لائن ایڈیشن 2022ء)

”یہ لوگ (اہل امریکہ و یورپ) غور کرتے ہیں اگرچہ سب نہیں کرتے مگر ایسے پائے تو جاتے ہیں جو کرتے ہیں جس حال میں کہ وہ مانتے ہیں کہ مسیحؑ کے دوبارہ آنے کا یہی زمانہ ہے اور اس کی موت کے بھی قائل ہیں تو دیکھ لو کہ وہ لوگ کس قدر قریب ہیں اس قوم کا اقبال اب بڑھ رہا ہے۔“

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 143)

”خداوند کریم نے لاکھوں دلوں میں ہماری نسبت اخلاص اور محبت کو ڈال دیا ہے یہاں تک کہ امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں بھی بہت سی شہرت دے کر کئی نیک خیال اور بہت عمدہ سنسکرت دان لوگوں کو اس طرف رجوع دے دیا ہے۔“

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2، صفحہ 399)

”کیا یہ تھوڑا نشان ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے نہ لیکچرار اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے۔ بھلا اگر ان کو طاقت ہے تو روک دیں۔ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو ادھر رجوع دلا رہا ہے۔ مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی۔ یورپ میں تحریک ہے۔ امریکہ میں تحریک ہے۔“

(ملفوظات، جلد ششم، صفحہ 298 آن لائن ایڈیشن 2022ء)

”آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اول خواہش مند ہوتے ہیں جو اس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر ان کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلے کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علم فراست کے ذریعے سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 366)

اس کے علاوہ آپؑ نے شحنۂ حق صفحہ 372، 373، اور صفحہ 439 تا 443 پہ سینٹ لوئیس، مسوری کے رہنے والے ایک امریکن مکرم الیگزنڈر آر۔ ویب کے دو خطوط بھی درج کیے ہیں جو حضورؑ کے لئے اخلاص سے لبریز ہیں۔ نیز ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 492 پر بھی اہلِ امریکہ کے اسلام میں دلچسپی لینے کا اظہار فرمایا ہے۔

آسماں پر دعوتِ حق کے لیے اِک جوش ہے

ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 106 تا 107 پر نیویارک کے ایک باشندے ایف۔ ایل۔ اینڈرسن کے احمدیت قبول کرنے اور فلاڈیلفیا کے باشندے اے۔ جارج بیکر کے آپؑ سے متفق ہونے اور جماعت کے ثناخواں ہونے کا

ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح آپؑ ایک امریکی خاتون، جو ہر وقت آپؑ کی تصویر دیکھتی رہتی تھیں اور جسے آپؑ کی تصویر حضرت مسیحؑ سے مشابہ لگتی تھی، کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''دن بدن ان ممالک میں ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے قدرتی طور پر ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور تعجب ہے کہ وہ خود بخود ہمارے سلسلے سے مطلع ہوتے جاتے ہیں اور خدائے کریم و رحیم و حکیم ان کے دلوں میں ایک اُنس اور محبت اور حسنِ ظنّ پیدا کرتا جاتا ہے اور صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلے میں داخل ہونے کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 107)

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے والی پیشگوئی کے متعلق فرماتے ہیں:

''ہم دیکھتے ہیں کہ جُوں جُوں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت قریب آتا جاتا ہے مغرب کا لفظ یورپ سے نکل کر امریکہ کی طرف جانے لگ جاتا ہے دولت اس کی طرف جھک رہی ہے سیاسی فوقیت اسے حاصل ہو رہی ہے اس سے ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ امریکہ سے ہی سورج چڑھائے۔ گو انگریز بھی اس سے حصہ لیں گے کیونکہ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے مگر امریکہ کا اس میں بہت بڑا حصہ ہو گا۔''

(زرّیں ہدایات، جلد اوّل، صفحات 328 تا 329)

یہ سمجھنے کے لیے کہ دنیا کی دو بڑی طاقتوں سے نپٹنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے فارغ ہونے اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا آپس میں کیا تعلق ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے معنی سمجھ لئے جائیں۔

سورۃ الکہف میں اسلام کے یورپین اقوام میں پھیلنے کی پیشگوئی اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا مطلب

حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک اس سے مراد مغربی ممالک میں تبلیغ اور ان کی اصلاح کرنا اور نتیجۃً ان کا اسلام قبول کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَاَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۔ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا (الکہف 18:86-89)

یعنی جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے۔ ہر ایک طرح کے سامان دیے جائیں گے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑے گا یعنی وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لیے کمر باندھے گا۔''

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 120)

حضرت مسیح موعودؑ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی تشریح میں مزید فرماتے ہیں:

''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔ سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہی لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظرِ رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحات 376 تا 377)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے معنے یہ کیے ہیں کہ اس وقت اسلام اور ایمان کے غلبہ کے آثار شروع ہو جائیں گے اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں.. پھر وہ زمانہ بھی آجائے گا جب اس پیشگوئی کا دوسرا بطن پورا ہو گا اور مغرب سے اسلام کے مبلغ نکلنے شروع ہوں گے اور مغرب میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بجائے اسلام کو مٹانے کے اسلام کی تبلیغ کے لیے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ پھر وہ زمانہ بھی آئے گا جب اس دنیا پر صرف اَشرار ہی اَشرار رہ جائیں گے اور جسمانی سورج بھی مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرے گا اور دنیا تباہ ہو جائے

گی یہ سارے بطن ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔"

(زرّیں ہدایات، جلد دوم، صفحات 282 تا 283)

یعنی ذوالقرنین (مسیح موعودؑ) کے مغرب میں پہنچنے اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے درج ذیل چار معانی ہیں۔

1۔ مسیح موعود کا مغربی ممالک کی اصلاح کرنا

2۔ مغربی ممالک کے لوگوں کا اسلام قبول کرنا

3۔ مغرب سے اسلام کے مبلغین کا نکلنا

4۔ جسمانی سورج کا بھی مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرنا

حضرت مسیح موعودؑ نے صرف امریکہ کی بجائے "یورپ اور امریکہ" میں اسلام کے لیے زمین کے تیار ہونے کا بکثرت ذکر فرمایا ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اب مغرب سے ترجیحاً امریکہ ہی مراد ہے۔ سو آپ نے امریکہ جانے والے مبلغین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں اپنے امریکہ کی طرف جانے والے عزیزوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ میرے نزدیک اسلام کا مستقبل اور دنیا کا بھی بہت کچھ مستقبل امریکہ سے تعلق رکھتا ہے اس میں شبہ نہیں کہ پرانی دنیا میں انگلستان کو خاص اہمیت حاصل ہے سیاسی بھی اور مذہبی بھی سیاسی اس لحاظ سے کہ برطانیہ دنیا کے بہت بڑے حصے پر قابض ہے اور مذہبی اس لحاظ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں اسلام کی اشاعت کے لیے اسے چنا ہے... مگر باوجود اس کے ایک خیال ہے جو میرے دل میں آتا ہے اور جو میرے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے کہ آخری زمانے میں سورج مغرب سے نکلے گا۔ ہم اپنے پرانے خیال اور پرانے دستور کے مطابق جو ملک میں رائج ہے اور پرانے محاورے کی وجہ سے جو مغرب سے وابستہ ہے یورپ کو مغرب قرار دیتے چلے آئے ہیں اور واقعہ میں یورپ مغرب ہے مگر مغرب نسبتی امر ہے اور اب یہ بدلتا جاتا ہے اس سے مراد امریکہ لیا جاتا ہے یہ تغیّر چند سال سے شروع ہؤا۔ 15، 20 سال سے زیادہ اس تغیّر کی عمر نہیں ہے مگر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مغرب کا مفہوم بدلتا جارہا ہے یورپین اخبارات میں ممالک کے لحاظ سے مغرب کا لفظ اسی طرح استعمال کیا جاتا تھا جس طرح ہمارے ہاں استعمال کیا جاتا تھا مگر اب وہ مغرب کا لفظ امریکہ کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں اور مغرب کی طرف سے سورج نکلنے کا مطلب یہ تھا کہ ایسے ملک کو اسلام کی طرف توجہ کرنے کی توفیق ملے گی جس کا اثر ساری دنیا پر گہرا پڑ رہا ہو گا اب دنیا پر سب سے زیادہ اثر رکھنے کا خیال بھی امریکہ کی طرف منتقل ہو رہا ہے... تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے منشا کے ماتحت امریکہ مغرب کے لفظ کا زیادہ مستحق ہے اور جب مغرب کہلانے کا امریکہ زیادہ مستحق ہے تو سورج چڑھنے کا بھی وہی زیادہ مستحق ہے۔"

(زریں ہدایات، جلد اول، صفحات 326 تا 328)

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی دوسری ضرورت اس زمانے میں تبلیغ کے حوالہ سے منشائے الٰہی کو پورا کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ منشاء خود ہمارے خلفائے کرام کی توجہ اس طرف مبذول کروا کر ظاہر فرمائی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی ایک رؤیاء بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"موجودہ حالات اور ایک رؤیا کے ماتحت مجھے تبلیغ کی طرف خاص خیال پیدا ہؤا۔ وہ رؤیا یہ ہے میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کہیں سے تیزی کے ساتھ گھر میں آئے ہیں۔ اور میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ اتنی دیر کے بعد آئے ہیں اب کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا۔ میں پانچ سال امریکہ رہا ہوں اور اب حکم ہؤا ہے کہ بخارا جاؤں۔ اس سے میں نے سمجھا ہے کہ امریکہ حق کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے اور بخارا تیار ہو رہا ہے اس لیے ایک ایک مشن وہاں ضرور قائم ہونا چاہیے۔"

(انوار العلوم، جلد 4، خطاب جلسہ سالانہ 17 مارچ 1919ء، صفحہ 421)

حضرت مفتی محمد صادقؓ 26 یا 28 جنوری 1920ء کو لِورپُول انگلستان سے بذریعہ بحری جہاز 15 فروری 1920ء فلاڈلفیا امریکہ پہنچے جہاں امیگریشن حکام نے انہیں ایک مکان میں قید کر دیا اور امریکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پانے کے بعد فرمایا:

"امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہو گی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے ہم امریکہ کے اردگرد علاقوں میں تبلیغ کریں گے۔ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے۔ اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔"

(الفضل 15/اپریل 1920ء، صفحہ 12)

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ امریکہ ہی اس زمانے میں مغرب کہلانے کا زیادہ مستحق ہے اور امریکہ میں اسلام پھیلے گا اور

امریکہ کا اثر یورپ پر بھی ہو گا۔ لندن میں مسجد فضل کی تعمیر کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم رؤیا میں آپ کی راہنمائی فرمائی۔ یہ رؤیا ایسی عظیم الشان تھی کہ حضورؓ نے فرمایا کہ اس میں مجھے اللہ تعالیٰ کی رؤیت نصیب ہوئی ہے۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

"تیسری دفعہ آج مجھے خدا تعالیٰ کی رؤیت ہوئی ہے۔ جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہی ہے کہ میں مسجد لندن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دوزانو بیٹھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا جماعت کو چاہیے کہ 'جد' سے کام لیں 'ہزل' سے کام نہ لیں، 'جد' کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ 'ہزل' اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جماعت کو چاہیے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے ہنسی اور محض واہ واہ کے لیے کوشش نہ کرے۔"

(الفضل 22/ جنوری، 1920، صفحہ 8)

امریکہ سمیت مختلف ممالک سے جماعت کی مدد کے لیے موج در موج لوگوں کے آنے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی ایک رؤیا یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"اسی قسم کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے رات رؤیا میں ایک خوشخبری دی اور وہ خوشخبری میں چاہتا ہوں جماعت کو آج بتا دوں کیونکہ وہ دراصل جماعت کی ہی خوشخبری ہے۔

میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور جس طرح طوفان میں موج در موج لہریں اٹھتی ہیں، اس طرح لکھوکھا آدمی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے وہ جماعت کی امداد کے لیے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ یہ نظارہ مسلسل اسی طرح رؤیا میں دکھائی دیتا رہا اور بعض دفعہ بعض ملکوں کی بھی نشاندہی ہوئی اور اس وقت مجھے تعجب بھی ہوا کہ بظاہر تو ان کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں مثلاً امریکہ کے مغرب سے بھی جو سان فرانسسکو اور لاس اینجلس وغیرہ کا علاقہ ہے۔ مغربی ساحل، کیلیفورنیا سٹیٹ ہے جو زیادہ تر مغرب میں شمالاً جنوباً چلتی ہے اس طرف سے بھی لاکھوں آدمی جماعت کی مدد کے لیے دوڑے آرہے ہیں اور باہر کی دنیا سے بھی۔ مشرق میں بھی یہی نظر آرہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ لہریں اٹھ رہی ہیں۔ اس نظارے کے بعد جو بالعموم ایک تموّج کی شکل میں تھا یعنی انسان دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ موج در موج مخلوقِ خدا جماعت کی مدد کے لیے متوجہ ہو رہی ہے۔ بلکہ ایک دفعہ یوں لگا کہ جیسے میں کہوں کہ بس کافی ہو گئی بس کرو اتنی ضرورت نہیں۔ لیکن لہریں پھر اٹھتی ہوئی دوبارہ ساحل سے ٹکرا کر جس طرح چھلک کر باہر آپڑتی ہیں، اسی طرح میں نے ان کو دیکھا۔ تو بیک وقت یہ احساس ہونے کے باوجود کہ یہ انسانی مدد ہے، نظارہ وہ موجوں کا سا رہا، جب رؤیا سے آنکھ کھلی تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام تعبیر کے طور پر میری زبان پہ جاری تھا کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ (تذکرہ، صفحہ 39) کہ تیری نصرت خدا کے ایسے مردِ میدان بندے کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود وحی کے ذریعے اس بات پر آمادہ فرمائے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس نئی صدی کے پہلے سال میں اس رؤیا کا دکھایا جانا محض کسی عارضی مفاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آئندہ زمانے میں جماعت کی نصرت کا خیال قوموں میں لہر در لہر، موج در موج اٹھے گا اور مختلف ملکوں میں خدا تعالیٰ غیروں کے دل میں بھی جماعت کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونے کے لیے ایک حرکت پیدا کرے گا ایک توجہ پیدا فرمائے گا اور کثرت کے ساتھ انشاءاللہ جماعت کو ایسے انصار ملیں گے جو جماعت سے نہ بھی تعلق رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع (یعنی وحی بعض دفعہ خفی بھی ہوتی ہے ضروری نہیں کہ الہام کی شکل میں لفظوں میں وہ ظاہر ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے چلنے والی تحریکات کی روشنی میں) ان کے دل جماعت کی مدد کے لیے متوجہ ہوں گے۔"

(خطبات طاہر جلد 9، صفحات 25-26، خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ جنوری 1990ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2013ء میں اپنے دورۂ امریکہ کے دوران مسجد بیت الحمید میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:

"پس اب لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر زمینیں بھی ہموار کرتی چلی جارہی ہے۔ امریکہ میں بھی اور ساتھ کے ہمسایہ ملکوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہوا چلا دی ہے۔ یہی کہا جاتا ہے کہ کیلیفورنیا میں تو اب ہسپانوی لوگوں کی اکثریت ہو چکی ہے جن میں بظاہر یہ لگتا ہے کہ مذہب کی طرف رجحان بھی ہے، لیکن اب ان کو سچے مذہب کی تلاش ہے۔ پس اس علاقے کے لیے ایک خاص پروگرام بنانا چاہیے اور یہاں رہنے والوں کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔... یہ تو یقیناً الٰہی تقدیر ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے گئے غلبہ کے وعدے کو پورا فرمانا ہے لیکن اگر ہم اس وعدے کے پورا ہونے کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو پھر یہاں رہنے والے ہر احمدی کو اپنی سوچوں کا دھارا اُس کے مطابق کرنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔" (خطباتِ مسرور، جلد 11، صفحہ 277، خطبہ جمعہ فرمودہ

10/مئی 2013ء)

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی تیسری غرض

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی تیسری غرض تبلیغ کے واسطے مواقع اور سہولیات سے بھرپور فائدہ اٹھانا ہے۔ ملفوظات میں 16/جنوری، 1907ء کو سیر کے دوران ہونے والی بات چیت ان الفاظ میں درج ہے:

"آج حضرت اقدس مسیح موعودؑ سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی صاحب نے مسیح موعود کے بارہ میں ایک حدیث نواس بن سمعان کی... جو حاشیہ مسند احمد بن حنبل پہ چڑھی ہوئی ہے (کے) دو جملے پیش کیے۔ ایک جملہ ہے 'تُقْبَضُ لَهُ الْاَرْضُ' یعنی مسیح موعودؑ کے لیے زمین طے کی جاوے گی جس سے ریل و آگبوٹ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے انہی ذرائع سے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں انہی ذرائع سے شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ بیشک اس سے پہلے کسی مامور من اللہ کے لیے ایسا طیّ الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر ہوئے تھے۔"

(ملفوظات جلد نہم، صفحات 76-77، ایڈیشن 2022ء)

یوں تو اس ترقی یافتہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قریباً ساری دنیا کو سفر، رسل و رسائل، ذرائع مواصلات اور دیگر ایسی سہولیات میسر فرمادی ہیں جن سے تبلیغ کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ مثلاً ذرائع آمد و رفت، پریس، پریس میں استعمال ہونے والی جدید مشینری، روایتی لائبریریوں کے علاوہ ڈیجیٹل لائبریریاں، چند لمحوں میں کتب پوری دنیا میں کہیں بھی بھیجنے کے لیے انٹرنیٹ کی سہولت، کمپیوٹر، بے شمار ایپس جو آڈیو یا ویڈیو کی شکل میں رابطہ کرنے کے لیے موجود ہیں، سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز، ریڈیو، ٹیلیویژن، ٹیلیویژن کے پروگرام ریکارڈ کرنے کے لیے بے شمار جدید مشینیں اور سوفٹ ویئر، تراجم کرنے کے لیے جدید سوفٹ ویئر وغیرہ۔

لیکن امریکہ میں بہ نسبت دیگر ممالک کے مذہبی آزادی زیادہ ہے۔ اس لئے میری عاجزانہ رائے میں ہمیں اس آزادی کی قدر کرتے ہوئے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ جس تیزی سے امریکہ کے حالات بدل رہے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آزادی کب تک قائم رہے۔

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی چوتھی غرض امنِ عالم کا قیام، نیک روحوں کو بچانا اور ممکنہ جنگ کے بعد عامۃ الناس کو سچے خدا کا پتہ دینا ہے۔

یہ ملک اپنے تکبر اور ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے ہر گزرتے دن کے ساتھ نہ صرف خود تیسری عالمی جنگ کی ہولناک تباہی کی طرف بڑھتا جارہا ہے بلکہ ساری دنیا کو اس آگ میں دھکیلنے کا موجب بھی بن رہا ہے۔ اگر ہم اس ملک کے اعلیٰ حکّام تک امن کا پیغام پہنچا کر ان کی سوچ کو بدل سکیں اور کسی طرح جنگ رُک جائے تو یہ انسانیت کی بڑی خدمت ہوگی۔ لیکن بظاہر ایسا ممکن نظر نہیں آتا۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جنگ کے نتیجہ میں یہ ملک تباہی سے دوچار ہو۔ اس صورت میں بھی ہم اسلام کی دولت بانٹ کر کچھ روحوں کو درِ مولیٰ سے رسا کر سکتے ہیں۔

اور جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہا فرما چکے ہیں، جو لوگ جنگ کے بعد زندہ بچ جائیں گے ان کو خدا کی طرف شدید توجہ پیدا ہوگی۔ سو ہماری تبلیغ کی بدولت اس وقت انہیں علم ہوگا کہ ایک جماعت تھی جو جنگ سے پہلے اس جنگ کی تباہ کاریوں سے متنبہ کیا کرتی تھی لہٰذا ہمیں اس جماعت سے رابطہ کر کے اللہ تعالیٰ سے لَو لگانی چاہیے۔ اس لئے امریکہ میں تبلیغ کرنا بہت اہم ہو جاتا ہے۔

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی پانچویں غرض اس ملک کے کثیر ثقافتی ہونے کے پہلو سے فائدہ اٹھانا ہے۔

امریکہ ایک ایسا ملک ہے جس میں قریباً ہر ملک، قوم، رنگ و نسل اور ثقافت کے لوگ رہتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بھی لوگ یہاں آنا پسند کرتے ہیں اور یہاں کی شہریت حاصل کرنا ان کا خواب ہوتا ہے۔ یہی لوگ شہریت حاصل کرنے کے بعد جب اپنے ممالک میں جاتے ہیں تو اسلام کے سفیر بن جاتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے لیے بھی ہدایت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے امریکہ میں اسلام پھیلانا کسی حد تک تمام دنیا میں اسلام پھیلانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

دنیا میں یہی ملک ہے جس کا دوسرے ممالک پر سب سے زیادہ اثر و رسوخ ہے۔ جتنا اسلام پھیلے گا، جس قدر یہاں کے حکام کی سوچ مثبت ہوگی اسی قدر یہ ملک دیگر ممالک پر کم ظلم کرے گا جس کے نتیجہ میں امن قائم ہوگا۔

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی چھٹی غرض اس قوم میں پیدا شدہ روحانی خلاء کو پُر کرنا اور امریکہ میں ہونے والی دجّالی سرگرمیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میسر آنے کے نتیجہ میں یا تو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول کر دنیا کی چکا چوند میں ہی غرق ہو جاتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہیں۔ بدقسمتی سے دوسری قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ اس قوم کی بھاری اکثریت بھی خدا سے دُور ہو گئی ہے اور دہریت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ گیلپ کے ایک سروے کے مطابق 36 فیصد امریکن دہریہ ہو چکے ہیں اور 53 فیصد کسی بھی منظم

مذہب کو چھوڑ چکے ہیں۔ جیسا کہ دجّال کی صفات میں سے ایک یہ تھی کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اس قوم نے ایسی ایسی ایجادیں کرنے کی کوششیں کی ہیں کہ گویا خدائی کا دعویٰ ہی کر دیا ہے۔ دوسری طرف مذہبی طور پر ایسا تنزّل برپا ہؤا کہ حضرت عیسیٰؑ جیسے عاجز اور پاک نبی کو خدا ہی بناڈالا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک الدَّجّال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔ الدَّجّال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا۔ جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے اور ایک عجیب نظارۂ قدرت دکھایا ہے۔ چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لیے خاتمے پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکیوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جس کو میں نے الدَّجّال کہا ہے۔ تمام مکائد اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے۔ اس آخری زمانے میں ایک گروہ کو سفلی عقل اس قدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس نے دو قسم کا دجل دکھایا۔ ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔ نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہنچا کر اُلوہیّت پر تصرف کرنے کے لیے خدا پر حملہ کیا۔ امراضِ مزمنہ کے علاج کی طرف توجہ اور ایک کا نطفہ لے کر رِحم میں بذریعہ کَل ڈالنا۔ بارش برسانے کے آلات کا ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امور اس قسم کے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرّف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے۔ جو کچھ آج کل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اس کی غرض کیا ہے؟ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لا کر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے، مُردوں کو زندہ کرنے کے، بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی تو کوشش یہ ہو رہی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضے میں آ جاوے۔

اگرچہ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ تدبیر کرنا منع نہیں ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ گناہ ہمیشہ افراط یا تفریط سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر انسان کو صرف ہاتھ لگا دو تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر اس کو ایک مکّا مار دو تو یہ گناہ ہے۔ یہ افراط ہے اور تفریط یہ ہے کہ اگر کسی کو ایک پیالہ پانی دینے کی ضرورت ہو مگر وہ اس کو ایک قطرہ دے۔

غرض موجودہ زمانے میں دجال کا بروز ایک معجون مرکب ہے۔ ایک حملہ خدا پر ہو رہا ہے اور ایک نبوت پر۔ ایک خدا کو انسان بناتا ہے دوسرا آپ ہی خدا بنتا ہے؟ کیا یہ بات سچ نہیں ہے۔ کتابیں دیکھو، اخبارات پڑھو تو پتہ لگے گا کہ کس قدر فساد برپا ہو رہا ہے۔ اور یہ دورَنگی ظلم ڈھا رہی ہے۔ یاجوج ماجوج کے فساد کی نسبت میں نے بتادیا ہے کہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ اس کو شوکت ہے۔ خدا کی طرف رجوع کرنا، امانت دیانت کا اختیار کرنا، شراب، زنا، بدنظری، قمار بازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے۔ بہت ہی تھوڑے شاید ایک آدمی فی ہزار ہو تو ہو جو بچتے ہوں گے۔“

(ملفوظات جلد اول، صفحات 406 تا 407، ایڈیشن 2022ء)

امریکہ میں تبلیغ کرنے کی ساتویں غرض امریکہ میں ظاہر ہونے والے دو عظیم الٰہی نشانات کی تشہیر کرنا ہے۔

انڈیا کے بعد امریکہ ایسا ملک ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ شرائط کے عین مطابق 1895ء میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا نشان دکھایا۔ اسی طرح اسلام کے بہت بڑے دشمن کو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں تباہ کر کے اور آپؑ کی زندگی میں ہی اسے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے تمام امریکہ کو خصوصاً اور دنیا کو عموماً صداقتِ اسلام واحمدیت کا ایک عظیم نشان دکھایا۔

میری عاجزانہ رائے میں ہمیں ایک منظم پروگرام کے تحت مسلسل ان دونوں نشانات کی تفاصیل اہالیانِ امریکہ کے گوش گزار کر کے اللہ پاک کے حضور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص محض ظنّ کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہؤا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا۔

یعنی محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں۔

(الحکم، جلد 6، نمبر نمبر 49، 10 دسمبر 1902ء، صفحہ 1)

اِمام ہی سے وجود و قیامِ ملّت ہے

میر اللہ بخش تسنیمؔ

امام ہی سے وجود و قیامِ ملّت ہے ۔۔۔ امام ہی سے زمانے میں نامِ ملّت ہے
امام محفل کون و مکاں کا ہے مقصود ۔۔۔ امام ہی سے ہے قوموں میں زندگی کا وجود
حصول گوہرِ مقصود بے امام کہاں ۔۔۔ عمل کا جوش کہاں قوتِ نظام کہاں
امام مرکزِ پرکارِ جوشِ فکر و عمل ۔۔۔ امام محور و قطبِ فلاح و فوزِ ملَل
وہ بھر کے ذرّوں کے سینے میں جوشِ کسبِ ضیا ۔۔۔ مقابلے پہ ہے خورشید کے کھڑا کرتا
صبا کو دیتا ہے صرصر کی تندی و تیزی ۔۔۔ حقیر موجوں کو طوفاں کی حشر انگیزی
وہ شوقِ رفعتِ ملّت کو تیز کرتا ہے ۔۔۔ شعورِ قوم کو ہنگامہ خیز کرتا ہے
وہ بخشتا ہے توانائی ناتوانوں کو ۔۔۔ ہزار جان بناتا ہے نیم جانوں کو
چلا دکھاتا ہے خشکی میں وہ سفینوں کو ۔۔۔ گُہر بناتا ہے وہ کانچ کے نگینوں کو
وہ پھونکتا ہے دلِ قوم میں فسونِ عمل ۔۔۔ کسل پسندوں کو دیتا ہے وہ جنونِ عمل

کمال فکر و خروشِ شباب لاتا ہے
غرض وہ قوم پر اِک انقلاب لاتا ہے

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل، 3-9 ستمبر، 2004ء، صفحہ 2)

بڑے سائز میں قرآنِ مجید سادہ

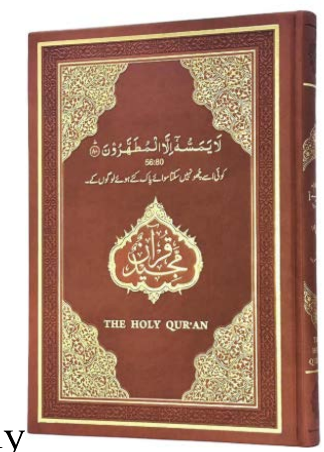

Holy Quran, Extra Large, Arabic only

amibookstore.us

وصیت کی ضرورت و اہمیت

مرزا محمد افضل، واقف زندگی

یہ سن 1905ء کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاعات ملنی شروع ہوئیں کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آرہا ہے۔ آپ کو اس خبر سے اپنی ذات کی فکر تو نہیں ہوئی لیکن بڑی شدت سے یہ احساس ہوُا کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ جاری فرمایا اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اس کا کیا بنے گا۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام الوصیۃ (الوصیت) رکھا جس میں اپنی وفات کی خبر کے ساتھ جماعت کو ایسی خوشخبری دی کہ جس نے جماعت کے مستقبل کو نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم رہنے کی بابت تمام معلومات مہیا فرمادیں۔

آپؑ نے لکھا، "یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے..."۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ انبیاء الٰہی سلسلوں کے لیے بنیادی کام کرتے ہیں اور جب ان کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو ان کا دشمن سمجھتا ہے کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ اس کام کو جاری رکھنے کے لیے نظامِ خلافت سے اس سلسلے کو مضبوط کرتا ہے جس کی بنیاد وہ اس نبی سے رکھواتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر دو قدرتوں کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور ایک مثال دے کر بات واضح فرمائی ہے آپ اپنی کتاب الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

"غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے... جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوُا ...تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا... اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(رسالہ الوصیۃ، روحانی خزائن، جلد20، صفحات 304-305)

یہ بیان کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں نظام خلافت جاری فرمائے گا۔ حضور نے ایک اور اہم بات کی طرف بھی جماعت کو توجہ دلائی اور ایک ایسے آسمانی نظام اور تحریک میں شمولیت کا ارشاد فرمایا جس سے اس نعمتِ خلافت نے قیامت تک جماعت کے ساتھ رہنا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ:

"اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی... پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی ...اور ایک اور جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں... اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لیے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین"

(روحانی خزائن، جلد20، صفحات 316-317)

اس کے بعد آپؑ نے مزید دو مرتبہ دعا کی کہ اس بہشتی مقبرہ میں جو لوگ دفن ہوں وہ پاک دل ہوں اور دنیاوی ملونی ان میں نہ رہے، نیز یہ کہ وہ حضور علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتے ہوں، اور وفاداری کا تعلق رکھتے ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی محبت میں کلّی طور پر کھوئے گئے ہوں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ ایسے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لیے کیا اصول وضوابط اور شرائط ہوں گی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کے لئے تین شرائط رکھیں۔ جن میں سے پہلی کا تعلق بہشتی مقبرہ کے لئے جو فوری اخراجات ہونے تھے ان کی ادائیگی میں حصہ ڈالنا، دوسری یہ کہ اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت

اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ کے کاموں میں خرچ ہو گا نیز ایسے احباب جو کوئی جائیداد نہ رکھتے ہوں وہ اپنی آمدنی کا 1/10 حصہ وصیت میں ادا کریں۔ اور تیسری شرط یہ رکھی کہ "اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔"

(روحانی خزائن، رسالہ الوصیت، جلد 20، صفحہ 320)

تین شرطوں کے بعد آپ نے ایک چوتھی بات بیان فرمائی جس سے نظام وصیت میں مالی معاونت سے بڑھ کر اس نظام کی حقیقی روح کو بیان فرمایا:

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لیے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔"

(روحانی خزائن، رسالہ الوصیت، جلد 20، صفحہ 320)

کتاب رسالہ الوصیت کو پڑھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو بشارت دی تھی کہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نظام خلافت کے ذریعہ اسلام کی اشاعت و ترویج اور غلبہ کا انتظام جاری رکھے گا اور قرآن مجید کی آیت استخلاف (سورہ نور 55:24) سے پتہ چلتا ہے کہ خلافت کی نعمت کو جاری رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت کو لازمی قرار دیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کے ذریعہ جماعت میں جاری فرما دیا۔ اگر ایک موصی اس رسالہ کے مطابق اپنی زندگی بنا لے تو خلافت کی نعمت تا قیامت جاری رہ سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے کر رہا ہے جو اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَات پر کاربند رہیں گے اور ایک موصی ان دونوں شرائط پر پورا اترے گا تو حقیقی موصی کہلائے گا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ ذیل اقتباس وصیت کی ضرورت و اہمیت کو بخوبی بیان کر دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے ...اس لئے اُس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیسا کہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے پس اس میں بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہو گی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے... بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کیے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔"

(روحانی خزائن، جلد 20، صفحات 327-329)

خلاصۂ مضمون یہ ہؤا کہ نظام وصیت میں شمولیت کی ضرورت نظام خلافت کے جاری رہنے کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے نیز انفرادی طور ایک حقیقی موصی کو انجام بخیر ہونے کی طرف لے جاتی ہے اور اس سے اہم اور کیا بات ہو گی کہ آنحضرت ﷺ نے جو غلبۂ اسلام کی پیشگوئی فرمائی تھی جس کو حضرت مسیح و مہدی کے وجود سے منسلک کر دیا تھا ہم اس مشن کی کامیابی اور اپنی نجات کے لیے نظام وصیت میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو جو غیر موصی ہیں رسالہ الوصیت پڑھنے کی توفیق دے اور اس نظام میں شامل ہونے کی توفیق دے آمین۔

قربانی کے لیے نبی کریم ﷺ کو وہ نر بکرے پسند تھے جن کے منہ اور پاؤں میں سیاہی ہو۔ وَالَّا خصی کا ذبح بھی شرعاً جائز ہے۔ جس کا پیدائشی سینگ نہ ہو وہ بھی جائز ہے۔ ہاں جس کا سینگ آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہؤا ہو یا کان چِرا ہؤا ہو وہ ممنوع ہے۔ علماء کا اختلاف ہے کہ دو برس سے کم کا بکرا اور ایک برس سے کم کا دُنبہ جائز ہے یا نہیں؟ اہل حدیث تو اسے جائز نہیں رکھتے مگر فقہا کہتے ہیں کہ دو برس سے کم ایک برس کا بکرا بھی جائز ہے اور دنبہ چھ ماہ کا بھی۔

مومن اس اختلاف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ضروری بات ہے تو یہ ہے کہ انسان ان سب باتوں میں تقوٰی کو مد نظر رکھے اور قربانی کی حقیقت سمجھے۔ دو چار روپے کا جانور ذبح کر دینا قربانی نہیں۔ قربانی تو یہ ہے کہ خود اپنے نفس کی اونٹنی کو خدا کی فرمانبرداری کے نیچے ذبح کر دے۔ (بدر، جلد 7، نمبر 3، 23 جنوری 1908ء صفحہ 10 بحوالہ خطبات نور صفحات 278-279)

سائنس میگزین کے ایڈیٹر جناب قاسم محمود کی نظر کا مبہوت کُن واقعہ

مکرم بشیر الدین احمد سامی (مرحوم)

ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو حضرت اباجی سردار مصباح الدین صاحب کے ساتھ جو عقیدت تھی اس کی ایک جھلک اس مبہوت کُن واقعہ میں نظر آتی ہے جس کا ذکر پاکستان کے رسالہ سائنس میگزین کے معروف ایڈیٹر جناب قاسم محمود صاحب نے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی سائنس کے میدان میں خدمات اور کارہائے نمایاں پر اپنے خطاب میں کیا۔ یہ واقعہ فلم بند بھی ہؤا اور مسلم احمدیہ ٹیلیویژن پر دکھایا گیا۔

جناب قاسم تحریر فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب کا لاہور سے فون آیا کہ آپ میری ہمشیرہ کے گھر پہنچ جائیں۔ پتہ آپ اُن سے خود پوچھ لیں۔ گلیوں میں مکان تھا جس کے دروازے پر پردہ لٹک رہا تھا۔ کچھ مشتاق حضرات ڈاکٹر صاحب سے ملنے کے لیے موجود تھے۔ جس کمرے میں ہم بیٹھے ہوئے تھے، بیٹھک کہنا چاہیے جو ہمارے متوسط طبقہ میں ہؤا کرتا ہے۔ دیواروں پر قرآن کریم کے خوبصورت طغرے آویزاں تھے۔ لیجئے ڈاکٹر صاحب کی سواری آگئی لیکن وہ بیٹھک میں نہیں آئے جہاں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہیں چپکے سے ساتھ والے بغلی کمرے میں لے جایا گیا۔ دونوں کمروں کے درمیان کواڑ تھے اور بند تھے۔ پھر بھی ایک تھوڑی سی جھری رہ گئی تھی۔ خواہ مخواہ میری نظریں اس طرف کو جمی ہوئی تھیں۔ ایک اُونچی سی کرسی پر ایک بُت رکھا ہؤا تھا۔ سر پر پگڑی، لمبی سفید داڑھی۔ میں نے سمجھا کہ یہ بُت مرزا صاحب کا ہی ہو سکتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب جھک کر اَوتار کی قدم بوسی کر رہے ہیں۔ کسی نے کواڑ بند کر دیا اور میں خفیف سا ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جو خیالات میں ڈاکٹر صاحب کے لئے رکھتا تھا وہ بت پرستی سے بُری طرح متزلزل ہو گئے گویا دنیا ہی بدل گئی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی ہمشیرہ، بھانجی، بھانجیوں سے مل کر بیٹھک میں آئے۔ اُن کی مہربانی انہوں نے سب سے پہلے مجھے ہی قریب بلایا اگرچہ میں اندر سے کُھلا (کھولا) ہؤا تھا۔ میں نے جلدی سے اجازت لی اور وہاں سے اُٹھ آیا۔ میں نے وہ رات کانٹوں پر بسر کی۔ اتنا عظیم انسان جو بات بات پر قرآنِ کریم کے حوالے دیتا ہے، کیسے بُت پرست ہو سکتا ہے، سمجھ میں نہ آئے۔ دوسرے دن مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اُن کی ہمشیرہ کو فون کیا۔ وہ بہت خوشی سے پیش آئیں۔ وہ بہت خوش تھیں کہ ان کے بھائی جان نے غریب نوازی کی تھی اور عرصۂ دراز کے بعد ان کے گھر آئے تھے ورنہ پہلے باہر ہی ہوٹلوں میں ٹھہر کر چلے جاتے تھے۔ کہنے لگیں کہ میرا بھائی بہت خوش خوراک ہے میں نے اُن کی پسند کی تین ڈشیں بنائی تھیں لیکن آپ بہت جلدی چلے گئے۔

میں نے جسارت کر لی کہ بتائیں ہمارے کمرہ میں آنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب بغلی کمرہ میں کس کے پاس گئے تھے۔ کہنے لگیں یہ ایک بہت ہی ذاتی سی بات ہے سختی سے منع کر رکھا ہے مگر آپ نے پوچھا ہے تو بتا دیتی ہوں۔ یہ اُن کے سکول کے زمانے کے آخری اُستاد ہیں جو بقیدِ حیات ہیں 80 یا85 سال کے تو ہوں گے باقی سب اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ کیا بتاؤں بھائی جان اپنے اُستادوں کی اتنی عزت کرتے ہیں کہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ بھائی جان کو انہوں نے چھوٹی کلاسوں میں پڑھایا ہے۔ پتہ نہیں فارسی، عربی، تاریخ یا جغرافیہ پڑھایا ہے۔ مجھے معلوم نہیں پہلے وہ چنیوٹ ضلع جھنگ میں رہتے تھے جب مصروفیت اجازت دیتی تھی ڈاکٹر صاحب ان سے ملنے چنیوٹ چلے جاتے تھے۔ پھر مصروفیات زیادہ بڑھیں تو اُنہیں کراچی بلوالیا ہے اور کورنگی میں ایک کوارٹر لے دیا ہے۔ حسبِ توفیق خدمت کرتے رہتے ہیں اپنے استاد کی قدم بوسی کے لیے وہ خود کراچی آتے جاتے ہیں۔ ان کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ لیکن کل صبح بھائی جان نے لاہور سے ٹیلیفون کیا تھا کہ ماسٹر صاحب کو کورنگی سے ایسی گاڑی بھجوا کر بلوالوں جس میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس لیے ہم نے گاڑی بھجوا کر انہیں بلوالیا وہ بس پانچ منٹ میں واپس چلے گئے تھے۔ میں کیا بتاؤں میرا بھائی فرشتہ ہے فرشتہ!!"

جناب قاسم محمود صاحب نے جب اپنا مبہوت کُن واقعہ ختم کیا تو سامعین نے بھرپور تالیوں سے ڈاکٹر صاحب کی عظمت اور سعادت مندی کی جی بھر کر داد دی۔ اس جاندار واقعہ کے سفید پگڑی اور سفید لمبی داڑھی والے مرکزی کردار محترم سردار مصباح الدین صاحب تھے جن کا ڈاکٹر صاحب بے حد احترام کرتے تھے۔ یہاں اس

بات کا بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ جناب قاسم محمود صاحب کی نظروں نے ایسا دھوکہ کیوں کھایا جس سے ان کے خیالات ڈاکٹر صاحب کے لئے متزلزل ہوئے۔ امر واقعہ یہ تھا کہ حضرت سردار صاحب کے کولھے کی ہڈی اس بُری طرح ٹوٹ چکی تھی کہ باوجود آپریشن کے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوسکتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ وہیل چیئر استعمال کرنے لگے تھے۔ ادھر کان کی شنوائی بھی بُری طرح متاثر تھی جس کی وجہ سے کان کے ساتھ منہ لگا کر ہی بات ہوسکتی تھی اور وہ بھی بہت مشکل کے ساتھ۔ ان کی وہیل چیئر اونچی سطح کی تھی وہ ہمیشہ سفید پگڑی پہنتے تھے، سفید داڑھی اور سفید قمیص شلوار۔ ڈاکٹر صاحب جو انتہائی مصروفیت کے عالم میں تھے اور کسی اگلی ہی فلائٹ سے واپس جانے والے تھے ان کی سعادت مندی کی انتہا تھی کہ انہوں نے اپنے اس بزرگ کو پہلے ملنا پسند فرمایا تا کہ چند ساعت ہی سہی وہ ان سے مل سکیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اُن کے ساتھ آخری ملاقات تھی۔ جس کے لیے ڈاکٹر صاحب کو یقیناً جُھکنا پڑا اور خیریت معلوم کرنے اور دعا کے لیے کہنے کے لئے کانوں کے قریب ہونا پڑا۔ یہ وہ نظارہ تھا جس کو ایک اجنبی ایک چھوٹی سی جھرّی میں سے دیکھ کر غلط فہمی میں پڑ گیا۔ بزرگوں کا احترام دراصل ڈاکٹر صاحب کی گھٹی میں ہی تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کے بعد ڈاکٹر صاحب کے خطوط سے ان کے عجز و اخلاص کا اظہار اپنی جگہ ہے۔

ڈاکٹر عبد السلام صاحب 19 /اکتوبر 1979ء کے عریضہ میں والد بزرگوار سردار صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"گرامی قدر زاد عنایتکم! آپ کا خط پڑھ کر رقت طاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے وجود بھی پیدا کئے ہیں جو محض اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ احمدیت اور اسلام کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے اور آپ جیسی ہستیاں اس سلسلہ میں پیدا ہوں جو محض اللہ کی خاطر اس قدر محبت اور شفقت اپنے دل میں رکھتی ہیں۔"

ڈاکٹر عبد السلام صاحب اپنے ایک اور خط مورخہ 20 جولائی 1982ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"گرانقدر سردار صاحب! آپ کا عزیزم رشید کے نام ابھی ابھی خط ملا۔ آپ کی بیماری کا انتہائی صدمہ ہؤا، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ حضرت چودھری صاحب کی طرح آپ کے فیضان اور دعا کی توفیق کو سلامت رکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بارے میں آپ کا فرمان درست ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

"آفتاب نصف النہار پر آیا ہؤا، اچانک غروب ہو گیا۔"

خاکسار صفیہ سامی عرض کرتی ہے کہ

مضمون کے آخر پر یہ جو تین فوٹوگراف ہیں۔ محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی کراچی میں اُس وقت کی ہیں جب محترم ڈاکٹر عبد السلام کی ہمشیرہ کے گھر قاسم محمود صاحب کی جس ملاقات کا ذکر ہے۔ جب حضرت سردار مصباح الدین صاحب کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے اُن کے پوتے مزمل مجتبیٰ (جو سامی صاحب کے بڑے بھائی عبد السبحان مرحوم کے بیٹے ہیں) نے مجھے بھیجی ہیں۔ یہ غالباً 1987ء یا 1988ء کی ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ جو اِن تصویروں کے ساتھ درج ہے۔ مزمل جو تصویروں میں بچہ ساتھ کھڑا ہے وہ لکھتا ہے کہ:

میں نے اپنی زندگی کا ایک بہت ہی خوبصورت عقیدت مندی کا مظاہرہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تھا۔ الحمد للہ۔ وہ یوں تھا کہ:

ڈاکٹر صاحب نے اباجی (داداجی) کو سواری بھیج کر اپنی بہن کے گھر بلوایا تھا۔ جہاں بہت سارے نیوز رپورٹر کیمرہ مین وغیرہ بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اُن کے سیکرٹیری بھی تھے آپ نے اُن سے کہا میں پہلے محترم سردار صاحب کو ملوں گا بعد میں باقی سب سے ملاقات ہوگی۔ یہ ایک لمبی ملاقات تھی جو ڈاکٹر صاحب کی درخواست پر اُن کی ہمشیرہ کے گھر صرف دعا کی غرض کے لئے ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اباجی کو فرمایا کہ وہ کسی اور نئے پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اور اگر وہ اس کام میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ایک اور نوبل پرائیز کے حق دار بن جائیں گے۔ پھر ہم نے ایک ساتھ لنچ کیا اور دوران لنچ اُنہوں نے اپنی ایک خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ پاکستان میں Scientific Society بنانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ ان مولویوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ وہ اس پروجیکٹ کی مخالفت نہ کریں۔ پھر مزمل لکھتے ہیں کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ یہاں پاکستان میں ٹیلیویژن پر نیلام گھر طارق عزیز صاحب کا پروگرام ہوتا ہے جس میں General knowledge کے سوال ہوتے ہیں۔ اُن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ "کون سے مسلم سائنسدان ہیں جن کو نوبل انعام ملا ہے؟" جس کے جواب میں آپ کا نام لیا گیا۔ جس پر محترم ڈاکٹر صاحب کو اس بات کی بے حد خوشی ہوئی کہ اُن کو مسلم کہا گیا۔

پھر حضرت ابا جی (داداجی) سے ڈاکٹر صاحب نے دعا کی درخواست کی کہ میرے ہاتھ کے انگوٹھے میں شدید درد رہتی ہے جس سے مجھے لکھنے میں بہت دقت پیش آتی ہے اِس پر اباجی کافی دیر اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دعا کرتے رہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے میری تعلیم کے بارے میں پوچھا۔ اباجی (داداجی) نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا مزمل میرا پوتا میری بہت خدمت کرتا ہے میری ٹانگ میں Fracture کی وجہ سے مجھے یہ بچہ گود میں اُٹھا کر ہر جگہ لے کر جاتا ہے۔ اس پر ڈاکٹر

صاحب نے سو 100 روپے مجھے تحفۃً دیے اور کہا اپنی تعلیم کی کوئی ضرورت پوری کر لینا۔ پھر اُنہوں نے اپنے سیکرٹری کو پوچھا کہ یہاں کراچی میں سب سے اچھا ہسپتال کون سا ہے اُن کا جواب تھا آغا خان یونیورسٹی ہسپتال۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے اباجی (داداجی) کو آغا خان ہسپتال میں داخل کروایا اور اُن کی ٹانگ میں جو راڈ ڈالی ہوئی تھی اُس کو نکلوادیا جس کی وجہ سے اُن کو بہت تکلیف تھی اور اب اُس راڈ کو نکال دینے سے اباجی (داداجی) کو بہت سکون ملا۔ الحمدللہ

میرے لئے یہ خوشگوار واقعہ ہمیشہ یاد گار بن کر رہے گا اور اس سارے وقت میں مَیں نے لاؤڈ سپیکر کا کام بھی کیا کیوں کہ اباجی بہت اُونچا سُنتے تھے میں دونوں کے درمیان پیغامبر بنا رہا۔ یہ میرے لئے ناقابلِ فراموش ملاقات تھی۔ الحمد للہ۔

یہ مضمون میں نے لکھ کر اپنے بچوں کو دکھایا تو میرا بیٹا منیر شہزاد سامیؔ بولا ، اُمی محترم ڈاکٹر صاحب کا ایک واقعہ میرے ساتھ بھی ایسے ہوُا کہ غالباً اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں جلسہ کا موقع تھا اور ڈاکٹر صاحب کی ملاقات یعنی مصافحہ کے لیے لائن لگی ہوئی تھی اور اُس لائن میں مَیں بھی لگا ہوُا تھا۔

جب میری باری آئی مَیں نے اپنے ابو کا نام بتایا اور دادا ابو حضرت مصباح الدین کا تعارف کروایا تو نظریں اُٹھا کر مجھے دیکھا اور پوچھا اب سردار صاحب کا کیا حال ہے ؟ وہ سائیکل سے گر گئے تھے ، (مجھے اس بات کا بالکل علم نہیں تھا) پھر بھی مَیں نے جواب دیا کہ وہ ٹھیک ہیں (ڈاکٹر صاحب نے میرے ابو سے اُن کی خیریت دریافت کی) ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا یہاں میرے پاس بیٹھ جائیں۔ مَیں ڈاکٹر صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگ آتے رہے اور مصافحہ کرتے ہوئے گزرتے رہے ۔ ساتھ مجھے بھی دیکھتے ہوں گے کہ یہ لڑکا کون ہے جو یہاں ڈاکٹر صاحب کے قُرب میں بیٹھا ہوُا ہے میری عمر اُس وقت قریباً 17 برس کے قریب ہو گی۔

اتنے عظیم شخص کے ساتھ یہ ملاقات میرے لیے ایک یاد گار بن گئی ۔ مجھے ساتھ بٹھانا یقیناً اس عظیم شخص کا اپنے استاد اور بزرگوں کے احترام کا نتیجہ تھا۔ میری کیا حیثیت تھی مَیں ایک بچہ تھا صرف اس لیے کہ مَیں اُن کے استاد کا پوتا ہوں مجھے محبت اور پیار سے اپنے قرب میں جگہ دی، مَیں یہ خوبصورت ملاقات کبھی بھی بھول نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق بخشے کہ ہم بھی اپنے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے محبت کر سکیں۔ آمین اللھم آمین۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اپنے فضل سے علم و عرفان میں ترقیات کے ممتاز مقام پر کھڑا کیا ہے ۔ ایسے عظیم لوگ پیدا ہوتے رہیں گے ۔ ان شاء اللہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بنائے آمین۔

مرسلہ: صفیہ سامی۔ یوکے

حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی عظمت کا واقعہ

حضرت میاں فضل محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرسیاں والے (ولادت 1866ء بیعت 1895ء بمطابق روایت حضرت مصلح موعودؓ) سفر جہلم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقائے سفر میں آپ کا اسمِ گرامی بھی شامل ہے۔(البدر 23 تا 30 جنوری 1903ء، صفحہ 8) نظام وصیت میں شامل ہونے والے 'اوّلین' میں شامل تھے آپ کا وصیت کا اعلان الحکم 24 مارچ 1907ء میں شائع ہوا۔ آپ کا وصیت نمبر 102 ہے۔

تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں آپ کا نمبر 526 ہے۔

حضرت میاں فضل محمد صاحب خلافتِ ثانیہ کے عہد میں ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ اور محلہ دارالفضل میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے اور ربوہ میں مقیم ہوئے۔

نومبر 1956ء میں وفات پائی۔ آپ کا جنازہ حضرت مصلح موعودؓ نے پڑھایا اور پھر اگلے روز 9/ نومبر 1956ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سلانہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے

آپؑ نے ایک موقع پر ایک بڑی دردناک بات کہی۔ فرمایا کہ دوست جلسہ پر ضرور آئیں پتہ نہیں انہیں اگلے سال کے بعد مجھے دیکھنا نصیب ہو یا نہیں وہ یہاں آئیں گے تو کم از کم مجھے دیکھ تو لیں گے۔ ہماری جماعت میں کئی لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر اس فقرہ سے ایسی چوٹ لگی ہے کہ انہوں نے اس وقت سے مرکز میں آنا شروع کیا اور اب تک جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال مرکز میں آ رہے ہیں۔ 1892ء میں پہلا جلسہ ہوا تھا اور اب 1956ء آ گیا ہے گویا 64 سال ہو گئے مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو متواتر ہر سال جلسہ سالانہ دیکھتے چلے آئے ہیں مثلاً کل ہی

"میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے

فوت ہوئے ہیں۔ انہوں نے 1895ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس پر اب 61 سال گزر چکے ہیں۔ گویا 1895ء کے بعد انہوں نے اکسٹھ جلسے دیکھے۔ ان کے ایک لڑکے نے بتایا کہ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میں نے جس وقت بیعت کی اس کے قریب زمانہ میں ہی میں نے ایک خواب دیکھا جس میں مجھے اپنی عمر 45 سال بتائی گئی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو پڑا اور میں نے کہا حضور! بیعت کے بعد تو میرا خیال تھا کہ حضور کے الہاموں اور پیش گوئیوں کے مطابق احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں انہیں دیکھوں گا۔ مگر مجھے تو خواب آئی ہے کہ میری عمر صرف 45 سال ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں شاید وہ 45 کو 90 کر دے۔ چنانچہ کل جو وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر پورے 90 سال کی تھی۔ اس طرح احمدیت کو جو ترقیات ملیں وہ بھی انہوں نے دیکھیں اور 61 جلسے بھی دیکھے۔ ان کے چار بچے ہیں۔ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک قادیان میں درویش ہو کر بیٹھا ہے۔ ایک افریقہ میں مبلغ ہے۔ ایک یہاں مبلغ کا کام کرتا ہے۔ اور چوتھا لڑکا مبلغ تو نہیں، مگر وہ اب ربوہ آ گیا ہے۔ اور یہیں کام کرتا ہے۔ پہلے قادیان میں کام کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے۔ اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمتِ دین ہی کرتا ہے۔ پھر ان کی ایک بیٹی بھی ایک واقفِ زندگی سے بیاہی ہوئی ہے باقی بیٹیوں کا مجھے علم نہیں بہرحال انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کا نشان دیکھا۔ جب 45 سال کے بعد 46واں سال گزرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے۔ میں نے خدا تعالیٰ کا ایک نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس (45) سال کی عمر میں مر جانا تھا۔ اب ایک سال جو بڑھا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئی کے مطابق بڑھا ہے جب چھیالیسویں (46) کے بعد سنتالیسواں (47) سال گزرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے پینتالیس (45) سال کی عمر میں مر جانا تھا۔ مگر اب دو سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ جب سنتالیسویں (47) سال کے بعد اڑتالیسواں (48) سال گزرا ہو گا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے پینتالیس (45) سال کی عمر میں مر جانا تھا۔ مگر اب تین سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کے مطابق بڑھے ہیں...... گویا وہ پینتالیس (45) سال تک برابر ہر سال یہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خدا تعالیٰ کا نشان دیکھ لیا اور ہر سال جلسہ سالانہ پر ہزاروں ہزار احمدیوں کو آتا دیکھ کر اُن کا ایمان بڑھتا ہو گا۔ پس جلسہ سالانہ کو بڑی عظمت حاصل ہے۔"

(الفضل 25 نومبر 1959ء، صفحات 3-4)

(مرسلہ۔ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

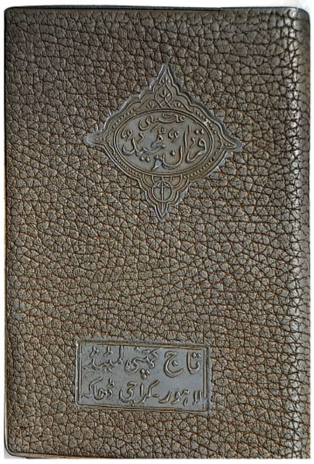

حمائل شریف۔ میرا قیمتی تحفہ

مبشرہ شکور بنت مکرم عبد الباسط شاہد مربی سلسلہ، لندن

آج میں اپنی کہانی اپنی زبانی آپ سب کو سنانے لگی ہوں۔ بچپن کی چھوٹی چھوٹی باتیں اس عمر میں قیمتی یادیں بن جاتی ہیں جب انہیں دہرایا یا لکھا جائے تو عجیب لطف محسوس ہوتا ہے جیسے ہم اسی عالم میں چلے گئے ہوں پھر چھوٹے سے بن گئے ہوں۔ ایسی ہی ایک یاد امی جان انگلی پکڑے مسجد مبارک ربوہ لے کر گئی تھیں وہاں میری دادی اماں (مرحومہ) اعتکاف کر رہی تھیں۔ میں نے پہلی بار اعتکاف کے بارے میں سنا تھا اور دیکھا تھا۔ نماز عصر کے وقت ہم دادی اماں سے ملے تھے وہاں پر اُنہوں نے میرے یسرنا القرآن قاعدہ کی بسم اللہ کروائی۔ الحمد للہ۔

مجھے اپنی آمین کا دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جس دن قرآن کریم ناظرہ کا میرا پہلا دَور مکمل ہؤا۔ میری اُمی جان نے بتایا کہ اُس وقت میری عمر ساڑھے چار سال کی تھی اور ہم اُن دنوں اپنے نَنہیال سانگلہ ہل گئے ہوئے تھے۔ جب میری اُمی جان (مرحومہ) نے قرآن کریم کی چند سورتیں سنیں سب بہت خوش تھے میرے ابو جان نے مجھ سے پوچھا کہ بتائیں آپ نے کیا تحفہ لینا ہے؟ میں نے کہا چھوٹا قرآن کریم! یہ دن مجھے اس لیے بھی اچھی طرح سے یاد ہے کہ میرے ابو جان میری اُنگلی پکڑ کر سانگلہ ہل کی ایک دکان پر لے کر گئے اور میں نے اپنا تحفہ خود پسند کیا جو میری زندگی کا فرمائش کر کے میرا پہلا خوبصورت تحفہ تھا۔ جب میں واپس ربوہ اپنی دادی اماں کے پاس آئی تو دیکھا میری پھوپھیاں

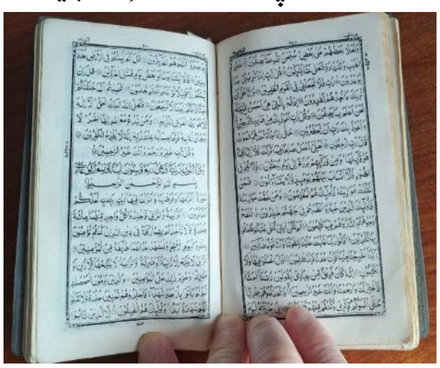

آمین کی تیاری کر رہی ہیں۔ بہت خوشی ہوئی، وہ سادہ سی تقریب بہت خوشگوار لگی جب انہوں نے بڑا خوبصورت سبز رنگ کا گوٹے کرن سے سجا دوپٹہ مجھے اوڑھایا۔ پھر میری دادی اماں اور سب گھر والوں نے بیٹھ کر میرا قرآن کریم سُنا اور دُعا کی۔ یہ میری آمین کی چھوٹی سی کہانی ہے۔

اب میں اس حمائل شریف سے جڑے پیارے واقعات بتاتی ہوں!

جیسے پہلے بتا چکی ہوں یہ میری زندگی کا پہلا پیارا تحفہ ہے جو مجھے آج بھی اُس دن کی خوشی کی یاد دلاتا ہے جب میں اپنا یہ پیارا قرآن کریم یعنی یہ حمائل شریف سب کو خوشی خوشی دکھاتی اور خوشی سے پھولی نہ سماتی۔ اِس کو میں نے دِل و جان سے لگا کر رکھا اور خوب دِل لگا کر پڑھنا سیکھا۔ اس کی لکھائی بہت باریک تھی غلطی ہونے کا امکان تھا اس لئے میری اُمی جان نے مجھے کہا کہ ابھی آپ اِس قرآن کریم سے روزانہ نہیں پڑھ سکتیں اس لئے میں ایک اچھی اور موٹی لکھائی والے قرآن کریم سے روزانہ تلاوت کرتی رہی اور جب صحیح تلفظ سے پڑھنے کے قابل ہو گئی تو مجھے اس حمائل شریف سے پڑھنے کی اجازت ملی۔

اس قیمتی تحفے سے جڑا اپنی زندگی کا ایک خوبصورت واقعہ پیش کرتی ہوں۔ میرے دادا جان مکرم میاں عبد الرحیم (مرحوم) قادیان میں درویش تھے۔ ایک بار جب وہ پاکستان ہمیں ملنے آئے ہوئے تھے اور اپنے ربوہ والے گھر کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے میں اپنے کمرے میں تلاوت کر رہی تھی میں نہیں جانتی تھی کہ وہ میری تلاوت سُن رہے ہیں جب میں نے اپنی تلاوت ختم کی اور کمرہ سے باہر آئی تو میرے دادا جان نے مجھے اپنے پاس بلایا، پیار کیا اور کہا کہ شاباش آپ نے بہت اچھی تلاوت کی ہے مجھے اپنا قرآن کریم لانے کو کہا میں وہ اپنا چھوٹا سا حمائل شریف لے کر اُن کے پاس گئی تو میرے پیارے دادا ابو جان نے پہلے صفحہ پر چند خوبصورت دعائیں لکھیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح موعود

اے میرے اللہ! میرے بچے عبد الباسط کے اہل و عیال کو علم القران عطا فرما اور پھر عمل کی توفیق بھی خاص اپنی جناب سے عطا فرما کہ تو خاص الخاص دیالو اور رحمان ہے۔

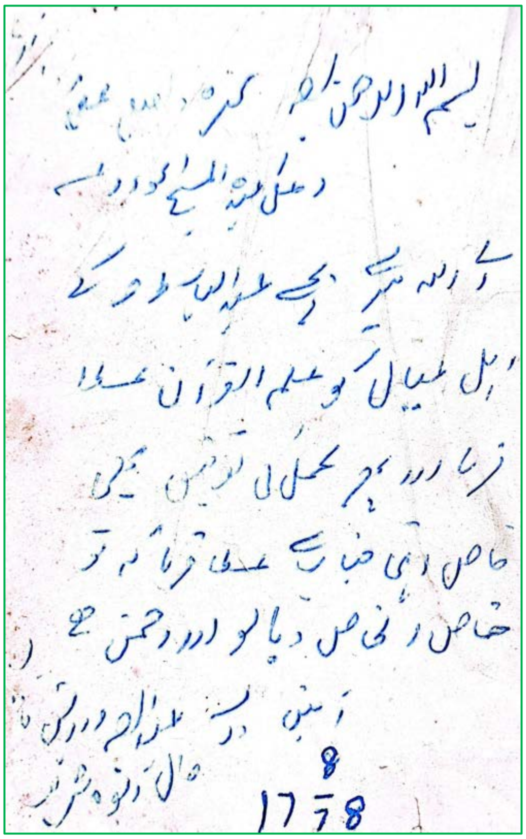
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
[illegible]
آمین والسلام عبدالرحیم درویش قادیان حال ربوہ
17/8/78

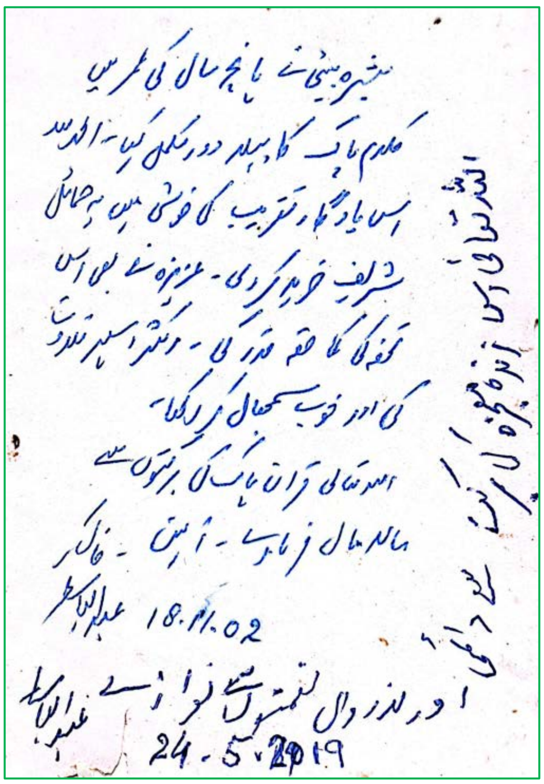
مبشرہ بیٹی نے پانچ سال کی عمر میں کلام پاک کا پہلا دور مکمل کیا۔ الحمد للہ
اس یادگار تقریب کی خوشی میں یہ حمائل شریف خرید کر دی۔ عزیزہ نے بھی اس تحفہ کی کما حقہ قدر کی۔ اکثر اس پر تلاوت کی اور خوب سنبھال کر رکھا۔
اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ خاکسار عبدالباسط
18.11.02
اللہ تعالیٰ اس عزیزہ کو قرآن پاک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اور لازوال نعمتوں سے نوازے عبدالباسط
24.5.2019

آمین۔ والسلام۔ عبدالرحیم درویش قادیان حال ربوہ۔ 17/اگست 1978ء

یہ بابرکت حمائل میرے ساتھ ساتھ رہتی۔ ایک سفر کے دوران سارا راستہ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق ملی انگلینڈ میں جب میری بیٹی یونیورسٹی شروع کرنے سے پہلے یونیورسٹی کا وزٹ کرنے جاتی تھی تو اکثر اُس کے والد عبدالشکور صاحب (مرحوم) اسے ساتھ لے کر جاتے تھے تا کہ بچی اکیلے سفر نہ کرے ایک بار شکور صاحب کو کام سے چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے بچی کے ساتھ مجھے سفر پر جانا پڑا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا چیلٹنہم (Cheltenham) سے لیسٹر (Leicester) تک کا سفر ہم نے ٹرین پر کیا۔ اُن دنوں میرے والدین لیسٹر میں مقیم تھے۔ لیسٹر پہنچ کر اباجان کو بتایا کہ سارا سفر میں اس حمائل شریف سے تلاوت کرتی رہی ہوں تو وہ بہت خوش ہوئے میرے ہاتھ سے قرآن کریم لیا اور اس کے آخری صفحہ پر یہ عبارت تحریر کی جو یوں تھی!

"مبشرہ نے پانچ سال کی عمر میں کلام پاک کا پہلا دور مکمل کیا، الحمد للہ۔ اس تقریب کی خوشی میں یہ حمائل شریف خرید کر دی عزیزہ نے بھی اس تحفہ کی کما حقہ قدر کی اکثر اس پر تلاوت کی اور خوب سنبھال کر رکھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی برکتوں سے مالا مال فرمادے۔ آمین۔

خاکسار عبدالباسط۔ 18 نومبر 2002ء"

اس کے بعد ایک موقع پر اباجان نے اس قرآن سے مجھے پڑھتے دیکھا اور خوش ہوئے اس پر اُنہوں نے مجھے یہ عبارت لکھ کر دی: اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اور لازوال نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔ عبدالباسط۔ 24 مئی 2019ء

ان تمام دعاؤں سے میرا تحفہ سج گیا اور جسے آج بھی میں سنبھال کر رکھتی ہوں اور استعمال کرتی ہوں۔ اللہ پاک سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ میری اولاد قرآن کی برکتوں سے مستفید ہو اور ہم سب اس پیاری کتاب کی پیاری تعلیم پر ہمیشہ عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ مجھے شعبہ تعلیم القرآن وقفِ عارضی میں خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ الحافظون، اتقا گروپ، مدرستہ الحفظ، التجوید، الترجمۃ الحفظ اور الکتابہ کے ساتھ منسلک ہوں۔ قرآن کی خدمت کسی رنگ میں بھی ہو اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین۔

یہ سب بڑوں کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک زندہ نشان ہیں۔ الحمد للہ۔

آخر میں مکرم حافظ فضل ربی (ہیڈ آف شعبہ وقفِ عارضی) اور اپنی ساری ٹیم کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح مل کر قرآن کریم کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرماتا چلا جائے اور ہم احسن طریق پر قرآن کریم کی خدمت کرنے والے ہوں۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اس عارضی سکیم میں مزید برکتیں عطا فرماتا چلا جائے۔ ہماری اولاد بھی صراط مستقیم پر چلنے والی اور قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے والی ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خطِ کُوفی۔ ایک عربی رسم الخط

فرحانہ ظفر

خط کوفی ایک قدیم عربی رسم الخط ہے جو اسلام کے ابتدائی دَور میں عراق کے شہر کوفہ میں پروان چڑھا۔

پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے وقت حجازِ مقدس میں عام طور سے خطِ کوفی ہی رائج تھا۔ آپؐ نے مختلف بادشاہوں اور سرداروں کو جو خطوط لکھوائے وہ بھی خطِ کوفی میں لکھے گئے تھے۔ ابتداءً اس خط میں حرکات اور نقطوں کا رواج نہیں تھا- خطِ کوفی اپنی سادہ روش اور واضح ہونے کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہوُا۔ دوسری صدی ہجری میں اس میں زاویے نمایاں ہوئے۔ اس کے بعد اس خط نے قوسی شکل اختیار کرلی اور رفتہ رفتہ تزئینی اور آرائشی ہوتا چلا گیا۔

کتابت کا اسلوب: خطِ کوفی مربع عربی خطاطی کی ایک مشہور جیومیٹریائی [ہندسی] طرز ہے۔ یہ خط زیادہ تر مربع اور سیدھی لکیروں پر مبنی ہوتا ہے جس میں گولائی یا خم بالکل نہیں ہوتے۔ سکوائر (Square) کوفی ایک ایسا خط ہے جس میں عربی حروف کو افقی اور عمودی لائنوں میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ پورا متن ایک مربع یا مستطیل نمونہ یا پیٹرن (Pattern) بناتا ہے۔ یہ خط زیادہ تر معماری، سجاوٹ، اینٹوں پر نقش و نگار یعنی ٹائل ورک اور اسلامی آرٹ میں استعمال ہوتا ہے جیسے کہ مساجد کی دیواروں، محرابوں اور گنبدوں وغیرہ پر۔

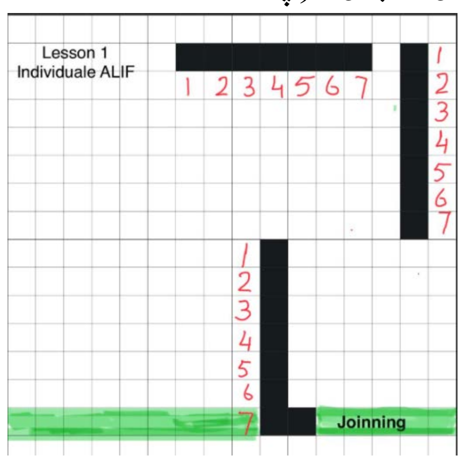

سب سے پہلے سکوائر کوفی لکھنے کے لئے چوکور خانوں والا گرِڈ (Grid) بنایا جاتا ہے ۔ اس گرڈ میں الف لکھنے کا طریق دیا گیاہے۔

یہ گرڈ بنیادی طور پر مربع خانوں پر مشتمل ہوتا ہے جن میں ہر حرف کو عمودی اور افقی لکیروں کے ذریعہ ترتیب دیا جاتا ہے۔ تمام خطوط سیدھی اور زاویہ نما لکیروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہر حرف کی پیمائش اور زاویے متناسب ہوتے ہیں۔ تمام حروف کے درمیان ایک خانہ کا فاصلہ ہوتا ہے۔ درج ذیل تصاویر کی مدد سے اس طرزِ کتابت کو سمجھنے میں زیادہ مدد ملے گی جن میں ب سے لے کر ز تک حروف لکھنے کا طریق دیا گیاہے:

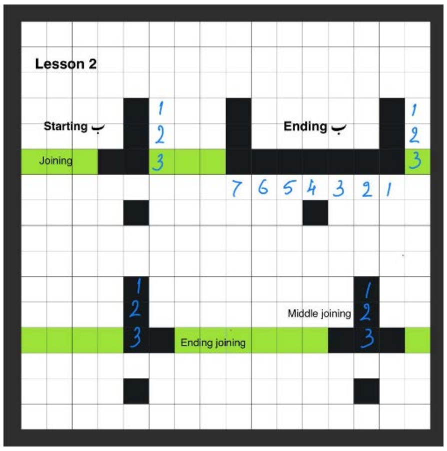

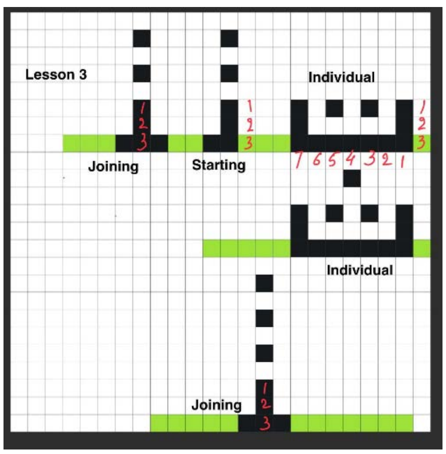

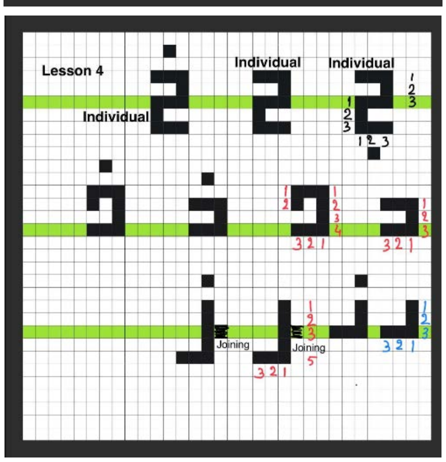

(جاری ہے)

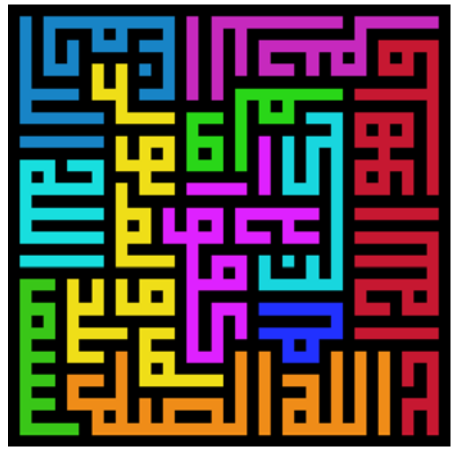

https://commons.wikimedia.org/wiki/File:Alijlas_kufi.png

https://www.google.com/imgres?imgurl=https%3A%2F%2Fupload.wikimedia.org%2Fwikipedia%2Fcommons%2Fthumb%2F3%2F34%2FIslamicGalleryBritishMuseum3.jpg%2F1280px-IslamicGalleryBritishMuseum3.jpg&tbnid=eInaWikc_dN3HM&vet=1&imgrefurl=https%3A%2F%2Fde.wikipedia.org%2Fwiki%2FDatei%3AIslamicGalleryBritishMuseum3.jpg&docid=4ElhY6nNX4x2aM&w=1280&h=960&hl=de&source=sh%2Fx%2Fim%2Fm1%2F3&kgs=1c5f437b6346700f&shem=isst

https://www.google.com/imgres?imgurl=https%3A%2F%2Fthumbs.dreamstime.com%2Fb%2Fmohammed-ist-der-bote-von-allah-101679931.jpg&tbnid=gvqRT6G_Ryb0LM&vet=1&imgrefurl=https%3A%2F%2Fde.dreamstime.com%2Fmohammed-ist-der-bote-von-allah-image101679931&docid=Nx8oY6B-sFgOWM&w=800&h=800&hl=de&source=sh%2Fx%2Fim%2Fm1%2F3&kgs=5009b95bbfcebafa&shem=isst

خوبرو

مرزا محمد اَفضل

خدا کے نور سے سجا عجیب خوبرو ہے وہ
وہ حسنِ بے مثال ہے دلوں کی جستجو ہے وہ
نگاہ میں حیا بھی ہے سخن بھی دلنواز ہے
اسی کے منتظر ہیں ہم، ہماری آرزو ہے وہ
اُسی کے حسنِ خُلق کی ہر ایک سمت شہرتیں
محبتوں کا شہر ہے دلوں کی گفتگو ہے وہ
خدا نے دی ہے آسمانی شمع اُس کے ہاتھ میں
ہے نور جس کی ذات میں جہاں میں چار سُو ہے وہ
ہزار جان سے فدا میں اس کی ایک دید پر
افضؔل میں خوش نصیب ہوں کہ میرے روبرو ہے وہ

روشنی کو پھیلا دیں

امۃ الباری ناصر

خوبیاں تو عنقا ہیں عہد نو کے رہبر میں
جہل کے جزیرے ہیں علم کے سمندر میں
جانتے نہیں بالکل زندگی کے مقصد کو
بے جہت مسافت ہے گھومتے ہیں چکر میں
با حجاب کھیتوں میں کاشت آبرو کیجے
ورنہ اب تباہی ہے نسلوں کے مقدر میں
مہر لگ گئی دل پر گونگے' بہرے 'اندھے ہیں
پارے کو بدل ڈالا بے حسوں نے پتھر میں
بحر و بر کی ہر طاقت لے کے اپنے قبضے میں
وقت کے خداؤں نے کیا لکھا مقدر میں؟
مجھ کو کل نہیں پڑتی آگہی کی ضربوں سے
درد ہے زمانے کا میرے دیدۂ تر میں
اب یہ فرض ہے اپنا شمع ہاتھ میں لے کر
روشنی کو پھیلا دیں جیسے بھی ہو گھر گھر میں

اے مصلح موعودؓ تری شان ہے عالی

ڈاکٹر فرید احمد

اے مصلح موعودؓ تری شان ہے عالی
وہ شان جمالی ہو کہ وہ شان جَلالی
تاریخ کے اوراق اَمر کر گئے تجھ کو
تھا داغ بھی ہجرت کا، بِنا ربوہ کی ڈالی
قرآن کے انوار سے پردہ تھا اُٹھایا
تقریر و تحریر میں ہر بات نرِالی
کِردار کی تعمیر میں اِک عُمر لُٹا دی
دنیا بھی بَنا دی مری عُقبٰی بھی بچا لی
اَخلاق کو تقویٰ کے ہی رنگوں سے سنوارا
اعمالِ حسِیں سے ہی تھی جنت بھی سجالی
تنظیم کی بُنیاد رکھی اَرفع و اعلیٰ
پھر پھُونک کے روح اس میں تھی جاندار بنا لی
تبلیغ کے ہر ملک میں جھنڈے بھی تھے گاڑے
توحید کی تعلیم سے مُردوں نے جِلا لی
تھا تیری فصاحت کا بلاغت کا وہ چرچا
اشعار میں تُو نے تھی کرامت سی بَسا لی
یُوں غیرتِ قومی سے بھرا رہتا تھا سینہ
پُر ولولہ، آتش فِشاں، پُر جوش، اُبالی
تھا نصف صدی تیری خلافت کا زمانہ
ہر کام مثالی تھا ہر اک وَصف کمالی

مسجدوں کی تزئین کے عملی پہلو

سید ساجد احمد

آج سے پچاس سال قبل امریکہ میں جماعت کی چند مساجد تھیں، لیکن اب درجنوں مساجد قائم ہو چکی ہیں۔ ہر مسجد کی ایک اپنی شان اور ایک اپنا مقام ہے۔ بعض چھوٹی ہیں تو بعض بڑی، جہاں سے خدائے عزّ و جل کا نام بلند ہوتا ہے، نمازی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اعلائے کلمہ حق کا باعث بنتی ہیں۔ یہاں ان مساجد کی بعض خاص باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں نمازیوں کی سہولت کے لئے نئی مساجد کے ڈیزائن میں مدِ نظر رکھا جا سکتا ہے۔

منارے اور گنبد مسجد کو دوسری عمارات سے ممتاز کرتے ہیں، اس کے مسجد ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس کی خوب صورتی میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ منارہ و گنبد دیکھتے ہی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی دل و دماغ ایک خاص ماحول کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ طوسان (ایریزونا) کی مسجد پر فائبر گلاس گنبد لگایا گیا۔ فائبر گلاس ہلکا بھی ہوتا ہے اور سستا بھی، اور اگر اس پر ہلکا رنگ کیا جائے یا اس میں ہلکا رنگ ہو تو اس میں سے چھن کر باہر کی روشنی بھی مسجد میں آتی ہے، جس سے مسجد زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ اس طرح مسجد میں آنے والی روشنی کا رنگ گنبد کے رنگ جیسا ہوگا۔ بعد میں پورٹلینڈ (آریگان) کی مسجد پر بھی ایسا ہی گنبد لگایا گیا۔ مسجد بیت الرحمن سِلوَر سپرنگ (میری لینڈ)، ہیوسٹن (ٹیکسَس) کی مسجد، اور شکاگو، ڈیٹن، سینٹ لوئیس، ڈیٹرائٹ، فلاڈلفیا، بالٹیمور، وِلنگبورو، کلیوُلینڈ، زائن، ملواکی، ڈیلَس، کولمبس، سیراکیوز، ہارٹفرڈ، اور آشکاش کی مساجد پر بھی بعض چھوٹے، بعض بڑے، خوبصورت گنبد ہیں۔

اکثر مساجد میں گنبدوں کے ساتھ منارے بھی ہیں۔ اب امریکہ میں مَنارۃ المسیح قادیان جیسے منارے بنانے کا رجحان ہو رہا ہے۔ مسجد بیت الظفر نیویارک، مسجد فتحِ عظیم زائن، بنگھیمٹن، اور سیراکیوز کی مساجد کے ساتھ منارۃ المسیح قادیان سے ملتے جلتے منارے بنائے گئے ہیں، جن کو دیکھ کر قادیان کی یاد تازہ ہوتی ہے اور قادیان سے تعلق جاگ اٹھتا ہے۔ مناروں اور گنبدوں کو دیکھ کر غیروں میں بھی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

امریکہ میں بعض جگہ گھر خرید کر مسجد کے طور پر استعمال کئے جا رہے ہیں، مثلاً فِینِکس ایریزونا میں۔ گھر کی صورت میں بلدیہ سے اجازت لینا پڑتی ہے، جس کا ملنا مخالف حالات میں آسان نہیں ہوتا۔ گھر خریدنے کی صورت میں باورچی خانہ اور غسل خانے تو بنے بنائے مل جاتے ہیں مگر مسجد بنانے کے لئے تبدیلیوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

بعض جگہ تجارتی عمارات کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے، مثلاً سیاٹل (واشنگٹن)، اورلینڈو (فلوریڈا) میں۔ پبلک عمارت ہونے کی وجہ سے تجارتی عمارت کو مسجد میں تبدیل کرنے کی اجازت عموماً آسان ہوتی ہے اور پارکنگ بھی ایک گھر کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ تجارتی عمارت میں یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر اس میں بڑے کمرے یا ہال بھی ہوتے ہیں، اس لئے اس میں نماز کے لئے ہال یا بڑا کمرہ بنانے کے لئے دیواریں نہیں ہٹانا پڑتیں۔ سان ہوزے (کیلیفورنیا) میں بیت البصیر ایک سکول میں قائم ہے۔ نیویارک (نیویارک) میں ایک بڑی سی یہودی عبادت گاہ کو خریدا گیا ہے جس میں ایک بڑے ہال کے علاوہ آٹھ کلاس روم اور دیگر کمرے بھی ہیں۔

کئی اور جگہ چرچ بھی خریدے گئے ہیں، مثلاً کلیولینڈ (اوہائیو) اور میامی (فلوریڈا) میں۔ ساؤتھ ورجینیا اور ہیرسبرگ میں بہت بڑے چرچ خریدے گئے ہیں۔ چرچ کو مسجد میں تبدیل کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا عموماً آسان ہوتا ہے کیونکہ عمارت پہلے ہی بطور عبادت گاہ منظور شدہ ہے۔ چرچ میں پارکنگ بھی پہلے سے ہی مہیا ہوتی ہے۔ چرچ میں عبادت کے کمرے میں عموماً بنچ ہوتے ہیں جن پر مسیحی عبادت گذار بیٹھتے ہیں۔ ان چرچوں کو خریدنے کے بعد بنچوں والے ہال کو اجلاسات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، گویا بنا بنایا ہال کرسیوں سمیت مل گیا۔ اجتماع وغیرہ کے مواقع پر بعض دوست ان بنچوں کو شبانہ استراحت کے لئے بھی استعمال کر لیتے ہیں۔

امریکہ کی بہت ساری جماعتوں نے گھروں، تجارتی عمارتوں اور چرچوں کے علاوہ خالی زمین پر بھی از سرِ نو مساجد بنائی ہیں۔ مثلاً ڈیٹن (اوہائیو)، طوسان (ایریزونا)، پورٹ لینڈ (آرے گان)، سِلوَر سپِرنگ (میری لینڈ)، چینو (کیلیفورنیا)، ڈیلس (ٹیکسس)، باسٹن (میساچوزٹس)، ڈیٹرائٹ (مشیگن)، کولمبس (اوہائیو)، سینٹ لوئیس (مسوری)، فلاڈلفیا (پینسلوینیا)، بیت الجامع (الّانائے)، وِلنگبرو (نیو جرسی)، زائن (الّانائے)، ہیوسٹن (ٹیکسس)، شارلٹ (نارتھ کیرولائنا)، چینٹلی (ورجینیا)، وغیرہ۔ مسجد صادق شکاگو (اِلّانائے) بھی پرانی عمارت گرا کر، جسے حضرت مفتی محمد صادق

صاحبؓ نے خریدا تھا، اس کی جگہ نئی عمارت بنائی گئی ہے۔

زائن اِلّانائے ریاست میں وہ شہر ہے جس کی بنیاد ڈاوی (ڈوئی) نے ڈالی تھی۔ یہاں ایک بڑی خوبصورت مسجد فتح عظیم چوراہے کے ایک کونے پر بنائی گئی ہے جس کے ساتھ ہی مبلغ کا گھر اور مہمان خانہ بھی ہے۔ اس مسجد سے ایک نمائش ہال ملحق ہے جس میں ڈوئی کے متعلّق پیشگوئی اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے متعلّق تاریخی دستاویز کی نظری اور صوتی ذرائع سے نمائش کی گئی ہے۔ مسجد اور بلند مَنارۃُ المسیح جیسا مینار راہگیروں کی توجہ کا باعث ہیں۔

امریکہ میں مسجد کے فرش پر کارپٹ ڈالی جاتی ہے، کہیں خوب نرم، کہیں کم نرم۔ اکثر مساجد میں یکرنگی کارپٹ پر صفوں کے تعین کے لئے لائنیں لگا دی جاتی ہیں۔ پہلے پہل چینو لاس انجلیز (کیلیفورنیا) کی مسجد بیت الحمید میں، اور اب مسجد محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں، اور بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں اور بعض اور مساجد میں بھی ایک رنگ کی کارپٹ پر لائنیں لگانے کی بجائے دورنگی کارپٹ استعمال کی گئی ہے۔ ایک صف کے لئے ایک رنگ، دوسری کے لئے دوسرا اور تیسری کے لئے پھر پہلا رنگ، اس طرح دورنگوں کو ادل بدل کر کے صفوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں صفوں کے ارد گرد ایک بارڈر دونوں میں سے ایک رنگ میں لگا دیا گیا ہے تا کہ نمازی دیواروں سے مناسب فاصلے پر کھڑے ہوں اور دوران نماز ان کے جسم دیواروں سے نہ ٹکرائیں۔ ولنگبرو (نیوجرسی) کی نئی مسجد بیت النصر نے اس سے بھی آگے ایک قدم بڑھایا ہے اور اس میں ایسی کارپٹ ہے جس پر پہلے ہی خوبصورت جانماز بنے ہوئے ہیں جس سے رنگوں کے ادل بدل کرنے یا لائنیں لگانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر ممکن ہو تو ساری مساجد میں ایسی کارپٹ ہی لگانی چاہیے۔ آج کل ایسی کارپٹ اکثر مساجد میں بچھا دی گئی ہے۔ نئی بیت الظفر نیویارک (نیویارک) کے عقب میں بھی جانمازوں کے ڈیزائن والی کارپٹ لگائی گئی ہے جس کے پیچھے اور اطراف میں حاشیہ لگایا گیا ہے۔ اس کے سامنے والے حصے میں ٹائلوں کا خوبصورت فرش ہے جسے نماز کے لئے جانمازوں والے ڈیزائن والی صفوں سے مزین کر لیا جاتا ہے اور بطور ہال استعمال کرتے ہوئے کرسیاں میز رکھ لئے جاتے ہیں۔

مسجد کا ڈیزائن کارپٹ کی صفائی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر کارپٹ کے عین ساتھ ہی جوتے اتارے جائیں تو جوتوں کے ساتھ آئی ہوئی خاک کی کارپٹ تک رسائی بھی آسان ہو جاتی ہے۔ بعض مساجد میں جوتے اتارنے والی جگہ اور مسجد کی کارپٹ کے درمیان ایک برآمدہ یا برزخ سا بنا دیا گیا ہے جس سے کارپٹ زیادہ صاف رہتی ہے۔ جوتے اس برزخ سے پہلے اتارے جاتے ہیں اور مسجد اس برزخ سے آگے شروع ہوتی ہے۔

بعض مساجد میں جوتے اتارنے والی جگہ سے قبل ایک سخت کھردری کارپٹ مہیا کی گئی ہے تا کہ نمازی اپنے جوتوں کے تلے ہلکا سا رگڑ کر مسجد تک پہنچنے سے پہلے ہی صاف کر لیں تا کہ مسجد تک کم از کم باہر کی خاک پہنچے۔

شکاگو (الانائے) کی مسجد بیت الجامع میں ہال کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے درمیان میں شیشے کی دیوار لگا دی گئی ہے۔ قبلہ کی طرف کے حصے میں کارپٹ ڈال دی گئی ہے لیکن دوسرے حصے میں کارپٹ نہیں ڈالی گئی۔ اس طرح اگلا حصہ تو نماز کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر پچھلا حصہ اجلاسات اور کھانے پینے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، اور بوقت ضرورت عیدوں یا بڑے اجلاسات کی صورت میں وہاں نمازی بھی سما سکتے ہیں۔ بعد میں اس ڈیزائن کو اور مساجد میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ بیت الظفر (نیویارک) کے بڑے ہال کو ہال کے اندر ہی بنی ہوئی پارٹیشن کے ذریعے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مسجد محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں مسجد کے پیچھے ایک بڑا ہال بنایا گیا ہے۔ یہ ہال نماز، اجلاس، کھانے اور کھیلوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور بوقت ضرورت اسے دو حصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بعض دن صرف مرد اس ہال کو استعمال کرتے ہیں اور بعض دن صرف مستورات۔ مسجد بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں مردوں اور مستورات کے حصوں کے درمیان میں ایسی جگہ بنائی گئی ہے جس میں کارپٹ تو نہیں ڈالی گئی مگر بوقت ضرورت اس جگہ کا آدھا حصہ یا پورا حصہ مردوں یا مستورات کے حصے سے ملایا جا سکتا ہے یا دونوں سے علیحدہ کر کے آدھے یا ڈبل کمرے کے طور پر متعلقہ مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کئی مساجد میں مستورات کے لئے علیحدہ منزل مخصوص ہے جو مستورات کے لئے بہت سی آسانیوں کا باعث ہے، مثلاً بیت الرحمن سلور سپرنگ (میری لینڈ)، ناصر روڈ پر واقع مشن ہاؤس باسٹن (میساچوزیٹس) میں اور بیت الجامع شکاگو (الانائے) میں۔ مسجد محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں دائیں طرف مردوں کا حصہ ہے تو بائیں طرف بالکل ویسا ہی عورتوں کا حصہ ہے۔ مسجد بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں بھی ایسی کوشش کی گئی ہے۔

مستورات نماز کے لئے مسجد آتی ہیں تو ساتھ بچے بھی آتے ہیں۔ بچوں کے شور مچانے سے باقی نمازیوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے۔ سلور سپرنگ کی مسجد میں مستورات کے ہال میں ایسے کمرے بنائے گئے جن میں بچوں والی مستورات اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر مسجد کی کارروائی دیکھ سن بھی لیں اور بچوں کا شور بھی مسجد میں نہ جائے۔ ان کمروں کی دیواروں پر کمرے سے باہر دیکھنے کے لئے بڑی بڑی شیشے کی

کھڑکیاں ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعے کمرے کے اندر مسجد کی آواز آتی ہے۔ مستورات کمرے سے باہر سے بھی کمروں کے اندر بچوں کو کھیلتے دیکھ سکتی ہیں اور بچے بھی اندر سے باہر اپنی ماؤں اور دیگر عزیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ نیو یارک (نیو یارک) کی نئی مسجد اور مسجد محمود ڈیٹرایٹ (مشی گن) میں بھی ایسے کمرے بنائے گئے ہیں۔

بعض مساجد کی کھڑکیوں پر دھندلے شیشے لگائے گئے ہیں تا کہ لوگ باہر سے اندر نہ دیکھ سکیں، خاص طور پر مستورات کے حصے میں۔ لیکن پھر ایسی دھندلائی کھڑکیوں سے اندر سے باہر بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ ایسی دھندلائی کھڑکیوں میں چھوٹا سا حصہ ضرور شفاف رکھنا چاہیے تا کہ بوقت ضرورت باہر دیکھا جا سکے۔ اگر بچے باہر کھیل رہے ہوں تو ان پر نظر رکھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگر کسی کے آنے کا انتظار ہو تو باہر نظر ڈالنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کبھی حفاظتی ضروریات کے لئے بھی باہر دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اکثر مساجد میں کھڑکیوں پر پردے لگائے گئے ہیں۔

ہر مسجد کو چوبیس گھنٹے کھلا رکھنا مشکل ہے، اس لئے مسجد کے باہر مختصر ہی سہی مگر ایسی سہولت ہونی چاہیے کہ اگر کوئی نماز ادا کرنے کے لئے آئے اور مسجد بند ہو تو نماز ادا کرنے کی حسرت دل میں لئے نہ لوٹے۔ بعض مساجد میں مسجد کے باہر برآمدے بنے ہیں جہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے گو وہ برآمدے اس مقصد کے لئے نہیں بنائے گئے۔

کئی مساجد کے باہر بینر بھی لگائے گئے ہیں اور بعض پر فون نمبر بھی دیا گیا ہے تا کہ پاس سے گذرنے والوں کو رابطہ کرنے میں دقت نہ ہو۔

ہماری اکثر مساجد میں باورچی خانے بھی ہیں، بعض میں چھوٹے اور بعض میں بڑے۔ اجتماعات وغیرہ کے موقع پر کارکن یہیں کھانا تیار کر لیتے ہیں اور باہر سے خریدنا نہیں پڑتا۔ کلو اجمیعاً کی صورت میں یہاں کھانا گرم کیا جا سکتا ہے۔

وضو کرنے سے پہلے اگر سردی کا موسم نہ بھی ہو تو کم از کم ٹوپی تو اتار کر کہیں رکھنی ہوتی ہے، اور سردی میں تو کوٹ بھی اتار کر کہیں ٹانگنے کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اکثر مساجد میں یا تو ایسا انتظام سرے سے ہے ہی نہیں، اور اگر ہے تو ناکافی۔ غسل خانے کے اندر یا باہر کافی کھونٹیاں مہیا کی جانی چاہئیں تا کہ نمازی وضو کرنے سے قبل اپنے کوٹ اور ٹوپی لٹکا سکیں اور عورتیں اپنے برقعے اور پرس وغیرہ۔ ٹوپی رکھنے کے لئے مناسب ہو گا کہ کھونٹیوں کے اوپر شیلف بنایا جائے جس پر ٹوپیاں رکھی جا سکیں۔

بعض مساجد میں ان نمازیوں کے لئے جو ٹوپی لانا بھول جائیں، ٹوپیاں مہیا کی گئی ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی ایک ٹوکری میں یا شیلف پر مختلف ڈیزائنوں کی ٹوپیاں سامنے نظر آ جاتی ہیں۔ میں تو کروشئے کی ٹوپی ہمیشہ اپنی جیب میں رکھتا ہوں جو بعض اوقات اپنے نہ سہی کسی دوست کے ہی کام آ جاتی ہے۔

وضو کے بعد جسمانی اعضا کو خشک کرنے کے لئے اکثر مساجد میں پیپر ٹاول مہیا کیا جاتا ہے۔ پورٹ لینڈ (آریگان) کی مسجد رضوان میں میں نے دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے تولئے مہیا کئے گئے تھے جنہیں استعمال کے بعد دھونے کے لئے جمع کر لیا جاتا تھا۔

امریکہ کے اکثر شہروں میں لوٹے نہیں ملتے چنانچہ کچھ مساجد میں پودوں کو پانی دینے والے لوٹے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوٹے مسجد کے لئے لیتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بے ہنگم نہ ہوں اور اتنے بڑے نہ ہوں کہ انہیں اٹھانا مشکل ہو۔ پھر ان کا سائز ایسا ہونا چاہیے کہ سِنک میں سے ان میں پانی بھی ڈالا جا سکے۔

جو لوگ جرابوں کے بغیر آتے ہیں انہیں پاؤں دھونے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض مسجد میں پاؤں دھونے کے لئے خصوصی جگہیں بنائی گئی ہیں مگر بعض میں نہیں۔ جہاں پاؤں دھونے کے لئے خصوصی جگہیں نہیں بنائی گئیں وہاں سنک زیادہ اونچے نہیں ہونے چاہئیں۔ سنک اس لئے بھی زیادہ اونچے نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ مساجد میں بچے بھی نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ بعض مساجد میں غسل خانوں کے باہر چپلیاں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

اسلام میں جو حیا کی تعلیم ہے، اس کی مثال اور کہیں کم ملتی ہے۔ امریکہ میں تو بعض جگہ غسل خانے کا دروازہ بھی نہیں ہوتا۔ اکثر باتھ رومز کے دروازے ایسے ہوتے ہیں کہ دیوار اور دروازے کے درمیان درازوں سے اندر نظر آتا ہے جو ایک مسلمان کے لئے شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔ کئی مساجد میں میں نے دیکھا کہ ایسے دروازے لگائے گئے ہیں جن کے گرد درازیں نہیں ہیں، مثلاً بیت النصر ولنگبرو (نیو جرسی)، میامی (فلوریڈا)۔ سب مساجد میں بغیر درازوں کے دروازے ہی لگانے چاہئیں۔

اگر ہر نئی مسجد کے ڈیزائن کے دوران میں موجودہ مساجد کی خوبیوں کو مد نظر رکھا جائے تو ہر نئی مسجد نمازیوں کے لئے بہت سہولتوں کا باعث ہو سکتی ہے۔ امریکہ میں بفضل خدا ایسا کرنے سے ہر نئی بننے والی مسجد نہ صرف فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے بلکہ نمازیوں کی سہولتوں کا بھی ماشاءاللہ خوب خیال رکھا جا رہا ہے، فالحمدللہ۔ ہر مسجد اعلائے کلمۃ اللہ کا مرکز ہے اور دیکھنے والوں کی توجہ اسلام کی طرف مبذول کرتی ہے۔ خدا کرے کہ امریکہ میں مسجدیں بننے کی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور یہ ملک احمدیہ مساجد سے بھر جائے۔ آمین۔

کیا آپ نے حضرتِ مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1
- ☐ براہین احمدیہ چہار حِصص

جلد نمبر 2
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂِ چشمِ آریہ
- ☐ شحنۂِ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3
- ☐ فتح اسلام
- ☐ توضیح مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5
- ☐ آئینہ کمالاتِ اسلام

جلد نمبر 6
- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃُ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر 7
- ☐ تحفۂِ بغداد
- ☐ کراماتُ الصادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر 8
- ☐ نُورُالحق دو حصّے
- ☐ اتمامُ الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر 9
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاءُالحق
- ☐ نورُالقرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11
- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر 12
- ☐ سراج منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حُجۃُ اللّٰہ
- ☐ تحفہ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂِ احباب

جلد نمبر 13
- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر 14
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر 15
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفہ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16
- ☐ خطبۂِ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃُ النُّور

جلد نمبر 17
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18
- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19
- ☐ کشتیِ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیمِ دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20
- ☐ تذکرۃُ الشّہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂِ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ اَلاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23
- ☐ چشمۂِ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری یکم جنوری۔جمعرات	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
3-4 جنوری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں، ریویو 2025ء، منصوبہ جات 2026ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
10 جنوری، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام نیشنل عاملہ میٹنگ	تربیت نیشنل جماعت	ویبینار زوم میٹنگ
18 جنوری، اتوار	سیرۃ النبی ﷺ ڈے	ریجنل	جماعت
19 جنوری، پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
فروری 31 جنوری تا یکم فروری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
7 فروری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
16 فروری، پیر	پریذیڈنٹس ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
19 فروری تا 19 مارچ، جمعرات تا جمعرات	ماہِ رمضان	لوکل	جماعت
22 فروری، اتوار	مصلح موعود ڈے	لوکل	جماعت
مارچ 28 فروری تا یکم مارچ، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
20 مارچ، جمعۃ المبارک	عید الفطر	لوکل	جماعت
22 مارچ، اتوار	مسیح موعودؑ ڈے	لوکل	جماعت
28 مارچ، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
اپریل 4-5 / اپریل، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
24-26 / اپریل، جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ، جماعت امریکہ	جنرل سیکرٹری دفتر	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
مئی 2-3 مئی، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
16 مئی، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	آسٹن، ٹیکساس
17-18 مئی، اتوار تا پیر	نیشنل سیمینار، ڈے آن دی ہل (Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
24 مئی، اتوار	خلافت ڈے	لوکل	جماعت
25 مئی، پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27 مئی، بدھ	عید الاضحیٰ	لوکل	جماعت

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جون			
6-7جون،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
14جون،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
جولائی			
4جولائی،ہفتہ	یومِ آزادی		وفاقی تعطیل
3-5جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو ایس اے	نیشنل	رچمنڈ،ورجینیا
10-12جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
11-12جولائی،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
24-26جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یوکے		
اِگست			
یکم تا2/اگست،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
15/اگست،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
ستمبر			
5-6ستمبر،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
7ستمبر،پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
12ستمبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ملواکی،وسکانسن
اکتوبر			
3-4/اکتوبر ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
10/اکتوبر ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
نومبر			
31/اکتوبر تا یکم نومبر،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
14نومبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
26-29نومبر جمعرات تااتوار	تھینکس گیونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
دسمبر			
5-6دسمبر،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
12دسمبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
25دسمبر،جمعۃ المبارک	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل
25-27دسمبر جمعہ تااتوار	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو،کیلیفورنیا

نوٹ: صفحات 4،6،7،8،11،12 اور 34 پر شائع ہونے والی تصاویر مخزن تصاویر سے لی گئی ہیں۔

(ادارہ النور)

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

سَو دفعہ استغفار کریں

مقابلۂ مضمون نویسی 2026

اصول:

مضمون یا تو انگریزی میں ہو سکتا ہے یا اردو میں۔

کسی موضوع کے احاطے کی گنجائش اور حد شرکاء کی عمر پر منحصر ہے۔

مضمون کا متن ورڈ یا اس کے مساوی ایپلی کیشن میں ٹائپ کیا جانا چاہیے۔ مضمون اصل ٹیکسٹ فائل میں فراہم کیا جانا چاہئے نہ کہ پی ڈی ایف میں۔

تصاویر اور گرافکس کو گرافک فائلوں کے طور پر منسلک کیا جانا چاہئے اور ٹیکسٹ فائل میں نہیں ڈالا جانا چاہئے۔

ایک ہزار سے زیادہ الفاظ پر مشتمل مضمون میں ذیلی عنوانات کا ہونا ضروری ہے۔

مضمون کے آخر میں حوالہ جات کا صحیح طور پر اندراج ہونا چاہیے۔ اگر چھپا ہوًا حوالہ دستیاب ہو تو ویب سائٹ کا حوالہ قابل قبول نہیں۔

انٹرنیٹ کے حوالے دینے کی عام طور پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ کتابوں کے حوالہ جات میں درج ذیل چیزیں شامل ہونی چاہئیں:

1. مصنف یا مدیر
2. عنوان (ترچھی تحریر میں)
3. ایڈیشن
4. ناشر کا نام
5. اشاعت کا سال اور مقامِ اشاعت

اقتباس کے ترجمہ میں ترجمہ کے ماخذ کی فہرست ہونی چاہیے۔ اگر ترجمہ مصنف کا ہے، تو اس میں ذکر کرنا چاہیے کہ ترجمہ مصنف کا ہے۔

مضمون publications@ahmadiyya.us پر ای میل کے ذریعے آن لائن جمع کرانا ضروری ہے۔ براہ کرم رابطہ کرنے کے لیے اپنا فون نمبر، اپنی جماعت اور اپنی ذیلی تنظیم کا نام لکھیں۔

مضامین مقررہ بھجوانے کی تاریخوں کے مطابق ارسال فرمائیں۔

صرف ایک موضوع کا انتخاب کافی ہے۔

مضامین کا جائزہ موضوع سے مطابقت، مکمل (موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں کا جامع احاطہ کیا گیا ہے)، اسلوب (گرامر، بہاؤ، پڑھنے کی اہلیت، مواد کی ترتیب) اور علمیت (اصل تاریخی اور عصری حوالہ جات) کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

انعامات:

مضامین کا مقابلہ ذیلی تنظیموں کے درمیان کیا جائے گا۔ ہر گروپ میں پہلی تین پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اشاعت کے لیے منتخب مضامین پر غور کیا جائے گا۔

موضوعات:

موضوع کا احاطہ: اسلام کی تجدید (15 دسمبر 2026 تک جمع کروائیں)

- خدا کا تصور
- اسلام کے ذریعے نجات
- یسوع کی موت–عالمی گواہی
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ
- عیسیٰ علیہ السلام کی وفات–قرآن پاک کی رو سے
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی
- قرآن پاک کی خوبصورتی اور فضائل
- عیسیٰ علیہ السلام کی وفات–حدیث کی رو سے

موضوع کا احاطہ: احمدی خلفاء کی طرف سے شروع کی گئی آسمانی اسکیمیں (15 مئی 2027 تک جمع کروائیں)

احمدی خلیفہ یا احمدی خلفا کی طرف سے شروع کی گئی اسکیم یا اسکیموں کے ثمرات کا جامع جائزہ، یا کسی ایک اسکیم کا جائزہ یا ایک پہلو۔